لاشوں پر رقص

(مضامین اور انشائیے)

www.KitaboSunnat.com

مریم خنساء

مشربہ علم و حکمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

لاشوں پر رقص

(مضامین اور انشائیے)

مریم خنساء

www.kitabosunnat.com

ناشر:

مشربہ علم وحکمت (دارالشکر)

ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092 0300-4270553

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مشربہ علم وحکمت محفوظ ہیں

اہتمام ______ محمد عبدمنیب
ناشر ______ مشربہ علم وحکمت
اشاعت اول ______ یکم ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ
قیمت ______ 120.00

ناشر: مشربہ علم وحکمت (دارالشکر)
ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092 0300-4270553

ملنے کا پتہ: دارالکتب السلفیہ
(4 شیش محل روڈ لاہور۔ پاکستان 54000) Ph:092-042-7237184

مکتبہ اسلامیہ
بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فیصل آباد۔ فون: 631204

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

☆ معاشرت

عمل کی زبان 7

یہ ہماری دین داری 13

ملاوٹ 17

اف! یہ آداب عیادت 20

پہچان 25

وہ ایک لمحہ 29

خطائے بزرگاں گرفتن خطا است 33

دین اور دنیا ساتھ ساتھ 37

پکا ما ایک سائن بورڈ 41

خسارہ عظیم 44

25 جنوری 47

انتقام 50

[illegible] 54

[illegible] 56

جبر مسلسل ایک رحمت 64

کلام نرم و نازک 67

ایک سوال 72

☆ سیاست

[illegible] 78

[illegible] 81

[illegible] 89

[illegible] 93

[illegible] 96

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک تحریر کی فریاد 105
حسنِ کرشمہ ساز 111
یہ بھی دیکھا وہ بھی دیکھ 116
غیرت 124

☆ اسلامیات

قوام لغت کے آئینے میں 127
انگلی چھوڑ نہ دینا 138
بارہ منہ 140
دولت بڑھایئے 143
کیڑا 151
کم بچے.....خوش حال گھرانہ؟ 157
درازی عمر کا راز 163
صدائے سامری 170
نامحرم افراد سے مزاح 172

☆ نسوانیت

عورت ام زبیر کے افسانوں میں 179
عروسی ملبوسات 193
آپ اکیلی نہیں 198
سسرالی تعلقات بنت الاسلام کی تحریروں کے آئینے میں 205
نقل اور عقل 212
مشوروں کی برسات 215
وفاتِ اولاد پر صبر واجر 218
بنت الاسلام کا ادبی زاویہ نگاہ 229
بنت الاسلام کا ذوقِ مطالعہ 235
بنت الاسلام اور گھر داری 245
کوکب قول و عمل 253
ملازمت اور خواتین 270

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنِ وضاحت

زیرِ نظر مجموعہ ''لاشوں پر رقص'' مریم خنساء کے ان مضامین اور انشائیوں پر مشتمل ہے جو اس نے اپنے دس سالہ تحریری عرصہِ حیات میں لکھے۔ والدہ محترمہ اُمِّ عبدِ منیب نے متفرق کاغذوں اور کاپیوں سے ان سب کو یک جا کیا ہے، جن تحریروں کے آخر میں اس نے تاریخِ تحریر درج کی تھی، اسے حسبِ سابق آخر میں درج کر دیا ہے۔

اس مجموعے میں کچھ تحریریں ایسی ہیں جنہیں مصنفہ نے غالباً مکمل نہیں کیا تھا یا انہیں آخری شکل نہیں دی تھی کیونکہ یہ رف انداز میں لکھے ہوئے تھے، ان تحریروں کو نظر انداز کرنا اچھا نہ لگا کیونکہ ان میں اصلاح کا پہلو بہر حال شامل ہے، ممکن ہے قارئین کو یہ تحریریں تحریر اور اسلوب کے لحاظ سے کچھ ہلکی محسوس ہوں والدہ محترمہ نے کہیں کہیں نوک پلک درست کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ تحریریں مندرجہ ذیل ہیں:

یہ ہماری دینداری؟

ملاوٹ۔

دین اور دنیا ساتھ ساتھ۔

پکار ایک سائن بورڈ کی۔

خسارہِ عظیم۔

سانحہ اور افسانہ۔

بچے بڑوں سے کیوں بھاگیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک تحریر کی فریاد۔

عروسی ملبوسات۔

آپ اکیلی نہیں۔

نقل اور عقل۔

وفاتِ اولاد پر صبر واجر۔

ملازمت اور خواتین۔

سسرالی تعلقات بنت الاسلام کی تحریروں کے آئینے میں۔

اس مجموعے میں اس کی ابتدائی تحریروں میں سے ''عمل کی زبان'' اور آخری تحریر ''مشوروں کی برسات ہے'' جو ''ننھی عائشہ عفراء کی پیدائش پر مشورے'' کے نام سے ماہنامہ ''عفت'' اور ''اوراردو ڈائجسٹ'' میں چھپ چکی ہے۔

چونکہ اس مجموعے میں مصنفہ کی ابتدائی دور سے لے کر آخری دور تک کی تحریریں شامل ہیں اس لیے اسلوبِ تحریر کے لحاظ سے ان میں فرق فطری بات ہے۔

اس مجموعے کی ترتیب وتسوید میں خالہ جان فرزانہ چیمہ (دینی خالہ) کے ادیبانہ اور مخلصانہ مشوروں کا تعاون ساتھ ساتھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور مصنفہ کے لیے اس کی تحریروں کو صدقہ جاریہ کی صورت قبول کرے۔ آمین!

ابنِ مسعود عبدہ

یکم ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل کی زبان

ایک دن ابو جان نے مجھے قول و عمل کی تائید میں فرق سمجھاتے ہوئے کہا کہ ''عمل کی زبان میں جتنا اثر، قوت اور برکت ہے وہ ہماری تقریر، تحریر اور لفاظی کو بھی حاصل نہیں ہو سکے گی۔ میں تمہیں عمل کی زبان کی ایسی کہانی سناتا ہوں جو بالکل سچی ہے، اس کہانی کا کردار آج بھی ہندوستان میں زندہ ہے۔

یہ ۱۹۶۵ء کی بات ہے جب میں ہندوستان کے مشہور شہر بمبئی میں رہتا تھا۔ اسی شہر کی ایک مسجد جو کھوکھا بازار کی مسجد کہلاتی ہے، چند سال اس میں مجھے اللہ نے اعتکاف کی سعادت بخشی تو نمازِ تراویح کے بعد چند بھائیوں کا تقاضا ہوتا کہ قرآن و حدیث میں تزکیہ نفس کے طور طریقوں کو سمجھایا جائے اور یہ مشکل ترین کام مجھی کو سونپا جاتا۔ غرض میں کچھ خود سمجھتا اور کچھ دوسروں کو سمجھاتا۔

ایک سال ماہ رمضان کی برکت والی راتوں میں یہ سلسلہ چل رہا تھا کہ اچانک ان نشستوں میں ایک اجنبی شخص نمودار ہوا۔ اس کا رنگ کالا سیاہ تھا۔ قد تقریباً سات فٹ چوڑا چکلا سینہ، مضبوط اور چوکور سے ہاتھ، گول چہرہ، آنکھیں چھوٹی اور اندر کو دھنسی ہوئی مگر پیشانی پر محراب کے نشان نے اس کی کالی رنگت کو جمال و جلال دونوں سے نوازا تھا۔ دورانِ بیان جب بھی میری نگاہ ہیں اس کے چہرے پر پڑتیں تو اس کا چہرہ بتاتا کہ وہ ان باتوں کو بڑے غور سے سن رہا ہے مگر کبھی کبھی وہ مجھ سے ایسے سوالات کرتا کہ جنہیں سن کر مجھے محسوس ہوتا کہ یہ شخص اسلام کی ابتدائی تعلیمات سے بھی ناواقف ہے لیکن جب میری نظر اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لباس کی متشرع شکل پر جاتی تو مجھے خود اپنے آپ سے شرم آنے لگتی اور وہ تقویٰ کے معیار پر مجھے اپنے آپ سے زیادہ بلند نظر آنے لگتا۔

ایک ہفتہ گزرنے کے بعد وہ شخص دو دن مجھے نظر نہ آیا۔ مجھے اس کی کمی محسوس ہونے لگی کہ ہمارا وہ اجنبی بھائی کون ہے، کہاں رہتا ہے اور دو دن سے کہاں غائب ہے۔ غرض میں نے اس مسجد کے صدر صوفی عبدالرحمٰن صاحب سے اس آدمی کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ''وہ شخص نومسلم ہے۔ آج کے اس محمد عبداللہ کا پہلا نام سیوا جی تھا۔ اس کی تعلیم BSc ہے، وہ مال بردار جہاز کا کپتان رہ چکا ہے۔ اس کے مسلمان ہونے کی کہانی بہت حیرت انگیز اور سبق آموز ہے۔ بہتر یہی ہے کہ آپ ان کی کہانی ان ہی کی زبان سے سنیں کہ وہ کب اور کیوں اور کیسے مسلمان ہوئے اور سچی بات تو یہ ہے کہ جب سے میں نے ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سنی ہے، مجھے اپنے آپ سے شرم آنے لگی ہے۔ ہم لوگ باتیں تو بہت کرتے ہیں لیکن عمل میں کورے ہیں۔ اب تو میں یہی دعا کرتا ہوں کہ اللہ ہم سب کو اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ عمل کی زبان میں بڑی طاقت ہے۔'' اتنا کہہ کر وہ مصروف عبادت ہو گئے۔

عبدالرحمٰن صاحب کی بات سن کر میں بڑی بے چینی سے آنے والی رات کا انتظار کرنے لگا۔ آخر کار وہ آ ہی گئی۔ آج وہ صاحب بھی نمازِ تراویح میں شامل ہوئے۔ وتر پڑھنے کے بعد حسب معمول درس کا سلسلہ شروع ہوا۔ تقریباً رات کے دو بجے سب لوگ اٹھ کر اپنے اپنے سونے کی جگہوں پر جانے لگے تو میں خود اٹھ کر ان صاحب کی طرف بڑھا۔ ان کو سلام کیا اور اپنے پاس بٹھا کر سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا۔

''عبداللہ صاحب، عبدالرحمٰن صاحب نے آپ کا تعارف کروایا تو میرے دل میں آپ سے ملنے کا بہت شوق ہوا اور آپ سے چند باتیں پوچھنے کو دل چاہا۔

''پوچھیے''! عبداللہ صاحب نے جواب دیا۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''پہلے تو یہ بتایئے کہ جب سے پاکستان بنا ہے مسلمانوں کے سر پر تلوار لٹکی رہتی ہے۔ ہر وقت جان کا خوف رہتا ہے کبھی کہیں ہندو مسلم فسادات ہوتے ہیں اور کبھی کہیں۔ اقتصادی، تعلیمی، معاشی، غرض ہر میدان میں مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ایک طرف تو اس طرح کے ابتر حالات کا ہجوم دوسری طرف مسلمانوں کے اعمال بھی ایسے لگتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر کوئی غیر مسلم مسلمان ہو جائے یقین نہیں آتا۔''

وہ میری تمام بات سنتا رہا۔ میرے جذبات کو پڑھتا رہا لیکن میری یہ بات سن کر اس نے میری بات کاٹی اور کہنے لگا۔

''نہ جی اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں مجھے تو ایک بوڑھے مسلمان کے اعمال ہی نے اسلام لانے میں مدد دی ہے۔''

اس جواب نے مجھ پر سکتہ طاری کر دیا لیکن محمد عبداللہ صاحب نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ میں مرہٹہ خاندان کا بیٹا ہوں، میری بیوی اور بچے بھی ہیں، BSc کے بعد میں کانٹی شپ میں کیپٹن ہو گیا۔ کچھ ماہ کے بعد میرا تعلق سمگلر گروپ سے ہو گیا۔ سال دو سال تو ہمارا معاملہ لین دین میں ٹھیک چلتا رہا لیکن سمگلر کے سردار نے مجھے دھوکہ دیا، مجھے غصہ آیا، میں نے اسے گولی مار دی۔ سمگلر کے ہاتھ بھی لمبے تھے۔ مجھ پر قتل کا مقدمہ چلا۔ حوالات میں بند کر دیا گیا۔ جس کوٹھڑی میں میں قید تھا، اس کے ساتھ والی کوٹھڑی میں ایک مسلمان بھی قتل کے جرم میں لایا گیا۔ مسلمانوں سے دشمنی ہماری گھٹی میں آئی ہے لہٰذا جب بھی میں اس بوڑھے کو دیکھتا اسے گالی دینے لگتا۔ وہ عبادت کرتا تو میں اسے پریشان کرتا لیکن میرے اتنے زیادہ ستانے کے باوجود اس نے کبھی میری طرف غصہ بھری نظر سے بھی نہ دیکھا۔ اتفاق کی بات ہے کچھ دنوں کے بعد میں ایک اور مجرم کی دوستی میں گھل مل جانے کی وجہ سے گالیاں نہ دے سکا تو کچھ دنوں کے بعد وہ بوڑھا میرے پاس آیا اور بڑے پیار سے مجھ سے گالیاں نہ دینے کا سبب معلوم کرنے لگا۔ اب مجھے یقین ہو چلا تھا کہ ضرور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بوڑھے کا دماغ خراب ہے۔ میں نے اسے گالیاں دیتے ہوئے کہا۔

''کیوں بڈھے گالیاں بڑی اچھی لگتی ہیں۔'' بوڑھے نے میری بات کا بڑے پیار سے جواب دیتے ہوئے کہا:

''بیٹے میرے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہے کہ تمہارا پڑوسی تم سے ناراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ تم میرے پڑوسی ہو اور تمہیں مجھے گالیاں دے کر خوشی حاصل ہوتی ہے، اس لیے مجھے بھی تمہاری گالیاں سن کر خوشی محسوس ہوتی تھی کہ میرا پڑوسی خوش ہے لیکن آج تم نے گالیاں نہیں دیں تو مجھے فکر لاحق ہوئی کہ کہیں تم مجھ سے ناراض تو نہیں۔ میں بھی قتل کے مقدمے آیا ہوں لیکن میرا ایمان ہے کہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لیے میں اس کی ناراضگی مول نہیں لے سکتا۔''

اس کے ان سیدھے سادھے الفاظ میں بلا کا اثر تھا۔ اس کی آواز میں عجیب وغریب قوت تھی۔ ایک لمحے کے لیے میرا وجود جو اس سے پہلے اس کے سامنے میری اپنی نظروں میں بہت بلند تھا، ایسے معلوم ہوا جیسے دھڑام سے نیچے آ گرا ہو۔ اس وقت میں اسے کوئی جواب نہ دے سکا۔ وہ اٹھ کر اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا اور تلاوت میں مصروف ہو گیا تھوڑی دیر تک تو مجھ پر عجیب قسم کی کیفیت طاری رہی۔ مجھے خود پتہ نہیں کہ کیا ہو گیا مگر دو تین گھنٹے گزرنے کے بعد میرے اندر کے شیطان نے مجھے پھر اکسایا۔ میں نے پھر بوڑھے کو گالیاں دینا شروع کر دیں چنانچہ یہ سلسلہ ایک دو دن تک چلتا رہا۔

ایک دن میرے وکیل اور وارث تاریخ پر پیش ہونے سے پہلے کچھ ہدایات دینے کے لیے آئے۔ جوں ہی میں ملاقاتیوں کے کمرے میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حوالات کی سلاخوں کے پیچھے بوڑھے کے محلے والے وکیل، مرد، عورتیں بچے بوڑھے سب جمع تھے اور بار بار بوڑھے سے کہہ رہے تھے کہ

''بابا! تم انکار کر دو، تمہارے خلاف کوئی گواہی کوئی ثبوت نہیں تم بچ جاؤ گے''۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مگر وہ جتنا اصرار کر رہے تھے، بوڑھا اتنی ہی شدت سے انکار کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

''میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ جھوٹے پر تو اللہ کی لعنت ہے۔ میں کیوں اپنی جان بچانے کی خاطر اللہ کی لعنت کا مستحق بنوں۔ جان کیا ہے آج نہیں تو کل چلی جائے گی۔ مَیں بار بار اقرار کرتا ہوں کہ مَیں نے قتل کیا ہے اور صحیح کیا ہے کیونکہ وہ ظالم تھا اور معصوم بچیوں کی زندگیاں برباد کرتا تھا۔ میں کیوں اس کے قتل سے انکار کر کے اپنا ایمان گنواؤں۔ مجھے اپنا ایمان اور اللہ کی خوشنودی اپنی جان سے زیادہ پیاری ہے''۔

مَیں اپنے وکیل اور اپنے رشتہ داروں سے باتیں تو کر رہا تھا لیکن میرا دل اور دماغ اس بوڑھے کی باتوں پر فریفتہ ہو رہے تھے، اس کی باتوں سے مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے عمل کی زبان میرا آپریشن کر رہی ہے۔ آخر کار بوڑھے کے ملنے والے اس کی منتیں کر کر کے تھک ہار کر واپس چلے گئے اور بوڑھا جیسے بڑا ہی مطمئن ہو کہ وہ سچ بول رہا ہے جس کے ذریعے اللہ کی خوشنودی حاصل کی جا سکتی ہے۔

حوالات میں جاتے وقت بوڑھے نے میری طرف دیکھا، میری نگاہیں اس سے ملیں مگر آج میری نگاہیں نہ تو اس بوڑھے کو گستاخانہ نگاہوں سے دیکھنے کی جسارت رکھتی تھیں اور نہ زبان گالی دینے کی۔ اس بوڑھے کی زبان نے میرے اندر کی خرابیوں کے تمام قلعے مسمار کر دیئے تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں نے اپنے بیوی بچوں کو کیا جواب دیا اور انہوں نے مجھے کیا کہا۔ میں اس بوڑھے کی طرف پلٹا اور اس کے پیچھے پیچھے اس طرح چل دیا جیسے کوئی جنگل میں بھٹکا ہوا راہی اچانک کسی رہبر کو پا لینے کے بعد اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتا ہے۔ آج رات میں اس بوڑھے کی کوٹھڑی میں گیا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں اس سے اپنی غلطیوں کی معافی کس طرح مانگوں، میں نے صرف اتنا کہا:

''بابا مجھے معاف کر دو، مجھے دعا دو''۔

اس بوڑھے نے محبت بھری نظروں سے میری طرف دیکھا اور کہا ''ہماری سب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑی دعا تو یہ ہے کہ اللہ تمہیں ''ایمان'' کی دولت سے نوازے''۔

میں نے اس سے ایمان کا مطلب سمجھنے کی کوشش کی تو وہ ایک دیہاتی اور اَن پڑھ آدمی اس کے پاس مجھے سمجھانے کے لیے الفاظ نہ تھے۔اس نے اپنی زبان میں بتایا کہ ''ایمان یہ ہے کہ ہمیں یقین ہو کہ اللہ ہر وقت ہمیں دیکھتا ہے۔ہمارے ساتھ ہوتا ہے اور قیامت کے دن وہ ہمارا حساب کتاب لے کر جزا و سزا کا فیصلہ کرے گا اور ہمارا حساب اللہ کے اس پیارے نبی ﷺ کے سامنے ہوگا جنہوں نے ہم تک اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے ہر قسم کی آسائشیں چھوڑ کر دکھ سہے''۔

یہ کہتے کہتے بوڑھا بلبلا کر رونے لگا۔اس کی ان سسکیوں نے مجھے بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا۔اس کے بعد میں مسلمان ہو گیا، مجھے عمر قید ہو گئی اور اسے بھی، ہم دونوں کو علیحدہ علیحدہ جیلوں میں بھیج دیا گیا۔میں اس بوڑھے سے بچھڑنے پر بہت رویا اور میں نے اعلان کر دیا کہ میں مسلمان ہوں۔مسلمان ہو جانے کے بعد مجھے جیل میں بہت تکلیفیں دی گئیں۔میرے رشتہ دار، وکیلوں، بیوی بچوں سب نے مجھ سے منہ موڑ لیا مگر میں جتنی تکلیفیں سہتا اتنا ہی میرا ایمان مضبوط ہوتا جاتا۔یہ تھی میرے مسلمان ہونے کی سرگزشت''۔

اتنا کہہ کر عبداللہ صاحب خاموش ہو گئے اور بے ساختہ میرے منہ سے نکلا کہ بے شک عمل کی زبان بہت طاقتور ہے، اللہ ہم سب کو عمل کی زبان بخشے۔(آمین)

(ستمبر ۱۹۹۱ء کو حریم ادب میں پڑھا گیا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ہماری دینداری؟

چند دن قبل چند اہم دینی شخصیات کے گھر والوں سے یہ جملہ سننے میں آیا کہ ہمارے والدین اور باپ دادا تو بہت دین دار تھے لیکن ہم اتنے دین دار نہیں۔

ان کے انداز میں اپنے والدین کے طرزِ عمل پر ایک ندامت کا سا احساس اور اپنے طرزِ عمل پر فخر کا احساس واضح جھلکتا ہوا محسوس ہوا۔ ان کا یہ بیان سن کر اچانک میری سوچ کا دھارا اس طرف مڑ گیا کہ اگر اس جملے میں دین دار کے لفظ کو مسلمان سے بدل دیا جائے تو مفہوم میں کتنی بڑی تبدیلی آ جائے گی، کم از کم اردو بولنے والوں کے لیے۔

سوچنے کی بات ہے کہ اگر کہا جائے کہ ہمارے باپ دادا نماز روزے کے پابند تھے اور ہم پابند نہیں تو کیا نماز دینداری کا رکن ہے یا اسلام کا؟

اگر باپ دادا نماز روزے کے پابند تھے تو کیا یہ صرف دینداری کا تقاضا ہے یا اسلام کا؟

اگر وہ اپنے قول و عمل میں پابندیِ سنت کا لحاظ رکھتے تھے تو یہ دینداری کا حصہ تھا یا اسلام کا؟

اگر انہوں نے گھر میں ٹی وی یا کیبل نہیں آنے دی تو یہ دینداری کا سبب تھا یا مسلمان ہونے کا؟

اگر انہوں نے اپنے آپ کو مغربی تہذیب کی یلغار سے بچانے کی بھرپور کوشش کی تو یہ دینداری کی بنا پر تھا یا مسلمان ہونے کی بنا پر؟

اگر انہوں نے اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلائی تو کیا یہ دینداری کی وجہ سے دلائی تھی یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان ہونے کی وجہ سے؟

اگر انہوں نے حلال حرام کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھا' رشوت نہیں کھائی' سودی کاروبار میں شرکت نہیں کی' سودی کاروبار میں ملوث بنکوں کی ملازمت سے قطع تعلق کیے رکھا تو یہ اسلام کا حصہ تھا یا دینداری کا؟

اگر انہوں نے رمضان میں صرف عالی شان افطاریوں کے بجائے راتوں کی بیداری کو زیادہ ترجیح دی تو یہ اسلام کے حکم کی تعمیل تھی یا دینداری کے نبھانے کا ایک انداز؟

اگر وہ دنیوی شان وشوکت کی بے جا نمائش سے بچے رہے تو یہ ان کی دینداری تھی یا مسلمانی؟

اگر انہوں نے غیر مسلموں کے رسم ورواج' تیل' مہندی' جہیز' بڑی بڑی باراتوں سے گریز کیا تو یہ ان کی آسائشوں کے حصول پر خرچ کرنے کے بجائے یتامیٰ اور مساکین کو اپنے گھروں میں رکھ کر ان کی کفالت کی تو یہ ان کی دینداری کا تقاضا تھا یا اسلام کا؟

اگر انہوں نے عمر بھر تکبیر تحریمہ نہیں چھوڑی' سفر وحضر میں نماز کی پابندی کی تو یہ ان کی دینداری کے باعث تھا یا اسلام کے باعث؟

اور اگر اب ہم (ان کی اولاد) نماز کی پابندی نہیں کرتے' گنڈے وار نمازیں پڑھتے ہیں' پنج وقتہ نمازی بننے کی بجائے صرف آٹھ کے' کاٹھ کے یا تین سو ساٹھ کے نمازی ہیں' یا پھر فجر کی نماز سوئے ہوئے ہونے کی وجہ سے' ظہر کی کام کی مشغولیت کی وجہ سے' عصر کی تھکاوٹ کی وجہ سے اور عشاء کی دیگر مصروفیات کے سبب چھوڑ دیتے ہیں اور روزانہ صرف ایک یا دو نمازیں پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنا فریضہ ادا کر لیا تو یہ نبی اکرم ﷺ کے حکم "من ترك الصلوٰة متعمدًا فقد كفر" کی خلاف ورزی ہے یا دینداری کی خلاف ورزی؟

اگر ہم پردے کو بیک ورڈ back world ہونے کی علامت سمجھتے ہیں یا مختلف خود ساختہ عذروں کی بنا پر پردے کو ضروری نہیں سمجھتے تو کیا یہ دینداری کا ایک پہلو ترک کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہلائے گا یا اسلام کا؟

اگر ہم زبان سے اسلام' اسلام کہنے کے باوجود اسلام کے مطابق عمل نہیں کرتے تو کیا یہ ﴿لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (الصف:۲) ''تم وہ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں'' کی تنبیہ کی خلاف ورزی ہے یا دینداری کی؟

اگر ہم ٹی وی جیسی خرافات' بے ہودہ رسائل واخبارات بلا روک ٹوک گھروں میں آنے دیتے ہیں' بچوں کی تربیت میں لبرل ازم کے اصولوں کی پابندی کرنا پسند کرتے ہیں تو کیا یہ دینداری کے حکم کی خلاف ورزی ہے یا اسلام کے حکم کی خلاف ورزی؟

اگر ہم نے مغربی تہذیب کی یلغار کے سامنے ہتھیار ڈال کر اس کے استقبال کے لیے اپنے گھروں کے دروازے کیا دیواریں بھی گرا کر اس کی آمد کی ہر رکاوٹ دور کر دی ہے تو یہ اسلامی حکم ''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ اسی میں سے ہے۔ اور ﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ﴾ ''تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین'' کی مخالفت ہے یا دینداری کی۔

اگر ہم دینی تعلیم کو ضروری سمجھتے اور بچوں کو انگلش پوئمز یاد کرواتے ہیں مگر بچوں کو کلمہ تک نہیں سکھاتے۔ بچے کے لیے انگلش فر فر بولنا ضروری سمجھتے ہیں اور عربی سے واقفیت کو ضروری نہیں سمجھتے تو یہ رسول اللہ ﷺ کے حکم ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ'' (سنن ابن ماجہ' المقدمہ) ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے'' سے پہلوتہی ہے یا دینداری ترک کرنے کا ایک پہلو؟

اگر ہم حلال حرام کے تقاضوں کا خیال رکھنا رجعت پسندی کے مترادف سمجھتے ہیں اور اپنا معیارِ زندگی بلند کرنے کے لیے' رشوت' سود' حرام خوری' ہر جائز و ناجائز ذریعہ آمدنی کو اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں تو یہ اسلام کی تنبیہ کہ ''جس جسم کی پرورش میں حرام کا ایک لقمہ بھی ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا''۔ سے لاپرواہی برت رہے ہیں یا دینداری ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم رمضان کے احترام کے تقاضے نبھانے' شب بیداری کرنے' توبہ واستغفار کرنے' ایمان واحتساب کے ساتھ ساتھ روزے رکھنے کے بجائے صرف افطاریوں' عیدملن پارٹیوں اور عید کے تحائف اور تیاریوں پر ہی توجہ دے رہے ہیں تو یہ اسلامی احکامات کی خلاف ورزی ہے یا دینداری کی؟

اگر ہم اپنی آسائشوں اور من پسند اللے تللوں میں پیسہ ضائع کر دیتے ہیں لیکن اپنے بھوکے پڑوسی یا سسکتے بیمار بچوں' یتیموں' مسکینوں' رشتہ داروں کا کوئی خیال نہیں رکھتے تو یہ اسلام کے ارشاد ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ﴾ کی خلاف ورزی ہے یا دینداری کی؟

گویا ایسا کہنے والوں کے خیال میں مسلمان ہونا اور دینداری دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ کہیں ہم دینداری کا لفظ استعمال کر کے اسلام کے کم تر درجے کی طرف بڑھ کر اپنے نفس کو یہ فریب تو نہیں دے رہے کہ ہمارا اسلام اب بھی اپنی جگہ قائم ہے۔ جب کہ حکم ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ﴾ (البقرہ: ۲۰۸)

''اے مومنو! سلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو بے شک وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے''۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ملاوٹ

بی بی جی! آپ نے بلایا ہے؟ گوالن بولی۔

''ہاں! میں نے ہی بلایا ہے، بیٹھ جاؤ اور یہ بتاؤ اگر خالص دودھ مہیا کر سکتی ہو تو خیر! ورنہ دس روپے میں کچی لسی''.....

بی بی جی دس روپے میں نہیں، آپ کو اب بارہ دینے ہوں گے۔ چارہ مہنگا ہو گیا ہے۔ بجلی کا بل بڑھ گیا ہے ہم کیا کریں''؟ وہ میری بات کاٹتے ہوئے تیزی سے بولی:

''خالہ'' میں تو تم سے دودھ کی بات کر رہی ہوں، بجلی چارے کی نہیں۔ میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ آئے دن قیمت تو بڑھاتی رہتی ہو مگر ملاوٹ گھٹاتی نہیں، بڑھاتی جا رہی ہو''۔ میں نے کہا۔

''بی بی جی ہم دودھ گھر تو نہیں بناتے؟ بھینس والوں سے جیسا ملتا ہے، آگے دے دیتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم تو ایک بوند بھی نہیں ملاتے''۔ اس نے اپنی صفائی میں کہا۔

''خالہ! اللہ سے ڈرو۔ ہر بار قسم کھا کے چلی جاتی ہو جو میں کہتی ہوں اس پر دھیان نہیں دیتی'' میں نے کہا۔

وہ تلخ لہجے میں بولی۔ مگج ماری (مغز ماری) چھوڑو۔ بی بی! تمہیں لینا ہے تو لو ورنہ جہاں سے خالص ملتا ہے وہاں سے لے لیا کرو''۔ یہ کہہ کر وہ چل دی۔

مجھے غصہ تو بہت آیا مگر دل نے کہا، صرف دودھ ہی پر کیا موقوف! اور کون سی چیز ملاوٹ سے پاک ہے، نمک میں ملاوٹ، ہلدی اور مرچ میں ملاوٹ، تیل، تیل اور گھی میں، آٹے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور میدے میں ملاوٹ، پھلوں میں کیمیکل کے ذریعے مصنوعی طریقوں سے پکانے کی ملاوٹ، سوتی کپڑوں میں بھی 5 سے 30 فی صد تک مصنوعی ریشوں کی ملاوٹ اور دوائیں..... توبہ توبہ! ان کے متعلق تو کچھ مت پوچھیے، ان میں بھی جان لیوا ملاوٹ!

پچھلے دنوں پتا چلا کہ چاولوں کی ایک قسم ایری فین ہے، جس کو حکومت نے بونا اس لیے جرم قرار دے رکھا ہے کہ یہ چاولوں کی اعلیٰ قسم باسمتی سے ایسی مشابہت رکھتی ہے، اگر اکلو اصل چاول میں آدھ کلو یہ ملا دیں تو کوئی پکڑ نہیں سکتا لیکن اسے بوتے بھی ہیں اور دام بھی کھرے کرتے ہیں۔

اب تو یہ مسئلہ صرف چیزوں تک ہی محدود نہیں بلکہ رشتوں میں بھی محبت اور خلوص کی جگہ مصلحت یا خود غرضی کی ملاوٹ عام ہوگئی ہے۔ اخبارات اٹھاؤ تو اس میں اشتعال انگیزی کے لیے سچے الفاظ میں جھوٹ کی ملاوٹ نظر آتی ہے۔ معاملات کی صداقت میں بناوٹ کی ملاوٹ، قول و عمل میں تضاد کی ملاوٹ..... حقیقی لب و لہجے میں تکلفات کی ملاوٹ..... مشرقی تہذیب میں مغربی تہذیب کی ملاوٹ.....

اس سے ایک لطیفہ یاد آ گیا ''ایک آدمی نے ہر چیز میں ملاوٹ سے تنگ آ کر خودکشی کا ارادہ کر لیا۔ اسی خیال سے رات کو زہر کھا کر سو گیا۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ زہر بھی ملاوٹ شدہ تھا۔''

بہر حال یہ تو ایک لطیفہ ہے مشکل تو یہ ہے کہ کراچی سے لے کر پشاور تک ٹی وی والوں نے سب کو ایک ہی سبق دے رکھا ہے کہ جب کوئی مہنگائی کی بات کرے تو کہو ''بی بی جی ہم گھر میں تو نہیں بناتے، جو منڈی سے ملتا ہے وہی دیتے ہیں مزید بات کرنا چاہیں تو جواب ملتا ہے کہ جاؤ جاؤ بی بی! ہمارا مغز مت کھاؤ سودا خریدنا ہے تو خریدو ورنہ اپنا رستہ ناپو''۔

طرفہ یہ کہ جس کو دیکھو وہی ملاوٹ سے نالاں نظر آتا ہے۔ ہر ایک کو اپنے ساتھ ہونے والے معاملے میں ملاوٹ پسند نہیں۔ اس بیماری سے سب کو یکساں جھنجھلاہٹ اور بیزاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا دیکھ کر ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے۔ کہ ہم سب روزمرہ زندگی میں یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی ہمارے ساتھ ملاوٹ کا معاملہ کرے۔

اگر ہمیں علم ہو جائے کہ فلاں چیز میں ملاوٹ ہے تو اسے خریدنا پسند نہیں کرتے۔

پھر.....اللہ کے قانون دین اسلام کے ساتھ ہی ایسی ناانصافی کیوں کہ جس کا دل چاہے اور جس طرح چاہے، کسی بھی نظریے کی دین اسلام میں ملاوٹ کر دے، خواہ اس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ اس ملاوٹ شدہ اسلام کو خالص اسلام کا نام دے کر پیش کیا جاتا ہے۔ تبھی تو اسلامی سوشلزم اور کبھی اسلامی جمہوریت کا نظریہ پیش کیا جاتا ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ جب ہم دنیاوی زندگی میں ملاوٹ کے نقصانات کے قائل ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی مذمت بھی کرتے ہیں تو اسلام کے متعلق ہمارا ردِعمل اس سے مختلف کیوں ہے؟

جب کہ معاملہ دینی ہو یا دنیوی معاملات کا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا، ''یعنی جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں''۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان)

(۱۴ شعبان ۱۴۱۴ھ بمطابق ۲۶ جنوری ۱۹۹۴ء کو حریم ادب میں پڑھا گیا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اف! یہ آدابِ عیادت

''ہائے ہائے! بے چاری نے کس شوق اور محنت سے گھر بنایا تھا''

''ارے بہن! کیا کہتی ہو، برتن دھوتی تھی تو شیشے کی طرح چمکتے تھے۔ سلیقہ تو اس پر ختم تھا، چاہو تو اس کے دھلے ہوئے برتنوں میں چہرہ دیکھ لو''۔

''اوہو!.....ایک محترمہ نے لمبی سانس لی، بیاہی ہوئی بیٹیاں آخر کب تک میکے رہیں گی، بہو بے چاری بچی ہے، اسے سمجھ نہ تجربہ، ابھی تو اس کے کھیلنے کی عمر ہے۔ گھر تو سمجھو برباد ہو گیا.....!''

''شادی بیاہ پر اپنے دور نزدیک کے رشتہ داروں کو یاد رکھنا اس کا کام تھا، اسے تو ہوش نہیں، اب دیکھو، بیٹے کی شادی کی ہے تو گھر والوں نے کسی کو بلایا ہی نہیں، اگر تندرست ہوتی تو کبھی ایسے نہ کرتی.....'' اور تو اور انہوں نے تو اس بھانجی کو بھی نہ بلایا جو شادی کے کپڑے سینے میں پیش پیش تھی، بھلا بلا لیتے تو کیا جاتا.....

عیادت کے لیے آئی ہوئی خواتین کے قریب المرگ مریضہ کے سرہانے بیٹھے ہوئے ایسے تبصرے مسلسل جاری تھے۔

ان پر کینسر کے مرض کا انکشاف سات سال قبل ہوا، دو بار آپریشن ہوا، علاج سے صحت قدرے بہتر ہو گئی، لیکن تین ماہ قبل حالت ایک دم بگڑ گئی، لاہور علاج کے لیے لایا گیا، ہسپتال میں داخل ہوئیں لیکن حالت بگڑتی ہی چلی گئی، کینسر کا زہر سارے جسم میں پھیل کر نا قابلِ علاج حالت اختیار کر چکا تھا۔ ڈاکٹروں نے یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ زیادہ سے زیادہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دو ماہ کی مدت حیات باقی ہے۔

ان کے دو بیٹے ہیں اور دو بیٹیاں شادی شدہ ہیں، بیٹے کی منگنی اپنی بہن کے گھر کر چکی تھیں، ان کی نازک صورتِ حال دیکھ کر بیٹے کی شادی کر دی گئی۔ ولیمے اور برات میں گنتی کے چند مہمان بلائے گئے۔ جس کی شکایت اب برادری کی ہر عورت ان کی بیماری اور گھر والوں کی پریشانی سے صرفِ نظر کرتے ہوئے کر رہی تھی۔ جس دن میں ان کی عیادت کے لیے پہنچی۔ پلنگ پر لیٹی تھیں، انتہائی نقاہت زدہ جسم، پیلا مائل کالا رنگ اور یرقان زدہ آنکھیں۔ شکل کمزوری کی وجہ سے بدل چکی تھی۔ صحت گو کبھی قابلِ رشک تھی اب اپنا نام و نشان کھو چکی تھی، بات تک کرنا مشکل تھا۔ خوراک صبح شام صرف ایک یا دو چمچ دلیے تک محدود تھی۔ گاؤں کی خواتین جمع تھیں لیکن ان میں سے کسی ایک کا جملہ حوصلہ افزا نہیں تھا۔ مایوسی کی باتیں، بہو کی کم عمری، گھر کی بربادی، ان کی سلیقہ مندی کا تذکرہ اور بہو کی کم عمری اور ناسمجھی کا موازنہ کیا جا رہا تھا۔ صرف ان کی بڑی بیٹی اور ان کے میاں تھے جو پاس آتے تو تسلی دیتے کہ فکر نہ کیجیے، آپ ان شاء اللہ جلد اچھی ہو جائیں گی لیکن باقی جو بھی آتا ان کو مزید کمزوری اور بگڑی ہوئی صحت کا احساس دلاتا۔ حالانکہ خود میاں یا بیٹی سے زیادہ اور کون ان کی تکلیف کو محسوس کرنے والا تھا؟

یہ تو کسی سے مخفی نہیں ہے کہ وہ چند دن کی مہمان ہیں لیکن انہیں سکون کے چند لمحے دینے کے بجائے تکلیف کو دو چند کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟۔ بیماری دور کرنا کسی کے بس کی بات نہیں! کم از کم زبان سے تو تکلیف نہ دی جائے۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ ۔

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں''۔ (صحیح مسلم)

مریض کے سامنے رونا، اس کی تکلیف، بے بسی، بیماری، خوراک کی کمی، گھر کی بربادی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا تذکرہ تو اسے سسکا سسکا کر مارنے کے مترادف ہے اور زبان کا زخم تو تلوار سے بھی گہرا ہوتا ہے۔

مریض کی اس نفسیاتی کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

''جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کو دیر تک زندہ رہنے کی خوش خبری سناؤ کیونکہ تمہارے کہنے سے کسی کی زندگی دراز نہیں ہو سکتی مگر بیمار کی طبیعت خوش ہو جائے گی۔(ترمذی، ابن ماجہ)

آپ ﷺ کی مریض کے ہاں جاتے تو اسے تسلی دیتے، صبر کی تلقین کرتے اور فرماتے:

لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰه۔

''کوئی ہرج نہیں، بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہوگی''۔

کبھی "کفارۃ و طھور" کے الفاظ بھی فرماتے۔

اللہ کے نبی ﷺ تو مریض کے غم کو ہلکا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ارشاد ہے:۔

''جو کسی مسلمان کے غم کو ہلکا کرے گا اللہ اس کے غم کو ہلکا کرے گا''۔(ابوداؤد)

لیکن اکثر عیادت کے لیے آنے والے سارا وقت مریض کو مزید غم زدہ کرنے پر صرف کر دیتے ہیں۔آپؐ نے مریض کے پاس رونے سے بھی منع فرمایا، مریض کو سکون کا موقع ملنا چاہئے جو زیادہ دیر پاس بیٹھنے سے میسر ہونا ممکن نہیں۔

اگر مریض بول نہیں سکتا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ سنتا، سمجھتا یا سوچتا نہیں۔

ہمارے دین نے تو مرنے کے بعد بھی انسانی حرمت کا اتنا اہتمام کیا ہے کہ قبر کے اوپر بیٹھنے سے منع فرمایا، کجا کہ زندہ اور بے بس انسان کو تکلیف پہنچائی جائے۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ مریض سے بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مریض بولنے سے ہی تاصر ہے یا بہ مشکل بول سکتا ہے، ایسا کرنے سے اسے اپنی بے بسی اور بیماری کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شدت کا مزید احساس تکلیف پہنچاتا ہے۔

مریض کے پاس بیٹھ کر بلند آواز سے باتیں کرنا بھی صحت کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔اسی لیے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "مریض کے پاس جاؤ تو زیادہ دیر نہ بیٹھنا اور شوروشغب نہ کرنا سنت ہے۔(بحوالہ "آداب زندگی")

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بیان کردہ الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی"؟ بندہ کہے گا "یارب! آپ ساری کائنات کے رب! بھلا میں آپ کی عیادت کیسے کرتا"؟ اللہ تعالیٰ کہے گا "[فلاں بندہ بیمار ہوا تو تو نے اس کی عیادت نہیں کی اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے وہاں پاتا۔(صحیح مسلم)

عیادت تو ہم میں سے اکثر کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق عیادت نہ کرنے کی وجہ سے ...... یہ عمل بجائے عیادت یا مریض کے لیے باعث رحمت ہونے کے بجائے ہمارے گناہوں میں بھی اضافے کا سبب بن جاتا ہے اور مریض کے لیے بھی وبال ثابت ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عیادت کرتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی عیادت کرتے تھے لیکن وہ ہماری طرح مریض کی مایوسی میں اضافہ کرنے کی بجائے حوصلہ افزائی کی باتیں کرتے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار سلمان رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے تو فرمایا:

"اللہ تمہاری بیماری کو دور کرے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے اور تمہیں دین میں اور جسم میں مرتے دم تک عافیت نصیب فرمائے"۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کسی کی عیادت کے لیے جاتے تو فرماتے "خَارَ اللّٰهُ لَكَ" یعنی اللہ تمہیں خیر عطا فرمائیں اور مزید کچھ نہ فرماتے۔(الادب المفرد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی اس کی بیماری کے متعلق تکلیف دہ باتیں نہ کرتے۔

رسول اللہ ﷺ مریض کے سرہانے بیٹھ کر یہ دعائیں پڑھتے:

اِذْهَبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

سلمان رضی اللہ عنہ ایک بار کسی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو فرمایا:

''تمہیں خوش خبری ہو۔ اللہ تعالیٰ مومن کی بیماری کو اس کے گناہوں کے مٹنے کا اور اس سے اپنے راضی ہونے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ اور فاجر و بدکار کی بیماری تو ایسی ہے جیسے اونٹ کو اس کے گھر والوں نے باندھ دیا پھر کھول دیا، اسے کچھ علم نہیں ہوتا کہ اسے کیوں باندھا تھا اور کس لیے چھوڑ دیا''۔ (الادب المفرد)

یوں تو موت کسی وقت بھی آسکتی ہے لیکن مرض میں تو اللہ کے پاس پہنچنے کی خصوصی تیاری ہونی چاہئے، اس کا ناطہ اس دنیا سے ٹوٹ رہا ہوتا ہے۔ اللہ کے ساتھ تعلق نہ ہو تو موت کا تصور اور دنیا چھوڑنے کا خیال انتہائی سوہانِ روح ہوتا ہے۔ ایسے میں اسے دنیا کی چیزوں کے تذکرے سے لاعلاج تکلیف دینے کا کیا فائدہ؟

اس کی بجائے اس کے سامنے اللہ کا ذکر کرنا چاہئے تاکہ کم از کم آخری وقت میں ہی اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق پیدا ہو اور یہ شوق اس کے لیے وجہِ تسکین بنے، اسے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کا خیال آئے۔

اگر خود قرآن مجید نہیں پڑھ سکتے یا اللہ کا ذکر نہیں کر سکتے تو مترجم قرآن یا کوئی دینی تقریر کی کیسٹ ہی لگا دیجئے۔

اگر صبر و شکر کی نعمت میسر ہو تو یہ وقت اپنے لیے ہی نہیں، دوسروں کے لیے بھی کی گئی دعاؤں کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''جب مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے اپنے لیے دعا کی درخواست کرو، مریض کی دعا ایسی ہے جیسے فرشتوں کی دعا''۔ (ابن ماجہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی جس طرح فرشتوں کی دعا قبول ہوتی ہے ویسے ہی مریض کی دعا بھی قبول ہوگی۔ اس بشارت میں شدید مرض کی قید نہیں مطلقاً مرض کا ذکر ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ مرض ہلکا ہے یا شدید۔

افسوس یہ کہ عیادت کے لیے آنے والے اتنا قیمتی موقع ضائع کر دیتے ہیں۔ کاش! ہمیں نبی ﷺ کے اپنے رب سے ملاقات کے اشتیاق کا ہزارواں حصہ ہی حاصل ہو جائے جس کے باعث آپ ﷺ شدید مرض میں بار بار اظہار فرماتے:

اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔

اگر ایسا ہو تو ہماری زندگی بھی سنور جائے اور موت بھی۔ پھر ہمارا رفیق اللہ ہو نہ کہ یہ دنیا اور اس کی حقیر چیزیں مکان، اولاد اور دنیا کے تفکرات..... اللہ جیسا بے مثال رفیق ہو تو کیا ہی کہنے..... جو کبھی ساتھ چھوڑنے والا نہیں، جس کو زوال نہیں، جو حی و قیوم ہے، جس کی رفاقت اندیشے بڑھانے کے بجائے اندیشے ختم کرتی ہے اور جو رفاقت کا بے مثال حق ادا کرنے والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْیَاءِ اِلَیْنَا وَاجْعَلْ خَشْیَتَكَ اَخْوَفَ الْاَشْیَاءِ عَنْدَنَا وَاقْطَعْ عَنَّا حَاجَاتِ الدُّنْیَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِكَ وَ اِذَا اَقْرَرْتَ اَعْیُنَ اَھْلِ الدُّنْیَا مِنْ دُنْیَا ھُمْ فَاَقْرِرْ اَعْیُنَنَا بِعِبَادَتِكَ۔ (کنز العمال)

اے اللہ! اپنی محبت کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب بنا دے اور اپنے ڈر کو تمام چیزوں کے ڈر سے زیادہ کر دے اور ہمیں اپنے ساتھ ملاقات کا ایسا شوق دے کہ ہماری دنیا کی محتاجیاں ختم ہو جائیں اور جہاں تو نے دنیا والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کی دنیا میں رکھی ہے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اپنی عبادت میں رکھ دے۔

(فروری ۱۹۹۷ء بمطابق ۶ شوال ۱۴۱۷ھ)

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہچان

راضیہ بے چاری کتنی دیر سے اس حالت میں کھڑی تھی۔ کم از کم دو منٹ تو ہو ہی گئے ہوں گے مگر پلیٹ اس کے بہنوئی صاحب یعنی میرے میاں پکڑ ہی نہیں رہے تھے، میں نے کچھ کہنے کے لیے راضیہ کی طرف دیکھا تو میری بے اختیار ہنسی نکل گئی۔

میری ہنسی کی آواز سن کر راضیہ نے اپنے چہرے سے ذرا سی چادر ہٹا کر پیچھے کی طرف دیکھا تو اس کی بھی بے اختیار ہنسی نکل گئی۔

ادھر میرے میاں عجیب حال سے دوچار تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ دونوں بہنیں ہنس کس بات پر رہی ہیں۔ میں نے ان کو سمجھایا تو وہ بھی مسکرا دیئے۔

دراصل میری بیٹی کے پیدا ہونے پر میری چھوٹی بہن راضیہ پہلی بار میرے گھر آئی ،دوپہر کا کھانا اسی نے بنایا، میرے میاں دفتر سے آئے تو اس نے پلیٹ میں چاول ڈال کر ان کو دینے کے لیے اپنے چہرے کو ڈھانپ کر منہ دوسری طرف کر کے چاولوں کی پلیٹ اپنے بہنوئی صاحب کی طرف بڑھا دی۔

ادھر اس کے بہنوئی صاحب نے بھی اپنی عادت کے مطابق اپنے منہ پر رومال ڈال کر منہ دوسری طرف کر کے اپنے ہاتھ بڑھائے۔ اب ایک دوسرے کی طرف دیکھ تو کوئی رہا نہیں تھا۔ پلیٹ پکڑتا کون اور پکڑواتا کون۔ ہاتھ دونوں ہی کے بڑھے ہوئے تھے۔ یہی دیکھ کر میری ہنسی چھوٹ گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے یہ واقعہ سنا کر میری ہمسائی ہنسنے لگیں۔ وہ تو ہنس رہیں تھیں اور میں سوچ رہی تھی کہ آج بھی اللہ کے فضل سے ایسے گھرانے موجود ہیں جو شریعت کے مطابق پردے کی پابندی کرتے ہیں۔ ورنہ اکثریت تو ایسی ہے کہ سالیاں بہنوئیوں سے نہ صرف بے پردہ ملتی ہیں بلکہ بے تکلفی کو اپنائیت کا معیار سمجھتی ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور بات کا چلن بھی ہمارے معاشرے میں بہت ہے۔ وہ یہ کہ مرد عورتوں کو تو پردہ کرنے کی ہدایت کرتے ہیں مگر خود یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ نے جہاں عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا ہے وہاں مردوں کو بھی نیچی نگاہیں رکھنے کا حکم دیا ہے۔

اس سے مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا کہ ایک دفعہ ہم سب بہن بھائی امی جان کے ساتھ اپنے نانا جان کے گھر گئے۔ گھر سے پہلی بار ابو کے بغیر نکلے تھے۔ اس لئے راستوں کی صحیح پہچان نہیں تھی۔ نانا جان کے گھر پہنچ تو ٹھیک گئے لیکن واپسی پر یہ پتا نہیں چل رہا تھا کہ ماڈل ٹاؤن جانے والی بس پر کہاں سے بیٹھنا ہے۔

میرے چھوٹے بھائی سے امی نے کہا کہ کسی آدمی سے بس کے بارے میں پوچھو تو وہ جھجکنے لگا، امّی کہنے لگیں کہ میں خود ہی کسی سے پوچھ لیتی ہوں۔ ہم دونوں ماں بیٹیاں برقعے میں تھیں۔ کچھ متشرع شکل کے نوجوان وہاں سے گزرے تو امی نے ان سے پوچھا، انہوں نے بتا دیا۔ جب وہ چلے گئے تو میرا چھوٹا بھائی عبدالذو لاکرام کہنے لگا۔

باجی! اس آدمی سے امی نے بس کے بارے میں پوچھا تو اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تک نہیں، بس زمین کی طرف ہی دیکھتا رہا۔ مسلمانوں کی یہی پہچان ہوتی ہے نا؟

اور ہاں میرے بھائی! اللہ تمہیں بھی پہچان کی ایسی صفات دے۔ آمین!

میں نے کہا!

اتنے میں بس آ گئی اور ہم سب اس پر سوار ہو گئے لیکن میں سوچ رہی تھی کہ مسلمان تو جہاں کہیں بھی ہو اسے نمایاں نظر آنا چاہئے۔ اپنی خصوصیت کی وجہ سے ہر جگہ پہچانا جانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہیے مگر افسوس آج غیروں کے طرزِ تمدن کو اپنا کر ہم اپنی پہچان کھو چکے ہیں۔

آج اسلامی تشخص پر غیروں کے طرزِ تمدن کی نقالی کی ایسی دبیز تہیں جم چکی ہیں کہ اس کو اپنی اصلی حالت میں پہچاننے کے لیے بڑی محنت سے کام لینا پڑتا ہے۔ اپنی اس نقالی کی عادت کی وجہ سے ہمیں کئی دفعہ مصیبت بھی بھگتنی پڑی ہے، مثال کے طور پر ۱۹۶۵ء میں صیہونی فوجیں مصریوں سے جنگ کے دوران صحرائے سینا کے ایک بڑے علاقے پر صرف اس وجہ سے قابض ہوگئیں کہ انہوں نے مصریوں کی فوجی وردی پہن لی، اپنے ٹینکوں کا رنگ بھی مصری ٹینکوں کی طرح رنگ لیا۔ بس باقی فرق تو کوئی تھا نہیں۔ ان کی بھی داڑھی ،مونچھیں صاف ،مصریوں کی داڑھی مونچھیں بھی چٹ ،ان کی پیشانیاں بھی مسجدوں کے نشانات سے محروم اور ان کی پیشانیاں بھی سپاٹ۔

ہمارے ملک میں ہندو بھی بستے ہیں، عیسائی بھی، سکھ بھی بستے ہیں، یہودی بھی۔ اور مزے کی بات یہ کہ اکثر نے نام بھی مسلمانوں جیسے ہی رکھے ہوئے ہیں۔ پتا ہی نہیں چلتا کہ یہ مسلمان ہیں یا غیر مسلم۔ اللہ ہمیں اپنی پہچان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء)

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ ایک لمحہ

ہاں! وہ ایک لمحہ جو تھا تو لمحہ ہی مگر صدیوں پر محیط تھا۔ تب ہی تو اس ایک لمحے میں دل پر ہزاروں وارداتیں ہوئیں اور گزر گئیں۔ سینکڑوں کیفیات تھیں جن کا سامنا کرنا پڑا..... یوں محسوس ہوتا تھا گویا فلم چل رہی ہو۔ اپنی ایک ایک غلطی.....ایک ایک گناہ..... سب کے سب سامنے پھر رہے تھے۔ کل؟ ہاں کل کیا ہوا تھا، اس نے چھوٹی بہن کو ذرا سی بات پر ڈانٹ دیا تھا..... ہائے!.....اب کیا ہوگا۔ اس کا ازالہ کیسے ممکن ہوگا اور اگر .....بس اس کے بعد سوچ کا رُخ دوسری طرف مڑ گیا۔

آج صبح کی نماز بھی تو ٹھیک سے نہیں پڑھی۔ ساری توجہ نئے کپڑے سینے اور سلوانے کی طرف تھی اور عشاء کی نماز تو سستی کی وجہ سے ہی ادا نہیں کی تھی اور اس کے ساتھ ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

مَنْ تَرَكَ الصَّلوٰة مُتَعَمِّداً فَقَدْ كَفَر

''جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا''۔

یاد آ گیا۔.....ہائے اب کیا ہوگا؟

میں اپنے کن کن گناہوں کو یاد کروں۔ زبان سے تو اس وقت گھبراہٹ میں کلمہ طیبہ دہرا رہی ہوں۔ مگر افسوس میرے اعمال تو پکار پکار کر قول و عمل میں تضاد کی گواہی دے رہے ہیں۔

اس کے ساتھ قرآن مجید اور احادیث میں موجود عذاب قبر اور عذاب نار تمام منظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کشاں مجسم تصویر بن کر آنکھوں کے سامنے گھوم رہی تھیں۔﴿وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ﴾ ''اوران کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔'' ہائے! مجھے ان ہتھوڑوں کی آواز کانوں میں گونجتی ہوئی محسوس ہورہی ہے.....میں تو ذرا سا تنکا بھی چبھ جانے پر چیخنے لگتی ہوں۔ کانٹا نکلواتے ہوئے درد نہیں سہہ سکتی.....اور.....اور پھر روز محشر کی ندامت.....کسی کے ذرا سی ڈانٹ دینے پر مجھے اپنی عزتِ نفس کا کتنا خیال آتا ہے۔اپنی خودداری کے مجروح ہونے کے احساس ہی سے تلملا اٹھتی ہوں۔اگر ایسا ہی ہوا تو..... میری آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔

ابھی تو گدے پر لیٹی ہوں اور اندھیری سنگلاخ زمین پر لیٹنا پڑا تو.....کیا ہوگا۔ میں تو سخت جگہ پر سونے کی عادی نہیں۔.....اور پھر منکر ونکیر اور ان کی خوفناک شکلیں..... چھپکلی ،مینڈک ،تر ڈیاں ،کینچوے ،چوہے،لال بیگ ..... کتنے ہی ایسے جانور آنکھوں میں گھومنے لگے۔جن کو دیکھ کر میری روح فنا ہونے لگتی ہے۔اگر ان کا سامنا کرنا پڑا تو.....

اللہ تعالیٰ تو غفور رحیم ہیں۔اتنی ناامیدی بھی ٹھیک نہیں.....دل نے کہا.....مگر اپنے اعمال کا کیا کروں جو تازیانہ بن کر میری روح پر برس رہے ہیں۔.....کتنی ہی مرتبہ میں نے والدین کی حق تلفی کی اور بہن بھائیوں کا حق مارا.....اور غیبت! ہائے کتنی دفعہ اس آدم خوری کی عادت سے نجات کا ارادہ کیا مگر افسوس پھر وہی شب و روز ،وہی دوسروں کی غلطیوں ،خامیوں اور کوتاہیوں کے دوسروں کے سامنے تذکرے .....نیک اعمال.....کہاں ہیں وہ؟.....جو چند ایک ہیں وہ بھی ریا کے زیر اثر کیے۔.....

اس ایک لمحے میں ایسی ہزاروں سوچیں ذہن کی سکرین پر وا ہوئیں۔لمحہ لمحہ کھڑکھڑاہٹ بڑھتی جارہی تھی۔رات کا وقت.....اور دوسری منزل کی کپکپاہٹ..... موت میری آنکھوں کے سامنے تھی۔.....میری چارپائی۔اوہ یہ تو پنکھے کے نیچے ہے، پنکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابھی اوپر آ گرے گا۔اف میرے اللہ!اور سخت سردی کے باوجود پسینے سے شرابور۔

اَلْقَارِعَةُ. مَاالْقَارِعَةُ .وَمَا اَدْرَاکَ مَا الْقَارِعَة . .....کی عملی تفسیر سمجھ میں آ رہی تھی .....کھڑڑ.....کھڑڑ .....عجیب ڈراؤنی آواز تھی ۔زمین اور دروازے برتن ،چارپائیاں،چھت ہر چیز کپکپا رہی تھی۔جیسے جیسے کپکپاہٹ بڑھ رہی تھی۔کھڑکھڑاہٹ کی آواز بھی بڑھتی جا رہی تھی۔..... اِذَازُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا . وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا .....''جب زمین شدت کے ساتھ ہلا دی جائے گی اور وہ اپنے اندر کے تمام دفینے اگل دے گی''۔بے شک!وہ بھی ایک لمحہ ہوگا جس میں کائنات کی بساط لپیٹ دی جائے گی۔آسمان کاغذ کی مانند گول کر دیا جائے گا۔یہی کپکپاہٹ حد سے بڑھ جائے گی۔بھیانک آواز کا روپ دھار لے گی.....اور اس کے ساتھ صورِ اسرافیل بھی اپنا کام دکھائے گا.....اس آواز کو سنتے ہی سب کچھ زمین سے باہر نکل آئے گا.....ایک لمحہ میں زندگی کا رشتہ منقطع ہو جائے گا۔....اور پھر.....پھر انسان ہوں گے.....اور کوئی اور عالم .....کوئی اور دنیا .....جس میں سب کو اپنے اعمال کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔.....جیسے میں اپنے اعمال کی جمع وتفریق کا عمل کر رہی تھی۔.....اس دن یہ عمل ہر ایک کے ساتھ ہوگا،ہر ایک کے لیے ہوگا۔.....کامیاب وکامران وہی ہوں گے جو اس ایک لمحے کو اس دنیا میں ہر وقت اپنے ذہن میں تازہ رکھتے ہیں.....

انہی خیالات کی رو میں بہتے بہتے وہ ایک لمحہ گزر بھی گیا.....اللہ کی مہربانی نے مجھے اپنے اعمال کا جائزہ لینے کے لیے ابھی مہلتِ کار دے دی تھی.....شاید.....شاید میں اپنی آخرت کو سنوار لوں.....اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کر لوں.....اس عالمِ آخرت میں نہ ختم ہونے والی زندگی کے لیے کچھ اثاثۂ خیر جمع کر لوں.....دنیا کا کیا؟ .....یہ تو گزر ہی جائے گی۔

حیات دو روزہ کا کیا عیش وغم.....مسافر رہے جیسے تیسے رہے۔

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سچ ہے۔اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ....." بے شک میرا رب بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

صبح ہونے پر میں قرآن مجید کی منزل دہراتے ہوئے سورہ احزاب کی وہ آیت پڑھ رہی تھی۔..... قُلْ لَنْ یَّنْفَعَکُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ

اور آج پہلی بار مجھ پر رات کے واقعے کے بعد اس کے پس منظر میں ایک ایسا پہلو منکشف ہو رہا تھا جو پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطائے بزرگاں گرفتن خطا است!

ہم نے اس جملے کے کئی پہلوؤں پر بار ہا غور کیا مگر ہر مرتبہ ''اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی'' کہتے ہوئے سوچ کے سمندر میں سے باہر نکل آئے۔ مگر شکر ہے اللہ کا کہ پچھلے دنوں اس ''اونٹ'' کی کل میں سمجھ آ ہی گئی۔

آیئے ذرا اس کے لفظ ''بزرگاں'' پر غور کریں۔ بزرگ کے کئی مفہوم ہیں۔ فارسی میں بزرگ صرف بڑی عمر کے لوگوں کے لیے ہی استعمال ہوتا تھا مگر بھلا ہو ہماری وسعتِ نظری کا کہ اب یہ اصطلاح ہمارے ہاں کئی معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ زمانہ قبل میں تو بزرگ بننے کے لیے کئی سال گزارنا پڑتے تھے۔ جہاں دیدگی کی ٹیڑھی کھیر پکانا اور پھر کھانا پڑتی تھی۔ دھوپ میں اور غلط سلط شیمپوؤں کے استعمال سے جلد از جلد بال سفید کرنے کی بجائے، عمر کا سورج ڈھالنا پڑتا تھا لیکن بھلا ہو جدید دور کا کہ اب ایسے کسی طویل مرحلے میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

دیکھئے نا! اب جہاں دیدگی کے لیے اپنے پاؤں میں چکر کون لائے، زندگی کے کئی ماہ و سال مختلف تجربوں میں گزار کر اپنے اوپر خوامخواہ گرگِ جہاں دیدہ کی اصطلاح ٹھپنے کا خطرہ بھی کون مول لے۔ نئے فارمولے کے مطابق بزرگ بننے کے فوائد بے شمار ہیں اور طریقہ بے حد آسان ہے۔ گویا یہ نسخہ ہے کم خرچ بالا نشیں۔

چند دن قبل ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جو اپنے جیسے ایک بزرگ کے بڑے مداح ہیں۔ ان کے شاگرد خاص ہونے کا دعویٰ بھی اپنی جیب میں بروقت محفوظ رکھتے ہیں۔ زمانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوعمری میں ان کی شاگردی اختیار کی تھی۔ لہٰذا کسی ملازمت یا مخصوص پیشے کو اختیار کرنے کی مصیبت مول نہیں لی کہ ۔

''غلامی میں گھٹ کے رہ ۔ ۔ تی ہے مثل جوئے کم آب
اور آزادی میں بحر بیکر ۔ ہے زندگی''

چنانچہ بال بچوں کے ہوتے ہوئے بھی فارغ البال ہی رہے۔

کہتے ہیں کہ ایک روز میں ''حضرت'' کی خدمت میں حاضر اپنی غربت کا قصہ بیان کر رہا تھا۔ سننے کے بعد انہوں نے کمال شفقت سے فرمایا ''حاضر! میری مانو! تو کسی تربت کی تلاش کرو''۔

معاشرے کے مخصوص پس منظر میں ''حاضر'' صاحب کو بزرگ بنانے کی یہ بھی ایک تکنیک یا ترغیب تھی۔

بزرگ بننے کے جدید فارمولے کے مطابق کسی بھی فٹ پاتھ پر تسبیح لے کر مصلیٰ بچھا کر بیٹھ جایئے اور اگر یہ بھی مشکل ہو تو کسی خالی جگہ پر مٹی کا اونچا سا چبوترا بنا کر بیٹھ جایئے۔ اس کے نیچے بقول آپ کے آج سے چار پانچ سو سال قبل کے کوئی بزرگ دفن ہوں گے۔ جن کی قبر کی نشاندہی آپ کو خواب کے ذریعے کی گئی ہوگی۔ لوگ جلد ہی نذریں اور چڑھاوے چڑھانے لگیں گے اور اس مدفون بزرگ کے وسیلے سے آپ بھی بزرگ مانے جانے لگیں گے۔

ایسے بزرگوں کی ایک خاص مشترکہ خصوصیت جو ہم نے سب میں نوٹ کی وہ یہ تھی کہ یہ سب بزرگ اپنی بزرگی ثابت کرنے کے لیے اپنے حلقۂ اثر کو الٹے سیدھے حکم دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ ہمارے ماموں جان نے ایک آنکھوں دیکھا واقعہ سنایا کہ ان کے کالج میں ایک ایسے ہی صاحب تشریف لائے جن کا ذہنی توازن بچپن ہی سے عدم توازن کا شکار تھا۔ ایک چھوٹی سی ڈربے نما کٹیا میں رہتے تھے۔ مگر لوگوں کے خیال میں وہ بزرگی کے ادنیٰ و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ مدارج طے کر چکے تھے۔ بہر حال کالج اپنے کسی عزیز سے ملنے پہنچے، بزرگوں کے عقیدت مند پروفیسران کے گرد جمع ہو گئے۔ ایک صاحب اپنی مشکلات دور کرنے کے لیے دعا کے خواستگار ہیں۔ دوسرے صاحب ان کے کیچڑ میں لتھڑے پاؤں چوم رہے ہیں۔ تیسرے صاحب ان کے ہاتھ اپنی آنکھوں کو لگا رہے ہیں اور بزرگ صاحب کی شعلہ بار آنکھیں مزید شعلہ بار ہو رہی ہیں۔

بہر حال اسی عالمِ جلال میں حکم ہوا کہ ''دس کلو برفی لاؤ'' فوراً حکم کی تعمیل ہوئی، بزرگ صاحب نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر اوپر تھوک دیا۔

''اسے لے جاؤ اور سب مل کر کھاؤ ! مرادیں پوری ہو جائیں گی''۔

دیکھتے ہی دیکھتے تبرک مع تھوک چٹ ہو گیا۔ یہ تو خیر ایک ذہنی توازن بگڑے ہوئے شخص کی بات تھی لیکن حیرت تو یہ ہے کہ اچھے خاصے سمجھ دار لوگ بھی بزرگی کے زعم میں ایسی ہی خطائیں کرتے ہیں اس پر جو کچھ ارشاد ہوتا ہے۔ اس کا مفہوم ہے۔

خطائے بزرگان گرفتیں خطا است

ان کی عقل دین کے نام پر غیر شرعی عمل دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہے۔ مگر پوچھنے پر پتا چلتا ہے کہ یہاں شریعت کا نہیں طریقت کا دور دورہ ہے۔

ذہن اگر صحابہ کرام جیسی معیاری ہستیوں کے واقعات دہرائے کہ کس طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایک سوٹ پر ایک بدو برسر عام اعتراض کرتا ہے اور اسے خطائے بزرگان گرفتن خطا است کی ڈانٹ پلانے کی بجائے مطمئن کیا جاتا ہے تو اس میں آپ کی عقلِ نارسا کا قصور ہے۔ موجودہ دور کے بزرگوں کا کوئی نہیں کہ یہ بزرگ زمانہ حال کے بزرگ ہیں۔

ہماری اس تحقیق میں ایک کتاب ''تحقیقاتِ چشتی'' بہت معاون ثابت ہوئی جس میں مصنف نے انگریزی عہد میں لاہور کے تمام مزاروں اور بزرگوں کے متعلق تحقیق کی ہے۔ ۹۷۶ صفحے کی اس کتاب میں مادھو لال حسین سے لے کر مائی لاڈو، تغار علی، دابڑا علی تک کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالات درج ہیں مگر جہاں ان کا کوئی واقعہ شریعت کے دائرے سے باہر نکل رہا ہوتا ہے اور یہ احساس ہوتا ہے کہ یہاں ان بزرگ ہستیوں کے متعلق شبہات پیدا ہونے کا امکان ہے وہاں بریکٹ میں مصنف کا ارشادگرامی ہے۔" فعل الحكيم لا يخلوا عن الحكمة"۔ گویا قارئین کو حکم ہورہا ہے کہ اصل حاکم وحکیم کے حکم کو بھول جاؤ اور ان حکیموں اور بزرگوں کے افعال پر ہرگز نکتہ چینی نہ کرو۔

ایسے میں اگر ذہن عہد صحابہ کی معیاری ہستیوں کے واقعات وہرائے کہ کس طرح شریعت کے دائرے سے ذرا سا بھی ہٹنے پر ایک عام آدمی بھی انہیں ٹوک سکتا تھا اور وہ اپنی غلطی تسلیم کر کے رجوع کر لیتے تھے۔

خبردار کہیں یہ اپنا خیال ان بزرگوں یا ان کے عقیدت مندوں کے سامنے ظاہر نہ کر بیٹھے گا کہ

''خطائے بزرگاں گرفتن خطااست''

❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین اور دنیا ساتھ ساتھ

''اللہ ہی کا تو حکم ہے کہ دین اور دنیا ساتھ ساتھ نبا ہو' اللہ کا شکر ہے کہ ہم اور ہمارے بچے نماز بھی پڑھتے ہیں' روزے بھی رکھتے ہیں ایک بچے کو حفظ بھی کروایا ہے لیکن اگر بیٹے کی شادی پر ڈھول باجے بجا کر بچوں نے اپنی خوشی پوری کر لی تو اس میں بھلا کیا ہرج ہے؟

''ارے بھائی! بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن دنیا بھی تو رکھنا پڑتی ہے' اگر ہم نے شادی پر مایوں' مہندی کر لیں تو کیا ہوا؟ دنیا میں رہتے ہوئے ہم دنیا سے لاتعلق تو ہونے سے رہے''۔

''چھوڑو بہن! دنیا کو ہم کیسے چھوڑ سکتے ہیں' دین بھی تو یہی کہتا ہے کہ دنیا اور دین ساتھ ساتھ نبا ہو' شٹل کاک برقع اس دور میں نہیں چل سکتا' اب دیکھیں میرا سارا خاندان ماڈرن ہے' اب اگر میں برقع پہن لوں تو سب میں نشانہ ہی بنوں گی' بس یہ دوپٹہ ہی اچھا ہے' پردہ تو ویسے بھی دل کا ہوتا ہے' بس آنکھوں کی حیا ہونا چاہیے''۔

دورِ حاضر میں دنیا اور دین کو ساتھ ساتھ چلانے کے اس فلسفہ پر مختلف انداز میں خیال آرائیاں اکثر سننے میں آتی رہتی ہیں۔ نیز اس فلسفے کو کبھی تو اپنی دنیادارانہ روش کو جواز بخشنے کے لیے پیش کیا جاتا ہے اور کبھی دین پر عمل پیرا لوگوں کو اپنے ڈھب پر لانے کے لیے۔

اس فلسفے کے پیش کنندگان دین اور دنیا کو دو الگ الگ شعبے سمجھتے ہیں؟ جس کا نتیجہ یہ کہ ہمارے معاشرے میں اب مندرجہ ذیل قسم کے لوگ عام پائے جا رہے ہیں۔ ایک محترمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز روزے کی خوب پابند ہیں، نوافل کا بھی اہتمام کرتی ہیں' دین کی بات ہو رہی ہو تو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں لیکن ساتھ ہی شادی بیاہ' سالگرہ' ویلنٹائن ڈے' بسنت' برسی وغیرہ میں بھی خوب حصہ لیتی ہیں۔ پردہ بھی نہیں کرتیں' اور بزعم خود دین اور دنیا کو خوب نبھا رہی ہیں۔

ایک اور محترم نمازیں بھی پڑھتے ہیں' حاجی صاحب بھی کہلواتے ہیں خیر خیرات کے لیے لوگ ان کی طرف رجوع کرتے ہیں اور مشہور ہے کہ وہ دین کے نام پر دل کھول کر خرچ کرنے والے ہیں' شب بیداریوں اور درس کی محفلوں میں بھی پیش پیش ہوتے ہیں لیکن سودی کاروبار کو برا نہیں سمجھتے' گویا یہ دین اور دنیا کو اپنی اپنی جگہ پر اچھی طرح نبھا رہے ہیں۔

ایک محترمہ کچھ پردہ بھی کرتی ہیں' جہاں جی چاہا پردہ کر لیا جس سے جی چاہا پردہ نہ کیا' قرآن خوانی باقاعدگی سے کراتی ہیں۔ درس سننے میں کبھی ناغہ نہیں کیا۔ ماہ بماہ گھر میں بھی ترجمے کی کلاس کرواتی ہیں۔ اپنے بچوں کے ٹی وی ڈرامے دیکھنے' غیر اسلامی تقریبات منانے کو برا نہیں سمجھتی' اپنی بچیوں کو غیر ساتر کپڑے دیکھ کر انہیں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ یہ بے پردگی اور بے حیائی ہے' بچوں کو آزادی دینے کو وہ کھلی سوچ قرار دیتی ہیں۔ جو ماں اپنے بیٹے کے موجودہ ماحول کی خرافات میں دلچسپی پر متفکر ہوں سے یہ نیک مشورہ دینا اپنا فرض سمجھتی ہیں کہ یہ تنگ نظری ہے بچوں کو انجوائے کرنے دو۔ بس نماز پڑھ لیں' قرآن پڑھ لیں..... دین صرف اتنا ہی کافی ہے۔

آیئے! دین اور دنیا ساتھ ساتھ نبھانے کا مذکورہ فلسفہ پیش کرنے والوں کا بے لاگ تجزیہ کر کے دیکھیں کہ وہ کہاں تک اپنے موقف میں درست ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ "اللہ ہی کا حکم ہے دین اور دنیا ساتھ ساتھ نبا ہو"؟ قرآن حکیم کا ترجمہ سورہ الحمد سے والناس تک بغور پڑھ لیں' احادیث کا مطالعہ بھی کر لیں' کہیں اس قسم کا اصل جملہ کیا اشارہ تک نہیں ملے گا..... البتہ دنیا کی مذمت کی تکرار بار بار ملے گی۔ لہٰذا ان کا یہ جملہ دہرانا اللہ تعالیٰ پر افتراء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باندھنا ہے اور یہ گناہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴾(البقرہ:۷۹)

''ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آئی ہے''۔

رہا دین اور دنیا کو ساتھ ساتھ ملانے کا فلسفہ.....اس سے تو وہ لوگ باور کرانا چاہتے ہیں کہ دنیا اور دین دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اور ایک شخص بیک وقت ان دونوں کو بخوبی نبھا سکتا ہے۔ یہی فلسفہ عیسائیت نے اپنے پیروکاروں کو دیا ہے کہ چرچ کا حصہ چرچ کو دو اور دنیا کا حصہ دنیا کو..... وہ تو انجیل بھی پڑھتے ہیں' اتوار کو چرچ میں حاضری دیتے ہیں۔ کوئی گناہ ہو جائے تو پادری کو نذرانہ پیش کر کے یسوع مسیح سے دعا کروا کر پادری سے گناہ سے پاک ہو جائے کی نوید بھی فوراً وصول کر لیتے ہیں۔ چرچ سے نکلتے ہی وہ دنیا میں آ جاتے ہیں' وہ ننگے بدن سڑکوں پر ٹہلنے..... چوری اور ڈکیتی کرنے..... دوسروں کو فریب دینے..... اپنی منکوحہ کو چھوڑ کر غیر عورتوں سے ہر قسم کی حرکات کرنے..... ٹی وی' کیبل اور دیگر تفریحات سے لطف اندوز ہونے..... بڑی بڑی کوٹھیاں بنانے اور دنیا کی تمام آسائشیں جمع کرنے میں دن رات مصروف رہنے کو دنیا سمجھتے ہیں اور جی بھر کر دنیا سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ہمارے ہاں بھی اس سوچ کو عام کر دیا گیا ہے حالانکہ دین زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ گھر میں' دفتر میں' شادی میں' فوتگی میں' کاروبار میں' تفریحات و تقریبات میں' بات چیت میں' سونے جاگنے میں' غرض ہر جگہ ہر وقت دین کی پاسداری ایک مسلمان پر لازم ہے۔ بالفرض ان لوگوں کا فلسفہ درست ہی سہی (گو وہ درست ہے ہی نہیں) کہ دین اور دنیا ساتھ ساتھ نبھا ہو لیکن جو لوگ یہ جملے کہتے نہیں تھکتے' ان کا طرز عمل ان کے جھوٹ کا پوری طرح' کھلم کھلا گواہ ہے۔ یہ لوگ ذرا اپنے معمولات کا جائزہ لیں اور غور تو کریں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا وہ دنیا کی تعلیم جس انداز سے خوب محنت کر کے..... سمجھ کر..... دنیا کی تعلیم کی جتنی کتب..... جتنے وقت میں..... جتنا پیسہ خرچ کر کے حاصل کرتے ہیں کیا وہ دین کی تعلیم بھی اسی انداز سے خوب محنت کر کے..... سمجھ کر..... دین کی تعلیم کی اتنی ہی کتب..... اتنے وقت میں..... اتنا ہی پیسہ خرچ کر کے حاصل کرتے ہیں؟

جتنا مال یہ لوگ دنیا کے کاموں شادی 'تعلیم' خوراک' لباس' رہائش' تقریبات وتفریحات وغیرہ پر خرچ کرتے ہیں کیا وہ اتنا مال ہی دین کے کاموں (مساجد' مدارس کا قیام' فی سبیل اللہ جہاد' اشاعتِ دین اور مستحقین کی مدد وغیرہ) پر خرچ کرتے ہیں؟ جتنا وقت یہ لوگ دنیوی کاموں میں خرچ کرتے ہیں کیا اتنا وقت ہی روزانہ دینی کاموں میں خرچ کرتے ہیں؟ جتنا یہ لوگ اپنے بچوں کے لیے دنیوی لحاظ سے مال' منصب' اور تعلیمی ڈگریاں حاصل کرنے کے لیے چین رہتے ہیں کیا وہ دین لحاظ سے اتنا ہی بچوں کے نیک اعمال' آخرت میں اللہ کے سامنے باعزت پیشی اور باعزت ٹھکانا حاصل کرنے کے لیے بھی بے چین رہتے ہیں؟ قرآن حکیم نے تو دنیا کے حصول کے بجائے اس سے بچنے کی پوری تلقین کی اور دنیا کو "مَتَاعٌ قَلِيلٌ" (ذرا سا فائدہ) (النساء) "مَتَاعُ الْغُرُوْرِ" (دھوکہ دہی کا سامان) (الحدید) "لَعِبٌ وَّلَهْوٌ" (الانعام) قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دینا کو مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت قرار دیا ہے (صحیح مسلم) آپ ﷺ نے دنیا کو بکری کے مردہ بچے سے بھی زیادہ اللہ کے ہاں ذلیل اور بے وقعت فرمایا (صحیح مسلم) آپ نے تو یہ تلقین کی کہ دنیا میں ایسے رہ جیسے کہ تو پردیسی ہے یا راہ چلتا مسافر (بخاری) سچ تو یہ ہے کہ دنیا میں انسان مختصر وقفے کے لیے صرف اس لیے بھیجا گیا ہے کہ اللہ یہ جانچے کہ وہ اللہ کی اطاعت میں زندگی گزارتا ہے یا اس کی اطاعت کے حلقے سے آزاد ہو کر۔ اصل گھر تو صرف آخرت کا گھر ہے۔ "وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّأَبْقَى" (الاعلیٰ)

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پکارا ایک سائن بورڈ کی

گجرات کی ایک غیر معروف سڑک سے گزرتے ہوئے دکانوں پر لگے مختلف سائن بورڈ رات کی تاریکی میں جھلملاتے ہوئے عجب منظر پیدا کر رہے تھے۔ جب ایک مسلسل قطار میں لگے ہوئے بورڈوں میں مدھم بورڈ نظر آتا تو دیگر جگمگاتے ہوئے بورڈوں میں وہ بھی اپنی اہمیت کا احساس دلانے لگتا کیونکہ اس کی وجہ سے بورڈوں میں ایک غیر معمولی خلا پیدا ہو جاتا۔

سڑک پر ٹریفک کا زیادہ ہجوم اور شور نہیں تھا۔ اِکّا دُکّا گاڑیاں آ جا رہی تھیں۔ البتہ پیدل چلنے والوں کا ازدحام تھا جو غالباً مختلف دکانوں سے خریداری کرنے آئے تھے۔ ایسے میں میری توجہ کو خواتین کے ایک گروہ نے اپنی طرف مرکوز کر لیا جو کھنک کھنک کر قہقہے لگاتے ہوئے ایک سجی سجائی شیشے کے دروازوں والی.....اپ ٹو ڈیٹ نمونے کی دکان سے باہر نکل رہا تھا' غیر ارادی طور پر میری نگاہیں ان خواتین کے چہروں کے ساتھ ساتھ ان کے پس منظر میں موجود دکان اور اس پر آویزاں خواتین کے سرخی وغازہ سے جگمگاتے چہروں کی طرح جگمگاتے ہوئے سائن بورڈ پر بھی پڑیں.....جس پر ایک بنی سنوری خاتون کی انگلی اوپر لکھی ہوئے عبارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خواتین کو دعوتِ آمد اور مردوں کو دعوتِ گناہِ نظر دے رہی تھی۔

سائن بورڈ کے اوپر لکھی عبارت کو دیکھتے ہی میرے رگ وپے میں ایک اضطراب بپا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتی لہر دوڑ گئی۔

مجھے یوں لگا جیسے یہ عبارت صرف مجھ ہی سے نہیں بلکہ اس سڑک سے گزرنے والے ہر مدعی اسلام سے چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہی ہو' مجھے اس کی آواز اتنی بلند محسوس ہوئی کہ باقی تمام شور اس کے سامنے دب گیا۔

وہ بورڈ جیسے کہہ رہا تھا لوگو! میری طرف دیکھو' اپنے دل کے کان کھولو! میری بات غور سے سنو! میں تمہیں اس نام پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں جس مقدس نام سے مجھے منسوب کرنے کی جسارت کی گئی ہے' میں بظاہر ایک بے جان سا ٹکڑا ہوں مگر نوشتہ دیوار ہوں۔ ''عائشہ بیوٹی پارلر''

ذرا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا وہ واقعہ یاد کرو جب ان کے پاس ان کی بھتیجی آتی ہیں' سلام کرتی ہیں مگر..... عائشہ رضی اللہ عنہا کے چہرہ مبارک کا رنگ غصے سے متغیر ہو رہا ہے..... سلام کا جواب نہیں ملا' بھتیجی پریشان ہے کہ پھوپھی جان میرے سلام کے جواب میں خاموش کیوں ہیں؟ ادب کا تقاضا ہے کہ زبان سے کوئی تکلیف دہ بات نہ نکلے اور مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ناراضگی کی وجہ دریافت کی جائے تاکہ آئندہ ایسی غلطی نہ کی جائے۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا خاموش ہیں' بھتیجی کی دلی کیفیت کو جانتے ہوئے اٹھتی ہیں' بھتیجی کے پاس آتی ہیں اور اس کے سر پر لیے ہوئے باریک دوپٹے کو اتار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہیں۔ بھتیجی کی حالت یہ ہے کہ کاٹو تو مارے خوف کے بدن میں لہو نہیں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک موٹا دوپٹہ نکال کر سر پر اوڑھاتی ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی حدیث سناتی ہیں۔ ہاں! مجھے انہی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام سے منسوب کرنے کی جسارت کی گئی ہے جو نبی اکرم ﷺ کی وفات کے کچھ سال گزرنے کے بعد فرماتی ہیں' واللہ اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی آج کل کی حالت دیکھ لیتے تو انہیں مسجد میں جانے سے منع کر دیتے۔

ہاں! مجھے ام المومنین رضی اللہ عنہا کے نام سے منسوب کیا گیا ہے جن کے تقدس اور عفت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گواہی خود خالقِ کائنات نے دی ہے۔ وہ ام المومنین جنہیں آیاتِ حجاب کا اتنا پاس تھا کہ رضاعی چچا تشریف لائے تو جب تک ان کے بارے حتمی فیصلہ نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے نہیں سن لیا تب تک انہیں اپنے کمرے میں آنے کی اجازت نہیں دی اور نہ خود ان کے سامنے آنے کی ہمت کی۔

وہ عائشہ رضی اللہ عنہا جن کی عظمت کے سامنے بڑے بڑے علماء، فقہا، صحابہ اور تابعین نے زانوئے تلمذ کیا۔

اس بیوٹی پارلر سے تیار ہو کر اور سج بن کر نکلنے والے نسوانی چہروں کی کھنکھناہٹ میں عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کے مکروہ کردار کی صدائے بازگشت ہے۔ میں انبیاء کرام سے یہ جملہ مستعار لیتے ہوئے اعلان کرتا ہوں کہ

﴿ اِنِّی بَرِیْءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (جو کچھ تم کرتے ہو میں اس سے بیزار ہوں) کاش تم میری بات سمجھ جاؤ اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم میرے اوپر لکھی اس عبارت کو یہاں سے اتار دو۔

۞۞۞

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خسارہِ عظیم

آپ نے یہ نیا سوٹ کتنی محنت سے سیا تھا۔اس کی زیبائش پر آپ نے کتنی محنت کی تھی' موتی ٹانکتے ہوئے آپ کی انگلی کتنی بار زخمی ہوئی۔ رات کو آپ دیر تک موتی ٹانکتی رہیں، نیند سے آنکھیں بوجھل تھیں، سوئی نہ چبھتی تو اور کیا ہوتا.....مگر وہ کہتے ہیں نا کہ شوق کا کوئی مول نہیں ہوتا.....اس قیمص کے کپڑے کا آپ کو تحفہ ملا تو آپ خوشی سے کھل ہی تو گئی تھیں، اس کی ہم رنگ شلوار کے لیے آپ کو بازاروں میں کتنے دن پھرنا پڑا، اس کے ساتھ کا رنگ ہی نہیں ملتا تھا' شہر کے سارے بازار چھان مارے تب کہیں جا کر ہم رنگ کپڑا ملا تو آپ کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے پا کر آپ ساری کی تھکن دور ہوگئی ہو۔ پھر سلائی کا مرحلہ تھا، آپ نے اسے بڑی محنت اور پیار سے سیا' پھر آرائش وزیبائش پر جان ماری کی۔ آج آپ کے بھائی کی شادی تھی اور آپ یہ چاہتی تھیں کہ یہ سوٹ پہن کر سب میں منفرد نظر آئیں' سب کی نظریں آپ پر جمی ہوں، داد وتحسین کے الفاظ آپ کے حصے میں آئیں مگر افسوس.....کہ اس ساری کدوکاوش کے بعد عین شادی کے دن استری کرتے ہوئے ذرا سی لاپرواہی سے پورا سوٹ بے کار ہوگیا۔ استری ایسی جگہ لگی تھی جہاں سے صاف نظر آتا تھا اب کیا ہوگا.....اتنی محنت ضائع ہوگئی.....اب دوسرا سوٹ کون سا پہنوں گی؟.....آپ دکھ کے مارے رونے لگیں۔

☆☆☆

آپ کے گھر آج مہمانوں نے آنا تھا۔ آپ کی خواہش تھی کہ انہیں ایسا کھانا کھلائیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انگلیاں چاٹتے رہ جائیں ان کے ذہن میں آپ کے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانوں کی یاد ہمیشہ تازہ رہے گی۔ سب سے اہم ڈش حلیم تھی' خاندان بھر میں آپ کے ہاتھ کے پکے ہوئے حلیم کی تعریف کی جاتی ہے۔ آج مہمانوں نے آنا تھا' لہٰذا آپ صبح صبح ہی حلیم کی تیاری میں لگ گئیں۔ پکانے کا سامان تیار کرتے ہوئے جب مہمانوں کے متوقع تعریفی الفاظ آپ کے ذہن میں گھومنے لگتے تو آپ کے ہونٹ پر نہ چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ پھیل جاتی۔

مگر افسوس کہ عین اس وقت جب حلیم پکنے والا ہی تھا کسی کا فون آ گیا' باتوں میں حلیم کا دھیان ہی نہ رہا اور وہ تھوڑا سا نیچے لگ گیا' جلنے کی بو نے پورے حلیم کا ذائقہ خراب کر دیا۔ مہمانوں کو بدمزہ حلیم تو نہیں کھلایا جا سکتا تھا چنانچہ آپ کی ساری امیدوں پر اوس پڑ گئی۔

☆☆☆

آپ کئی روز سے ایک عالی شان پلازے کی تعمیر میں مصروف تھے' جگہ کی تجارتی اہمیت کا آپ کو خوب اندازہ تھا' آپ نے بڑی کاوش سے یہ جگہ خریدی تھی۔ اس کی تعمیر کے لیے آپ نے بہترین نقشہ نویس کی خدمات حاصل کیں' ہزار ہا روپے صرف اس کے مشوروں پر صرف کیے۔ مختلف ماہر تعمیرات بلائے گئے' اس کی تعمیر میں پورے چار سال صرف ہوئے۔ اکثر آپ کے ذہن میں اس کی تعمیر کے بعد حاصل ہونے والے تجارتی فوائد گھومنے لگتے' تو آپ خوشی سے باغ باغ ہو جاتے۔ خود کو ملک کے بڑے بڑے تاجروں اور اقتصادی خوش حال لوگوں کے ہم پلہ خود کو محسوس کرنے لگتے' آپ کے لیے یہ تصور ہی بہت خوش کن اور حوصلہ افزا تھا۔

پلازے کی تعمیر کے بعد اس کے افتتاح کا مرحلہ تھا' آپ نے عظیم الشان دعوت کا اہتمام کر رکھا تھا' افتتاح کے لیے ایک بڑے سیاستدان کی خدمات حاصل کی تھیں' مگر افسوس..... عین اس رات فون کی گھنٹی چیخ اٹھی..... آپ نے فون نہیں اٹھایا کہ نہ جانے کس سر پھرے کا فون ہوگا' رات کو اکثر فون رانگ نمبر ہی ہوتے ہیں۔ چھوڑ دیے..... مگر جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کافی دیر بعد بھی گھنٹی خاموش نہ ہوئی تو آپ کو فون اٹھانا ہی پڑا.....اور فون کی دوسری طرف آواز نے آپ کو سر سے پاؤں تک ہلا دیا.....

رات کو نہ جانے کس وقت .....بجلی کی خرابی کی وجہ سے پلازے میں آگ لگ گئی اور اب اس کے دروازوں اور الماریوں کی لکڑی دھڑا دھڑ اجل رہی تھی.....آپ کو یوں محسوس ہوا کہ اس صدمے سے آپ کا ہارٹ فیل ہو جائے گا.....آپ کی سالوں کی کمائی آگ کی نذر ہو چکی تھی۔

☆☆☆

یہ تو روز مرہ کے خساروں کی جھلکیاں تھیں لیکن کیا خیال ہے اس عظیم خسارے کے بارے میں جس کے متعلق ربّ کریم نے ہمیں اپنے نبی ﷺ کی زبان صدق سے خبر دی ہے:

﴿ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا. اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا. اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴾(الکھف)

''اور کہہ دیجئے کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کے سامنے جانے سے انکار کیا تو ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کے لیے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے''۔

❀❀❀

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۲۵ جنوری

نہ جانے یہ کرسی تھی یا سانپوں اور بچھوؤں کی آماجگاہ..... جس کی وجہ سے اس پر بیٹھنے میں اس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اسے اپنے دل کی خطرناک حد تک بڑھتی ہوئی رفتار خوفزدہ کر رہی تھی۔ دل کی تیز دھڑکن کی آواز اس کے کانوں پر ہتھوڑوں کی طرح برس رہی تھی۔ آنکھیں زمین پر گڑی تھیں اور وہ سرتاپا لرز رہی تھی۔ اگرچہ سارا کمرہ تیز جگمگ کرتی لائٹوں سے روشن کر دیا گیا تھا لیکن اس کے دل و دماغ پر بری طرح مسلط اندھیرے میں یہ سب کچھ ڈوبا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں بخشش کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ اپنی بے قراری و بے اطمینانی کی کیفیت سے نجات دہانی کے لیے اس نے اردگرد نگاہیں دوڑائیں تو مختلف پوزوں میں بنی ہوئی عریاں تصاویر دیکھ کر دوبارہ نظریں جھکا لیں۔ کیمرہ مین کیمرہ فوکس کر چکا تھا۔

اس نے نقاب اتار دیا اور کیمرے کی طرف دیکھنے لگی۔ جوں ہی تصویر اتاری گئی، اس نے فوراً نقاب پہن لیا اور اپنے بوجھل قدم دوکان سے باہر بڑھا دیئے۔ وہ سمجھتی تھی کہ یہاں سے نکلنے کے بعد کچھ سکون ملے گا لیکن اب تو وہ پہلے سے زیادہ بے چین ہو گئی تھی۔ اس کا دل بھر آیا تھا اور آنکھیں بس چھلکنا ہی چاہتی تھیں۔ گرد و پیش اسے آنسوؤں کی چادر سے دھندلا دھندلا نظر آ رہا تھا لیکن پچھلے چند دن کے حالات اس کی آنکھوں کے سامنے ابھی ابھی سکرین پر چلنے والی کسی فلم کی طرح گھوم رہے تھے۔

گزرے ہوئے تمام مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ ابھی تک اس کی ٹانگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی لرزش ختم نہ ہوئی تھی۔ دل کی دھڑکن بدستور اپنی پوری رفتار پر تھی۔ ہونٹ غصے ندامت اور مجبوری کے احساس سے بھنچے ہوئے تھے۔

آج..... چند منٹ پہلے گزر جانے والے اس لمحے کے متعلق ہی سوچ سوچ کر وہ کئی دن سے ہلکان ہو رہی تھی۔ جو تھا تو ایک لحظہ ہی مگر اس کے لیے کسی طرح بھی صدیوں پر محیط عرصے سے کم نہیں تھا۔ آج گرنے والے آنسو نئے نہیں تھے۔ آنسوؤں کی یہ آبشار تو کئی دنوں سے جاری تھی۔

جب بھی کوئی اسے سمجھانے کی یا اپنے موقف سے سرکانے کی کوشش کرتا تو نہ جانے کیوں یہ آنسو بے شمار قطروں کی صورت میں اکٹھے ہو کر اس کی آنکھوں کے کٹوروں کو بھر دیتے اور چھم چھم برسنے لگتے۔ اس وقت بھی ان آنسوؤں نے روکنے کی کوشش بسیار کے باوجود اپنے اخراج کا راستہ تلاش کر لیا تھا مگر وہ کتنی بے بس تھی۔ ان بے جان، آنسوؤں سے بھی زیادہ مجبور کہ اس آزمائش سے نکلنے کا کوئی راستہ بھی تو تلاش نہ کر سکی اور اگر کوئی فیصلہ کیا بھی تو آس پاس کے کہنے والوں کے کہنے سے۔ آج کوئی بھی اس کے دکھ کی اتھاہ گہرائیوں میں نہیں جھانک سکتا تھا۔ ابھی تک ایسا کوئی آلہ ایجاد ہی کب ہوا ہے جو انسانی جذبات و احساسات کو ناپ سکے۔ اس وقت وہ اپنے آپ کو تنہا محسوس کر رہی تھی۔ دیکھنے والوں کی نگاہوں میں تو قدم بڑھا رہی تھی مگر اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہر ایک قدم کے ساتھ وہ اپنی منزل سے پیچھے ہٹ رہی ہو۔ اسے اپنے بزرگوں کے دلائل یاد آ رہے تھے۔ وہ اسے آئندہ زندگی کے حوالے دے دے کر سمجھاتے تھے کہ آج تو تم اس پر عمل کر کے نقاب سے بچ بھی گئیں تو آئندہ کیا کرو گی؟ آزمائشوں کی آماجگاہ اس دنیا میں زندگی گزارتے ہوئے کوئی نہ کوئی ایسا لمحہ تو آئے گا ہی، جب تم اپنے حالیہ موقف سے سرکنے پر مجبور ہو جاؤ گی مگر وہ پھر بھی انکار ہی کرتی رہی۔

اس کا موقف یہ تھا کہ ابھی تو کانٹوں سے دامن چھڑاؤ، کل کی بات پھر دیکھی جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی۔اس پر اسے کچھ انتہائی دین دار ہستیوں نے بھی سمجھانا چاہا کہ دین بھی مجبوری کی حالت میں اس کا جواز دیتا ہے اور ایسا نہ کرنے سے بے دین لوگوں کے لیے راستے آسان ہو جائیں گے۔ان دلائل میں سے ہر ایک کسی حد تک درست تھا مگر اس کی مشکل یہ تھی کہ دلائل دینے والے عکس بندی کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے جبکہ اس کا مسئلہ غیر محرم کے سامنے ہونے سے بچنے کا تھا۔اس مقصد کی خاطر کئی ترکیبیں کرنے کی کوشش بھی کی گئی مگر افسوس کہ ان میں سے کسی پر عمل درآمد نہ ہو سکا اور آج تو ۲۵ جنوری تھی۔امتحان کے لیے بورڈ میں داخلہ فارم بھجوانے کی آخری تاریخ۔آج صبح سے ہی وہ آنے والے وقت کے تصور سے لرزاں تھی.....اب کیا ہوگا۔غیر محرم مرد کے سامنے نقاب کیسے اتاروں گی۔اس نے تو آج تک کسی غیر محرم رشتے کا سامنا بھی نہیں کیا تھا مگر آج وہ اپنے اصولوں کو خیر باد کہنے پر مجبور تھی۔

مختلف سوالات اس کے ذہن میں کلبلا رہے تھے۔نہ جانے اللہ تعالیٰ کے ہاں میری مجبوری واقعی مجبوری ہے بھی یا نہیں؟ مگر وہ ان سوالوں کا جواب کس سے وصول کرتی۔

نقل کا رجحان پیدا کرنے والوں سے جوان حفاظتی تدابیر کے باوجود سب کچھ کر گزرتے ہیں۔

یا نصاب والوں سے جو بچوں میں اللہ تعالیٰ کے حاضر ہونے کا شعور ہی پیدا نہیں کرتا۔

یا اساتذہ سے جو بچوں کی اخلاقی تربیت میں کوتاہی کرتے ہیں۔

یا غیر اسلامی حکومت سے جو غیر اسلامی قوانین کا نفاذ کرتی ہے۔

یا اپنے ہم وطنوں سے جو ایسے قوانین کے نفاذ پر خاموش رہتے ہیں۔

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتقام

میرے ہاتھ کانپ گئے، میں منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگا۔ انتقام.....اور اپنے ہاتھ سے کیوں نہ میں یہ انتقام قیامت کے دن تک کے لیے ملتوی کر دوں؟ یہ سوچ کر میں نے کئی دن سے تیز کیا جانے والا لمبا سا چھرا اپنی بغل میں دبایا اور جدھر سے آیا تھا، ادھر ہی سے دبے پاؤں نکل آیا۔

میری رہائش ایک چھوٹے سے گاؤں میں ہے، میرا باپ کسان تھا، گاؤں میں جائیداد وغیرہ کے چھوٹے موٹے تنازع اور دشمنیاں جو بعض اوقات بڑے بڑے مقدموں اور قتل کا بھی روپ دھار لیتے ہیں، معمول ہوتے ہیں۔ میرے باپ کو مجھے اعلیٰ تعلیم دلانے کا شوق تھا۔ میٹرک کے بعد مجھے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے شہر بھیج دیا گیا۔ ابھی گئے ہوئے کچھ ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک دن مجھے اپنے والد کی وفات کی خبر ملی، میں فوراً واپس گاؤں آیا۔ میری تین بہنوں اور ماں کا غم سے بے حد برا حال تھا، گاؤں کے لوگ جمع تھے، انہیں دیکھ کر میرا غم آنسوؤں کی صورت بہنے لگا۔

ایک دو دن کے بعد جب حالت کچھ سنبھلی تو میری پھوپھو نے مجھے ساری کہانی سنائی کہ کس طرح تمھارے باپ کی موت واقع ہوئی۔ معمول کے مطابق ساتھ والے کھیت کے مالک سے پانی پر جھگڑا ہوا، چند روز ہوئے آندھی سے ایک درخت کا تنا اکھڑا ہوا تھا۔ وہی تنا اس نے تمھارے باپ کے سر پر مارا اور پھر اسے گھسیٹ کر درخت کے نیچے بٹھا کر اوپر تنا پھینک دیا تا کہ قتل کا الزام نہ لگ سکے۔ شام کو جب (میرا باپ) گھر نہ آیا، فکر ہوئی، پتہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروایا تو کچھ پتا نہ چلا۔ دوسری مرتبہ پھر پتا کروایا تو ایک آدمی کی نظر ادھر پڑی، اس نے دیکھ کر شور مچایا، منہ پر اور گردن پر تنا تھا، بصد مشکل نیچے سے نکالا۔

کچھ ہی دیر میں پولیس آ گئی اور لاش اٹھا کر پوسٹ مارٹم کے لیے لے جانے لگی تو کھیت کے پاس جائے وقوع پر خون کے دھبے نظر آئے، پولیس نے اس پر آدمی مقرر کیا اور خود لاش پوسٹ مارٹم کے لیے لے گئے تھانہ میں..... تمھاری چھوٹی بہن تو سنتے ہی بے ہوش ہوگئی اور تمھاری ماں..... یہ کہتے ہوئے میری پھوپھی پھر دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ میں بھی رونے لگا۔ کچھ دیر کے بعد ہسپتال جانے کے لیے باہر نکلا۔ اب یہ بات تو بالکل واضح تھی کہ میرے باپ کو قتل کیا گیا تھا۔ میں ہسپتال پہنچا تو میرے باپ کی لاش پوسٹ مارٹم کے بعد میرے حوالے کر دی گئی۔ میرے باپ کو بڑی ہی بے دردی سے ذبح کیا گیا تھا۔

آخر کسی نہ کسی طرح اسے گھر لائے، غسل کا انتظام کیا جانے لگا۔ میں پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا۔ سارے گھر کی ذمہ داریاں مجھ پر ہی آ پڑیں۔ غسل کا انتظام ہوگیا تو میں نے اور میرے پھوپھی زاد بھائی نے غسل دیا۔ میرے باپ کی لاش کا پوسٹ مارٹم نہیں کیا گیا تھا بلکہ لاش دو دن کے لیے رکھ کر واپس دی گئی تھی۔ جنازہ پڑھا گیا اور پھر میرے باپ کو منوں مٹی تلے دفن کر دیا گیا۔

تدفین کے بعد گھر واپس آئے۔ کئی قسم کے دکھ مجھے بے چین کر رہے تھے۔ باپ کی زندگی میں تو میں نے کبھی بھی اپنے اوپر کسی قسم کی ذمہ داری کا بوجھ محسوس نہیں کیا تھا مگر آج دل کئی قسم کی ذمہ داریوں کے بوجھ تلے دبا جا رہا تھا۔ گو کچھ کرنے کو دل تو نہیں کرتا تھا مگر مجبوری تھی۔ میری ماں نے میری ڈھارس بندھائی اور مجھے اپنی ذمہ داریاں اٹھانے کا احساس دلایا۔ زمیندار لوگ سال بھر کے لیے کھانے کا ذخیرہ اکٹھا کر لیتے ہیں، ہمارے گھر میں بھی سال بھر کا سامان تھا۔ آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہونے لگا۔ اب میرا جی کھیتوں پر جانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو نہیں کرتا تھا۔ کیوں کہ میرے باپ کو انہی کھیتوں میں قتل کیا گیا تھا۔ آخر کار میں نے ایک دوسرے آدمی کو اجرت پر رکھ لیا۔ اس معاہدے پر کہ آدھا حصہ وہ لیا کرے گا اور آدھا میں۔ میں نے گھر میں جو جمع جتھا موجود تھا اس سے کریانے کی دکان ڈال لی جس سے کچھ ہی دنوں میں خاصی آمدنی ہونے لگی۔ ہمارے گاؤں میں اور کوئی کریانے کی دوکان موجود نہیں تھی۔ میں نے ایمانداری کو اپنا رکھا تھا، اس لئے آمدنی اچھی ہو جاتی تھی۔

اسی طرح مہینہ گزرا، دو مہینے گزرے لیکن قتل کے متعلق کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ تقریباً اڑھائی ماہ کے بعد میں نے تھانے میں خود جا کر رپٹ درج کروائی۔ دو تین دنوں بعد مجھے عدالت میں بلایا گیا اور گرفتار کر لیا گیا۔ دراصل میرے باپ کے قاتل بھاری رشوت کے بدلے آزاد ہو چکے تھے۔ انصاف کی صریح پامالی ہو رہی تھی۔ مجھے جیل میں بند کیے جانے کے دو دن بعد مجھے بلایا گیا اور ایک کاغذ پر دستخط کے لیے دباؤ ڈالا جانے لگا۔ کچھ دیر تک تو میں نے مزاحمت کی مگر اپنے گن بردار دشمنوں کو دیکھ کر کہ ان کی نالیاں میری طرف اٹھی ہوئی تھیں، میری آنکھوں کے سامنے اپنی بہنوں کے چہرے آ گئے۔ میں نے دستخط کر دینے کے ساتھ ہی نہایت غصے سے تمام لوگوں سے جو اس وقت موجود تھے کہہ دیا کہ آج تو تم نے مجھ سے زبردستی دستخط کروا لیے ہیں مگر یاد رکھو قیامت کے دن تمھارے گریبان ہوں گے اور میرے ہاتھ..... اس دن اللہ کے سامنے تم سے اس ناانصافی کا بدلہ لوں گا۔

میری اس جرات پر سب لوگ حیران تھے مگر مجھے خود یہ سمجھ نہیں آئی کہ مجھ میں اتنی جرات کیسے آ گئی تھی۔ مجھے زبان بند رکھنے کی تاکید کرنے کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ گھر آ کر میں خوب رویا۔ میرے اندر انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ میرے بس میں ہوتا تو ابھی جا کر اپنے باپ کے قاتلوں کو قتل کروا دیتا۔

ایک دو دن کے بعد میں نے دوکان پر جانا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ ہی انتقام کی ترکیبیں سوچنے لگا آخر میں نے ایک لمبا سا چھرا خریدا اور اسے ہر روز تیز کرنے لگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور پھر آج رات بارہ بجے میں اپنے دشمن کے گھر کی دیوار پھلانگ کر اسے قتل کرنے کے ارادے سے اس کے گھر آیا، مگر گرمیوں کے دن تھے۔ سب صحن میں سوئے ہوئے تھے۔ میں دبے پاؤں چلتے ہوئے اپنے باپ کے قاتل کے پاس آیا۔ چھرا اپنی بغل میں سے نکالا اور نشانہ باندھ کر اس کے پیٹ میں گھونپنے لگا تھا کہ میرے ہاتھ کانپ گئے، ایک نئے خیال نے دل میں جنم لیا کہ میں اپنے باپ کے قاتل سے خود انتقام لینے کی بجائے اسے سخت سے سخت اور دائمی سزا سے دوچار کرنے کے لیے قیامت تک مہلت کیوں نہ دوں..... یہی سوچ کر میں نے چھرا بغل میں دابا اور دبے پاؤں بغیر قتل کرنے کے باہر نکل آیا مگر اب میری کیفیت داخل ہونے کے وقت کی کیفیت سے یکسر مختلف تھی۔

(۱۱۶ اکتوبر ۲۰۰۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سانحہ اور افسانہ

.....نے مولنا کی رحلت کو ملک وقوم کے لیے ایک بہت بڑا افسانہ قرار دیتے ہوئے ایک تعزیتی قرارداد پاس کی۔

جی ہاں! ان خاکسار آنکھوں نے ایک موقر جریدے میں اس خبر کو اسی طرح پڑھا۔ آپ کی طرح ہم نے بھی آنکھیں مل مل کر اس خبر کو دوبارہ پڑھا' سہ بارہ پڑھا' الٹا کر کے پڑھا' سیدھا کر کے پڑھا' مگر الفاظ کا کوئی مطلب اخذ کرنے سے قاصر رہے۔ بالآخر پتا چلا کہ کاتب صاحب نے مولنا کی وفات کو ایک بہت بڑے سانحے سے تعبیر کرنے کی بجائے بہت بڑے ''افسانے'' میں بدل دیا۔ یقیناً آپ کی طرح ہم بھی اسے سفید نہیں سیاہ جھوٹ سمجھتے ہیں کیونکہ سفیدی امن کا نشان ہے اور جھوٹ کسی بھی طرح باعثِ اجر دارین نہیں ہوا کرتا۔

آج تک کبھی کسی کی حقیقی موت کا سانحہ افسانہ نہیں بنا اور جو افسانہ بن جائے وہ موت نہیں بلکہ افسانہ ہی ہوتی ہے۔ داد دیجیے کاتب صاحب کی بصیرت کو اور ماتم کیجیے اپنی نادانی پر کہ کاتب صاحبان ہماری کیسی کیسی فروگزاشتوں کی تصحیح بلا قیمت کر دیتے ہیں اور ہم ان کا شکر گزار ہونے کے بجائے الٹا اگر اتفاقاً کسی رسالے کے مدیر ہوں تو اگلی اشاعت میں قارئین سے معذرت خواہ ہوتے ہیں اور اگر قارئین یا مصنفین ہوں تو متعلقہ مدیر اور کاتب پر برستے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ کسی افسانے کو ہم افسانہ سمجھتے ہوئے اتنی اہمیت نہیں دیتے جتنی اگر واقعتاً وہی حادثات یا سانحات ہمارے ساتھ گزریں تو ہم ان کو اہمیت دیں' وقتی طور پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے یا دیکھتے ہوئے خوش ہوئے یا غمگین ہو لیے.....اور بس

بالکل افسانے جیسا سلوک ہم "سانحے" سے بھی کرتے ہیں۔ سانحے کا تعلق خواہ ہماری ملکی وقومی زندگی سے ہو خواہ دینی وسماجی زندگی سے' اسے ہم افسانے سے زیادہ اہمیت دینے کی زحمت گوارہ ہی نہیں کرتے۔ ہم ٹی وی میں افسانوں پر مشتمل ڈرامے دیکھ دیکھ کر پوری زندگی کو ہی ڈرامہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ ہم زندگی کی کسی حقیقت کو حقیقت سمجھنے پر تیار ہی نہیں ہوتے۔ کسی چیز کو بار بار دیکھنے سے اس کا تاثر جاتا رہتا ہے۔ ہم چونکہ روزانہ اخبارات میں اور ٹی وی ڈراموں میں قتل وغارت اور مار دھاڑ دیکھتے ہیں لہٰذا اب ہم قتل وغارت کے عادی ہو چکے ہیں، اب ہم لوگ بنیاد پرست نہیں رہے کہ زندگی کو ان غموں میں گزار دیں، اب ہم اس مصرعے کے قائل ہیں۔

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مجھے اس وقت غالباً اردو ڈائجسٹ میں پڑھا ہوا ایک متحدہ ہندوستان کا واقعہ یاد آ گیا۔ انڈیا کے کسی علاقے میں شیعہ حضرات دس محرم کے دن حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ڈرامہ کر کے ماتم کیا کرتے تھے۔ فرضی قاتل فرضی حسین رضی اللہ عنہ کو خنجر مار رہا تھا کہ اتنے میں ایک پٹھان برہنہ خنجر ہاتھ میں لیے ہوئے نکلا اور اس نے دیکھتے ہی دیکھتے یکے بعد دیگرے کئی وار فرضی قاتل پر کر دیئے اور پھر ہاتھ لہراتے ہوئے بولا! جب امام حسین کو شہید کیا گیا تو ہم موجود نہیں تھا مگر آج اپنے پیارے امام کو اپنی آنکھوں کے سامنے قتل ہوتا ہوا کیسے دیکھ لوں؟

بہر حال یہ واقعہ تو تب کا ہے جب لوگ ڈراموں کے عادی نہیں تھے۔ اب تو دین کی اقدار' روایات اور دین سے متعلق معزز ومحترم شخصیات کو ٹی وی ڈراموں میں ہم ہر وقت قتل ہوتا دیکھتے ہیں' ان کے قاتل مصنف اور اداکار اور پیش کار کی صورت ہمارے سامنے ہوتے ہیں لیکن ہماری غیرت بڑے مزے سے یہ سب مناظر دیکھ کر جوش میں ہی نہیں آتی۔ نہ ہی اس میں کوئی بے چینی یا ہلچل کی لہر پیدا ہوتی ہے۔

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچے بڑوں سے کیوں بھاگیں

آج کل اکثر والدین کو یہ شکایت ہے کہ بچے ان سے دور بھاگتے ہیں اور ان کے پاس نہیں بیٹھتے' خصوصاً لڑکے۔

یہ مسئلہ ان گھروں میں مزید گھمبیر صورت اختیار کر لیتا ہے جہاں والدین ازدواجی ناچاقی کا شکار ہوں۔ ماں ہے تو وہ سوچتی ہے کہ غالباً بچہ مجھ سے متنفر ہے اور اسے متنفر کرنے میں باپ کا ہاتھ ہے۔ باپ ہے تو وہ سوچتا ہے کہ شاید بچہ مجھ سے متنفر ہو گیا ہے اور ہو نہ ہو اس میں ماں کا ہاتھ ہے۔ شیطان اس خیال کو مزید ہوا دیتا ہے' اس نے تو تمہیں کبھی اپنا سمجھا ہی نہیں' وہ تو ہمیشہ اولاد کو تم سے الگ کرنے کی فکر میں رہا۔ دیکھنا تم بوڑھے ہو گئے تو تمہیں کوئی پوچھے گا بھی نہیں۔

ماں کو شیطان یوں بہکاتا ہے'' تم اپنے والدین' بہن بھائی' عزیز و اقارب کی قربانی دے کر جس شخص کے لیے اس گھر میں آئی تھیں اس نے تو تمہیں اپنا تسلیم کیا ہی نہیں' بچے تو باپ ہی کے ہوتے ہیں' اس نے تمہاری عزت بچوں کی نگاہوں میں بٹھائی ہی کب؟ اب بچے اس کے ہو گئے' کل کو تم میں ہمت نہ رہی تو کوئی پانی بھی نہیں پوچھے گا''۔

یہی شیطانی واہمے مزید جھگڑوں کا لامتناہی سلسلہ کھول دیتے ہیں' ازدواجی زندگی میں تلخیاں ہی تلخیاں گھل جاتی ہیں۔ یہ بدگمانیاں جب سوچ سے آگے بڑھ کر اولاد اور میاں بیوی کے درمیان الفاظ کا روپ دھارتی ہیں تو گھر کا امن و سکون ان کے سیلاب میں بہہ جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے' حالانکہ اگر ٹھنڈے دل سے مشاہدہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جو بچہ ماں کے پاس نہیں بیٹھتا وہ اکثر باپ سے بھی دور بھاگتا ہے مگر بدگمانی دونوں کو اپنی اپنی جگہ یہی باور کراتی ہے کہ بچے کی بے رخی صرف مجھ ہی سے ہے۔ اس تناظر میں تو مسئلے کا اصل سبب والدین کی بدگمانی ہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾(الحجرات : ۱۲)

اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں"

تو پھر اس نافرمانی کا نتیجہ تو بھگتنا ہوگا' کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ فریق ثانی کو روش دینے کی بجائے ذرا سوچئے کہ بچہ ہمارے پاس پلا پلایا تو نہیں آیا تھا' اس کا دماغ بنا بنایا تو نہیں تھا' وہ تو اللہ کی طرف سے فطرت پر پیدا ہوا تھا' اس کا سونا' جاگنا' کھانا' پینا' اٹھنا سب ہمارے دم قدم سے تھا۔ اس کی کل کائنات والدین ہی تھے۔ آپ میاں بیوی ایک دوسرے کو دو سمجھتے ہوں تو سمجھتے ہوں' اس کا معصوم ذہن تو یہ دوئی بھی تسلیم کرنے سے قاصر تھا۔ اسے تو یہی علم تھا کہ امی ابو ہمیشہ سے ایک اور ہمیشہ سے اکٹھے رہتے ہیں۔ جب تک یہ چھوٹا تھا' سوچنے اور عقل دوڑانے سے قاصر تھا' تب تک وہ ایک لمحہ بھی آپ کے بغیر نہیں گزارتا تھا' پھر یکا یک یہ تبدیلی کیسے؟ اس کا دماغ تو صاف سلیٹ تھا۔ اس میں رنگ کس نے بھر دیا؟ ذرا ہم اس ارشادِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اپنا آپ دیکھیں

"کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ وینصرانہ ویمجسانہ "

(صحیح مسلم' باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ وحکم موت اطفال الکفار واطفال المسلمین)

"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں" اس کی فطرت کو کس نے پیدا کیا؟ ہم کچھ بھی کہیں مگر یہ ماننا پڑے گا کہ اس اَن ڈسلی مٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو شکل دینے والے ہم ہی تھے' ہمارا رویہ بدلا تو بچے کا رویہ بھی بدلا۔ آج کل کی جدید نفسیات اس مسئلے کو جنریشن گیپ کا نام دے دیتی ہے' ان کے خیال میں یہ مسئلہ عمروں کے تفاوت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے مگر ہمارا دین فطرت اس کا تصور اس طرح دیتا ہے کہ:

"من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا"

"جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت کا برتاؤ نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں"۔

المیہ دیکھیے کہ بچوں سے عدم شفقت کے سلوک نے بڑوں کی توقیر ختم کر دی' اب آنے والی نسل ایک منہ پھٹ اور گستاخ نسل ہے' جسے بڑوں کے جذبات کی کوئی پرواہ ہے نہ احساسات کی۔ حالانکہ مذکورہ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق بچے بھی ملت اسلامیہ کے' بڑے بھی ملت اسلامیہ کے' پھر میں اور تو کی تفریق کیسی؟ عمروں کے فرق کی وجہ سے باہمی تعلقات میں بُعد کیوں؟ خود مجلس نبوی ﷺ میں بچے بھی ہوتے اور بڑے بھی آج بھی ایسے کئی بزرگ دیکھے ہیں جن کے پاس بچے اپنے ہم عمروں میں بیٹھنے کی نسبت زیادہ بے تکلفی اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔

یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ والدین اولاد کے برے بھلے کے ذمہ دار ہیں' وہ اسے اس کی غلطی سے ٹوکے بغیر کیسے رہ سکتے ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی عادات کو بگڑنے نہ دیں۔ مگر بچوں کی اصلاح کے لیے کیا ہی بہتر ہو کہ خالق نفسیات اللہ تعالیٰ کے دیئے گئے تربیت کے اصول پیش نظر رکھے جائیں۔

سیرت نبوی ﷺ کے صفحات پر نظر دوڑائیے تو معلوم ہوگا کہ انس رضی اللہ عنہ اس عمر میں رسول اللہ ﷺ کی تربیت میں دیئے گئے جو لڑکوں کی تربیت کے لحاظ سے انتہائی نازک ہوتی ہے۔ دور نو بلوغت اور دور بلوغت کا پر ہیجان دور۔ آپ کو دس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا لے کر آئیں۔ یہی وہ عمر ہے جس میں لڑکوں کو سمجھانا مشکل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔دس سے بیس سال تک کی عمر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گزاری مگر کس طریقے سے؟ خود انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں دس سال سے زیادہ آپ ﷺ کی خدمت میں رہا مگر آپ ﷺ نے مارنا تو کجا کبھی ڈانٹا بھی نہیں۔

انس رضی اللہ عنہ کبھی کبھار کام میں لاپرواہی کرتے' نبی اکرم ﷺ کسی کام کے لیے بھیجتے اور یہ لڑکوں کے ساتھ کھیل میں مشغول ہو جائے۔ بھلا مصلح انسانیت ﷺ نے اپنی آغوش میں تربیت پانے والے اس بچے کی کوتاہیوں پر اسے ٹوکا نہ ہوگا؟ اس کی عادات اور روّیوں کی سلوٹیں دور کرنے کی کوشش نہ کی ہوگی؟ مگر ایسی حکمت کے ساتھ کہ خود انس رضی اللہ عنہ کو بھی محسوس نہ ہوتا۔اس تربیت کرنے میں نہ عمروں کا تفاوت آڑے آیا نہ آپ کی وعظ و نصیحت سے انس رضی اللہ عنہ نے کبھی اکتاہٹ محسوس کی۔آخر ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"من یحرم الرفق یحرم الخیر "۔(صحیح مسلم' کتاب البر والصلۃ والادب' باب فضل الرفق)

''جو نرمی سے محروم ہوا وہ بھلائی سے محروم ہو گیا''۔

نرمی نہ رہی تو پھر خیر و برکت بھلا کہاں ہوگی؟ مقصد کی کامیابی تو نرمی ہی سے مشروط ہے۔

"ان اللہ یعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف"۔(صحیح مسلم' باب فضل الرفق)

''بے شک اللہ تعالیٰ نرمی پر وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا''

نرمی خیر و برکت کی اساس.....گفتگو کے لہجے میں.....الفاظ کے انتخاب میں.....حکم کے انداز میں.....سرزنش کے انداز میں.....غرض ہر چیز میں نرمی' ہر چیز میں رفق۔

ذرا لہجے اور آواز کی نرمی کا حکم ملاحظہ ہو:

﴿وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ﴾(لقمان:۱۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور آواز دھیمی رکھ کیونکہ آوازوں میں سے سب سے بری آواز گدھے کی ہے''۔

ہماری چیختی چنگھاڑتی آواز ہمارے دل کا غبار تو باہر نکال سکتی ہے مگر یہ کرختگی اور لہجے کی خشونت فریق ثانی خصوصاً اولاد کے دل سے والدین کے لیے احترام اور عقیدت کا بیج اکھاڑ پھینکتی ہے۔ گفتگو آدمی کی شخصیت کی عکاس ہوتی ہے۔

''نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو''

ایک اچھے آدمی کی صفت جانی جاتی ہے۔ اسی آیت کے پیش نظر عمر فاروق رضی اللہ عنہ قاضی کا انتخاب کرتے ہوئے یہ احتیاط رکھتے کہ اس کی آواز اونچی نہ ہو کہ اس کی بلند آواز کے سامنے مدعی بیچارے کی توسٹی گم ہو جائے گی' وہ کھل کر بات کیسے کر سکے گا؟

اسلام میں تو ہر مرد راعی اور ہر عورت راعیہ ہے۔ ہر کوئی اپنی اپنی جگہ مسئول ہے۔ اپنی اپنی عدالت کا قاضی ہے۔ شاید اسی لیے یہ حکم عام دے دیا ہے۔

"کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته"۔ (صحیح مسلم' صحیح مسلم)

''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اپنے ماتحتوں کے بارے اس سے باز پرس ہوگی''۔

یہ تو تھی لہجے کی نرمی' اب الفاظ کے انتخاب میں نرمی کا حکم بھی دیکھیے فرمایا:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ (الھمزۃ)

''ہر طعن آمیز اشارے کرنے والے اور چغل خور کے لیے خرابی ہے''۔

کاٹ دار' طعنہ آمیز اور گالی نما الفاظ سے پرہیز کرنا ایک مسلمان کا خاص وصف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے منافق کی جو نشانیاں بتائی ہیں ان میں سے ایک بدگوئی اور سب شتم بھی ہے۔ (ترمذی)

بعض اوقات دوسروں پر غصہ نکالتے ہوئے انسان اپنے آپ کو بھی معاف نہیں کرتا۔ انسانی نفسیات کے اس پہلو کو ملحوظ رکھتے ہوئے حکم دیا گیا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ "خبث نفسی" میرا نفس خبیث ہے۔ جب اپنے آپ کو خبیث کہنے کی اجازت نہیں تو دوسرے کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواہ وہ اپنی اولاد ہی کیوں نہ ہو درشت الفاظ سے مخاطب کرنا کہاں درست ہو سکتا ہے؟

اب سرزنش کا انداز ہ ملاحظہ ہو صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کسی کام پر تنبیہ کرنا چاہتے تو صاف نام نہ لیتے بلکہ فرماتے ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ آخر ایسا کیوں کرتے ہیں یا لوگ ایسا کیوں نہیں کرتے؟ لوگوں کو ایسا کرنا چاہئے تھا۔

پھر رفق کی یہ شان بھی ملاحظہ کیجئے' ایک دن میں غلام کی ستر بار غلطی معاف کرنے کا حکم دیا' بھلا اکہترویں غلطی پر سرزنش کی باری آئے گی ہی کب؟

اللہ تعالیٰ نے فرعون جیسے سرکش آدمی کو راہِ راست پر آنے کی دعوت دینے کے لیے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے فرمایا:

﴿ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾(طٰہٰ:٤٤)

''اور تم دونوں اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے''۔

گویا نصیحت قبول کرنے کی توقع قولِ لین (کلام نرم و نازک) کے ساتھ مشروط کی گئی۔ دیکھا گیا ہے کہ کرختگی اور غصے سے بات کہنے کا اثر سننے والے پر کبھی نہیں ہوتا بلکہ الٹا اس کے دل میں کہنے والے سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ لوگ ایسے شخص کے پاس بیٹھنے سے گھبراتے ہیں۔ کہنے والے کی بات کتنی ہی درست اور فائدہ مند کیوں نہ ہو؟ یہی بات اگر مسکراہٹ' نرم لہجے اور رفق کے شہد میں لپیٹ کر کی جائے تو سننے والا بسا اوقات نہ چاہتے ہوئے بھی بات سننے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ نفسیات کے انہی الہامی اصولوں کی روشنی میں بچوں کے بڑوں سے بھاگنے کا سبب جاننا چاہیں تو قرآنی صفحات میں یہ آیت زریں حروف میں جگمگاتی ہوئی ہمارے مسائل کی گتھیاں سلجھاتی نظر آتی ہے۔

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾ (آل عمران:١٥٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''پھر یہ اللہ کی رحمت ہی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم خو ہیں اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت والے ہوتے تو وہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے پس آپ ان سے درگزر کیجیے، ان کے لیے استغفار کیجیے' ان سے معاملات میں مشورہ لیتے رہیے لیکن جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ رکھیے' بے شک اللہ ان سے محبت رکھتا ہے جو اس پر بھروسہ رکھتے ہیں''۔

جب انبیاء کے ساتھ ان کے صحابہ کا ربط و تعلق بھی انبیاء کی نرم خوئی ہی کے ساتھ مشروط ہے تو پھر ہم کس کھیت کی مولی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ تو تھے ہی نرم خو..... آیت کا اگلا حصہ دراصل ہمارے لیے ہے۔

① ان کی غلطیوں سے درگزر کیجیے۔

② ان کے لیے استغفار کیجیے۔

③ ان سے معاملات میں مشورہ لیجیے۔

دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ جس بات پر تلخی ہوتی ہے' اس کے علاوہ اور بھی بہت سی ان باتوں کو بھی ڈانٹ ڈپٹ کرتے وقت شامل کرلیتے ہیں جو اس سے قبل ہو چکی ہوتی ہیں۔ حالانکہ اصولاً ان کا وقت گزر چکا ہے بلکہ ممکن ہے سامنے والے نے اپنے رویے میں اس غلطی کے بعد اصلاح بھی کرلی ہو۔ لہٰذا اگر ڈانٹ ڈپٹ کریں بھی تو صرف اس بات پر کریں جو سر دست وقوع میں آئی ہو ورنہ بچہ مزید چڑ جائے گا اور وہ سوچے گا کہ عجیب بات ہے جو واقعہ آج سے سال پہلے ہوا تھا وہ بھی ابھی تک ڈانٹ ڈپٹ کے حاشیے میں اسی طرح موجود ہے جس طرح وہ وقوع کے وقت موجود تھا۔

بچوں کو دوسروں کے سامنے بھی ڈانٹنے سے گریز کرنا چاہیے ورنہ بچے میں ضد پیدا ہو جاتی ہے۔ بچہ ہو یا بڑا' کسی کا بھی یہ جی نہیں چاہتا کہ دوسروں کے سامنے اس کا کوئی کمزور پہلو آئے۔ خود اللہ تعالیٰ کی صفت ستار ہے اور اس نے یہ پسند کیا ہے کہ لوگ بھی ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کے عیب چھپالیا کریں۔ بچوں کو دوسروں کے سامنے ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے بچے کی شخصیت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیشہ بچوں کو ضرورت بھی ہو تو تنہائی میں ڈانٹیں۔

والدین بعض اوقات اپنے کسی اور کام کا غصہ اس کی ناکامی کی تلخی یا کسی اور کے غصہ دلانے والے رویے کا غصہ بھی بچوں پر اتارتے ہیں۔ بچہ بے چارا سوچتا ہے کہ یہ عجیب بات ہے کہ میری کوئی غلطی بھی نہیں لیکن مجھے ہی ڈانٹ ڈپٹ کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ نتیجہ یہ کہ بچہ والدین سے مزید دور دور رہنے لگتا ہے اور کوشش کرنے لگتا ہے کہ اگر وہ کوئی غلط حرکت کرے تو اس کے والدین کو پتا ہی نہ چلے، غلطی چھپانے کے لیے بسا اوقات وہ جھوٹ کا سہارا بھی لے لیتا ہے جس سے اس میں جھوٹ کی عادت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ بہر حال بچوں کی تمام بگڑی عادات کے سدھار کا واحد حل یہ ہے کہ ان کو نرمی سے سمجھایا جائے اور ان پر سختی کرنا پڑے بھی تو سال چھ مہینے بعد ہی کی جائے اور وہ بھی کسی بہت بڑی غلطی پر عام غلطیوں پر نرمی کے ساتھ سمجھا دینا ہی کافی ہے۔

ممکن ہے کہ یہ ذہن میں آئے کہ یہ صفات تو ہم میں پہلے سے ہی موجود ہیں۔ ہم تو اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔ ٹھہریے..... ذرا لمحہ بھر کو رکیں..... ذرا سوچیں..... کیا اللہ تعالیٰ غلط ہو سکتا ہے؟ وہ تو لوگوں کے بھاگنے کی وجہ ایک ہی بتاتا ہے یعنی سخت طبیعت 'درشت مزاج ہونا' آیئے !! اپنے کردار کے آئینے میں اللہ کے مطلوب رنگ بھرنے کی کوشش کریں' یقیناً مقصد میں کامیابی ہمارے قدم چومے گی کیونکہ:

"مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبرا.....ایک رحمت

''دیکھیے خالہ جان! میں جبر کی قائل نہیں ہوں، جبر سے انسان کوئی بات نہ منوا سکتا ہے، نہ مان سکتا ہے، اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں :

﴿ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ﴾ ''دین میں کوئی جبر نہیں''۔

ان ملاؤں کو یہ آیت تو یاد نہیں رہتی باقی سب احکام یاد رہ جاتے ہیں۔''

یہ تھے وہ جملے جو حاشرہ کے ابو جان کے شاگرد کی نئی نویلی دلہن نے اس کی امی جان سے کہے۔ دراصل حاشرہ کو دین سے خاصا لگاؤ تھا۔ اسلامی احکامات کی پابندی ممکن حد تک خود بھی کرتے اور اپنی بیگم سے بھی کروانا چاہتے لیکن ان کی بیگم کا تعلق ایک ایسے گھرانے سے ہے جو مولانا مودودیؒ کی اصطلاح کے مطابق صرف نسلی مسلمان ہوتے ہیں۔

موصوف کی بیگم پہلی بار حاشرہ کے گھر آئی تھیں، ان کے ساتھ مزید گفتگو سے یہ بات واضح ہوئی کہ شوہر اپنی بیگم سے پردہ کرانا چاہتے ہیں مگر بیگم مندرجہ بالا آیت کو دلیل کے طور پر پیش کر رہی ہیں۔

حاشرہ کی امی نے باتوں باتوں میں دلہن بیگم کو سمجھایا کہ جب دنیاوی تمام قوانین میں عہد شکنی اور غداری کو کبیرہ جرائم میں شمار کیا جاتا ہے تو پھر دین قیم ہی کے متعلق یہ کیوں فرض کر لیا جاتا ہے کہ ہم اللہ سے فرماں برداری کا عہد کرنے کے بعد جو جی چاہے کرتے رہیں، یوں ہم نہ تو عہد شکنی کے مرتکب ہوں گے اور نہ ہی ہمارے ایمان میں کسی قسم کا فرق آئے گا۔

مختصر یہ کہ حاشرہ کی امی انہیں سمجھانے میں مصروف تھیں کہ چشمِ تصور حاشرہ کو ایک ایسے گھرانے میں لے گئی جہاں جبر کے استعمال کا جواز عملاً نظر آتا تھا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس نے دیکھا ایک ماں اپنے بچے کو ڈانٹ رہی ہے، معلوم ہوا کہ بچہ سکول سے کسی کا گرا ہوا پین اٹھا لایا ہے..... ماں نے دوسرے روز اسے استاد صاحب کے حوالے کرنے کو کہا..... پین خوبصورت تھا، بچے کا دل نہ مانا، لہٰذا دوسرے دن پھر بچے کے بستے سے برآمد ہوا، ماں نے ڈانٹا کہ تم نے اسے استاد کے حوالے کیوں نہ کیا؟ پھر اسے اس بری عادت کے مضر اثرات کے متعلق اسے سمجھاتی رہی۔ جس میں کبھی سختی آجاتی اور کبھی پیار..... حاشرہ نے سوچا یہ بھی تو ایک قسم کا جبر ہی ہے۔

اس کے ساتھ ہی اسے چشمِ تصور ایک جیل میں لے گئی، جہاں ایک اشتہاری مجرم کو ڈکیتیوں کے الزام میں پھانسی دی جا رہی تھی۔ اس سے اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے کہا مجھے اپنی ماں کے کان میں ایک بات کہنا ہے لیکن یہ کیا.....؟ ایک دردناک چیخ کی آواز سنائی دی۔ ملزم نے ماں کے کان پر اپنے دانت گاڑ دیے تھے، لوگ ملزم کو لعن طعن کرنے لگے، ملزم سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا:

"بچپن میں میری ماں اس کان سے میری چھوٹی موٹی چوریوں کا حال سنتی اور خوش ہوتی۔ میری عادت کی یہ جبر حوصلہ شکنی کرنے کے بجائے میری حوصلہ افزائی کرتی رہی۔ میری ماں کے مجھ پر جبر سے گریز نے مجھے اس حالت تک پہنچا دیا۔ میں چھوٹی چھوٹی چوریوں کے بعد بڑے بڑے ہاتھ مارنے لگا۔ تب بھی اس نے منع نہ کیا، نتیجہ آج میرے گلے میں پھانسی کا پھندا لٹکنے لگا ہے۔ چشمِ فلک نے بچے کی ذرا سی غلطی پر "جبر" نہ کرنے کا انجام دیکھ لیا۔

اب چشمِ تصور اسے ایک ہسپتال میں لے گئی، اس نے دیکھا:

ڈاکٹروں نے ایک مریض کا پاؤں کاٹ دیا ہے، چونکہ اس پر کسی زہریلے سانپ نے اسے ڈس لیا تھا۔ اگر پاؤں نہ کاٹا جاتا تو زہر سارے جسم میں پھیل جاتا اور اس کی موت واقع ہو جاتی۔ مریض ہوش میں آنے کے بعد درد کی شدت سے بڑی بری طرح چیخ رہا تھا۔ اس نے سوچا، یہ بھی انسان پر ایک طرح کا جبر ہی ہے مگر یہ جبر نہ کیا جاتا تو اس کا انجام.....؟

پھر چشمِ تصور اسے ایک کھیت میں لے گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سخت گرمی کا عالم، سورج سر پر، گرم لُو کے تھپیڑے اور کسان پسینے سے شرابور ہل چلا رہا ہے۔ اس گرمی میں گھر سے نکلنے کو کس کا جی چاہتا ہے، اس نے سوچا، یہ بھی جبر ہی ہے کیونکہ یہ دوسرے آدمی کا کس پر جبر نہیں بلکہ خود کسان کا اپنی طبعیت پر جبر ہے لیکن وہ اس جبر کو ہنسی خوشی برداشت کر رہا ہے آخر کیوں؟

اب چشمِ تصور اسے سکول میں لے گئی۔ حاشرہ نے دیکھا:

استاد ایک بچے کو ہوم ورک نہ کرنے پر ڈانٹ رہا ہے، سبب یہ تھا کہ وہ سارا دن کھیلتا رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہوم ورک رہ گیا۔ استاد نے اسے ڈانٹتے ہوئے سزا کے طور پر پانچ مرتبہ تفریح کے وقت سکول میں بیٹھ کر کام کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ تفریح کے وقت باقی بچے کھیلتے رہے اور وہ ہوم ورک کرتا رہا۔

حاشرہ نے سوچا! یہ بھی جبر ہی ہے لیکن غفلت کے عادی بچے کے مستقبل کو سنوارنے کا ذریعہ بھی یہی جبر ہے۔

مختلف لوگوں کی یہ چند مثالیں اسے جبر کی حقیقت سمجھا گئیں۔ وہ سمجھ گئی کہ بعض اوقات جبر انسان کے لیے صرف فائدہ مند ہی نہیں بلکہ رحمت کا باعث ہوتا ہے۔ ہماری روحانی اور جسمانی زندگی کی بقا کے لیے جائز جبر کو تسلیم کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا پاؤں پر سانپ کے ڈس جانے کے بعد.... سارے جسم میں زہر کو پھیلنے سے روکنے کے لیے پاؤں کا کاٹ دینا۔

اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ کے بعد کہے گئے یہ الفاظ گونجنے لگے:

''اللہ کی قسم! میں لوگوں سے مصروفِ جہاد رہوں گا یہاں تک کہ وہ مجھے زکوٰۃ کی وہ ایک رسی بھی جو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ادا کیا کرتے تھے، دینے پر تیار نہ ہو جائیں۔''

گویا یہ قول سنتے ہی ''بے بنیاد'' طبقہِ فکر جبر، جبر کا شور مچانے لگتا ہے لیکن اسے اس کے نتیجے میں کئی انسانوں کی روحانی اور جسمانی زندگی کی بقا نظر آ رہی تھی۔

(اگست 1993ء کو حریم ادب میں پڑھا گیا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلامِ نرم و نازک

بات چلی تو رات کو گھر دیر سے آنے سے تھی اور آ پہنچی داڑھی پر۔ ڈانٹ کا رخ داڑھی کے حوالے سے طعن کی طرف پھر گیا۔ کہ ''گئے گئے داڑھی ہے پھر بھی عقل ذرا نہیں''۔ رات کو اتنی دیر تک باہر رہنا شریفوں کا شیوہ نہیں۔ جہاد کا یہ مطلب نہیں کہ راتوں کو دیر تک باہر رہا جائے، کیا تم لوگوں کی داڑھیاں تمہیں یہی سکھاتی ہیں کہ والدین کی نافرمانی کرو۔ وغیرہ وغیرہ

طاہر نے جب سے ایک جہادی تنظیم سے وابستگی اختیار کی بعض دینی معاملات میں شدت آتی گئی۔ داڑھی بڑھالی، ٹخنے اہتماماً ننگے رکھنے لگا۔ نمازوں میں خشوع پیدا ہو گیا۔ باجماعت نماز کی فکر رہنے لگی لیکن اس کے ساتھ ساتھ تنظیمی کاموں میں الجھ کر اعتدال کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے لگا۔ دعوت و تبلیغ کی سرگرمیوں کے ضمن میں راتوں کو دیر سے گھر آنا اس کا معمول بن گیا۔

گھر والوں کو بجا طور پر یہ بات کھٹکی، آج رات بارہ بجے گھر کے دروازے پر طاہر کی دستک کی آواز سن کر والد صاحب کو غصہ آ گیا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی شدید ڈانٹ نے اس کا استقبال کیا لیکن ہوا یوں کہ اس کی زد میں اس کی داڑھی بھی آ گئی۔

طاہر نے شدت سے محسوس کیا جب بھی اسے کسی بات پر تنبیہ کی جاتی ہے، مختلف انداز سے اسے شرم داڑھی کی دلائی جاتی ہے۔

نوعمری، کچا ذہن، سر پر غصہ سوار..... والد صاحب کا بنیادی نقطۂ نظر اگرچہ ٹھیک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا لیکن بجائے اس پر غور کرنے کے شیطان نے سوچ کا رخ داڑھی کے حوالے سے طعنوں کی طرف پھیر دیا۔ دماغ کھولنے لگا۔

اس گھر میں نیکی کا کوئی حال نہیں، بھلا میرے دیر سے گھر آنے میں میری داڑھی کا کیا قصور۔ اس سے تو بہتر ہے کہ بندہ داڑھی ہی نہ رکھے، ہر وقت داڑھی کا طعنہ.....

بس یہ خیال آنا تھا کہ ڈانٹ کھانے کے بعد غسل خانے کا رخ کیا۔ قینچی پکڑی اور لگے بسم اللہ کرنے، خیال تو پوری داڑھی صاف کرنے کا تھا لیکن ابھی ذرا سی ہی قینچی لگائی ہی تھی کہ اللہ کا ڈر اور ضمیر کی آواز غصے پر غالب آ گئی۔ نتیجتاً داڑھی صاف تو نہ ہوئی لیکن جو کٹ چکی تھی وہ واپس کیسے آتی؟

سترہ سالہ شعیب کا قصہ بھی اس سے کچھ مختلف نہیں۔ والد صاحب نے ڈانٹ ڈپٹ کی زد میں اس کی سیدھی مانگ آئی۔ ڈانٹنے کی اصل وجہ تو اس کی گھریلو حوالے سے غیر ذمہ دارانہ روش تھی۔ والد صاحب کو محسوس ہو رہا تھا کہ پانچ بہنوں کا اکلوتا اور بڑا بھائی ہونے کی حیثیت سے اس میں مطلوبہ احساسِ ذمہ داری کا فقدان ہے، مگر ڈانٹتے ہوئے زبان پر قابو نہ رہا۔ ڈانٹ کا رخ سیدھی مانگ کی طرف پھر گیا۔

جوان خون، غصہ، بزعمِ خود عمل کا شدید جذبہ..... سیدھی مانگ کا طعنہ پھانسی بن کر دل میں چبھ گیا۔ اور ایسا چبھا کہ رات کو شعیب گھر سے فرار ہو کر اپنی تنظیم کے مرکزی دفتر کا رخ کر رہا تھا۔

''ابو مجھے جو جی میں آتا کہہ لیتے لیکن میرے ننگے ٹخنوں اور سیدھی مانگ کو کیوں نشانہ بناتے ہیں۔ سنتِ رسول کی توہین میری برداشت سے باہر ہے''۔ بڑوں کے بجھانے بجھانے پر اس نے فرار کی وجہ جواز پیش کی۔

طاہر اور شعیب کا موقف درست تھا یا نہیں اور ان کے والدین ڈانٹ ڈپٹ میں حق بجانب تھے یا نہیں لیکن ان واقعات کے نتائج کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کچی عمر میں کچے ذہنوں کے لیے بہکنے کے مواقع قدم قدم پر موجود ہوتے ہیں۔ خصوصاً لڑکوں کے لیے تو یہ عمر کسی طرح بھی پل صراط سے کم نہیں ہوتی۔ ان کی نگرانی اور تربیت انتہائی حساس معاملے کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان لڑکوں کے والدین کے لیے مقامِ شکر ہے جو بفضل الٰہی کسی نہ کسی مثبت تنظیم سے وابستہ ہو جاتے ہیں، اس سے ان کی اخلاقی بے راہ روی کے امکانات میں مکمل نہیں تو 50% کمی ضرور آ جاتی ہے۔

جوانی کے جوش میں یہ وابستگی بلاشبہ اعتدال کے بند سے آزاد ہوتی ہے۔ لڑکوں کا راتوں کو گھر دیر سے آنا، تعلیمی سرگرمیوں میں تعطل، گھریلو کاموں کے متعلق غیر ذمہ دارانہ روش، والدین کو سنگینی کا احساس دلاتی ہے، اور وہ ان کی لگامیں کھینچنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں لیکن اس میں بھی حکمت و اعتدال کو ملحوظ رکھنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ بصورت دیگر مذکورہ بالا واقعات جیسے نتائج سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ ہمارے لیے ہر معاملے میں رہنما ہیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں اپنی عمر کے دس سال کے عرصہ سے بیس سال کی عمر تک رہے مگر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ڈانٹا نہ مارا۔

حالانکہ انس رضی اللہ عنہ بھی اس عمر کے دوسرے لڑکوں کی طرح غیر ذمہ داری کا ثبوت دیتے تھے۔ جس کے واقعات احادیث میں ملتے ہیں مگر ڈانٹ ڈپٹ یا سختی نبی اکرم ﷺ کا شیوہ نہیں تھا۔ اس کے برعکس آپ ﷺ نے ''رفق'' یعنی نرمی اختیار کرنے کے بارے میں ایسی جامع، واضح اور متعدد ہدایات دیں کہ حدیث کے قریباً ہر مجموعے، کتاب اور آداب میں ''باب الرفق'' کے نام سے ایک گوشہ مخصوص ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ وَّيُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَيْهِ مَالَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ ۔

''بلاشبہ اللہ نرمی کرتا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ نرمی وہ کچھ عطا کرتی ہے جو سختی پر عطا نہیں ہوتا۔'' (ابن ماجہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا۔ ''جو شخص نرمی سے محروم ہے وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم ہے''۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں جنہیں آپ ﷺ کی آغوش میں اپنی عمر کا بیش تر حصہ گزارنے کا شرف حاصل تھا، اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ گالی گلوچ کرنے والے، سخت زبان استعمال کرنے والے، فحش الفاظ استعمال کرنے والے اور لعن طعن کرنے والے نہیں تھے۔ اگر کبھی آپ ﷺ کو ہم میں سے کسی پر غصہ آتا تو صرف اتنا فرماتے ''اسے کیا ہو گیا، اس کی پیشانی میں خاک لگے۔'' (بخاری)

ناراضگی میں آپ ﷺ کے اظہار کے مختلف طریقے احادیث میں منقول ہیں لیکن ان میں کہیں بھی لعن طعن یا بدگوئی کا تذکرہ نہیں ملتا۔ آپ ﷺ تو تنبیہ کرتے ہوئے بھی غلطی کرنے والے کی واضح نشاندہی کی بجائے یہی فرماتے ''نہ جانے لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں''؟ اللہ پاک نے سچ فرمایا:

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ﴾ (آل عمران:۱۵۹)

اس آیت میں مذکورہ تربیت کے اہم نکتے اور اس کی پابندی نہ کرنے کے نتیجے ''آپ ﷺ کے پاس منتشر سے ہو جاتے''، نیز مذکورہ بالا واقعے میں شعیب کے گھر سے فرار کو ذہن میں رکھیں تو صداقت کس طرح سامنے آ جاتی ہے۔

ہمارے ہاں یہ ایک عمومی روش ہی ہو گئی ہے کہ دین کے شعائر میں سے کسی ایک کو بھی اختیار کرنے والے کو اکثر اس کے اسی فعل کے حوالے سے مطعون کیا جاتا ہے، اگر کوئی خطیب ہے تو اس کی خطابت کا طعنہ، نمازی ہے تو اس کی نماز کا طعنہ، داڑھی ہے تو اس کی داڑھی کا طعنہ..... حالانکہ اگر قصور ہے تو کسی کی ذات کا.... نہ کہ اس کے اس فعل کا۔ کسی کے اچھے اعمال کو مطعون کرنے کا کیا جواز بنتا ہے؟ دوسرے لفظوں میں اس سے کہا جاتا ہے کہ تم نے یہ نیکی بھی کیوں کی؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دینی تنظیموں سے وابستہ بچے ہماری قوم کا قیمتی سرمایہ ہیں۔اس گئے گزرے دور میں مستقبل کے حوالے سے امید کی نئی کرن ہیں۔ان کی غیر ذمہ داریاں اور بے اعتدالیاں اپنی جگہ لیکن والدین کو اپنے ذہن میں یہ ضرور رکھنا چاہئے کہ یہ لڑکے ان لڑکوں سے حد درجہ بہتر ہیں جن کی غیر ذمہ داریوں کا سبب ان کے غیر اخلاقی مشاغل ہیں۔

سمجھانا اور اعتدال کی راہ پر لانا والدین کا فرض ضرور ہے لیکن حکمت اور قولِ لین سے، کلامِ نرم و نازک کے ساتھ، خصوصاً دینی شعور سے بہرہ مند والدین کو خیال رکھنا چاہئے کہ اگر بچوں کی بے اعتدالی کے جواب میں وہ بھی بے اعتدال ہو گئے تو شیطان تو پہلے ہی دینی گھرانوں میں نقب لگانے کی کوشش میں مصروف ہے۔اسے تو بہکانے کا کوئی موقع چاہئے، اگر بچے جذبات میں اندھے ہو رہے ہیں تو والدین تو جذبات کی رَو میں نہ بہہ نکلیں۔

اس قیمتی سرمائے کی حفاظت والدین کا فریضہ ہے۔اپنی غلط حکمتِ عملی سے اسے برباد نہ کیجئے، بصورت دیگر سوچ لیجئے! کہ دینی سرمائے کا یہ خون کس کی گردن پر ہوگا۔

(۸ رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق 29 اکتوبر 1998 کو حریم ادب میں پڑھا گیا۔)

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک سوال

''مدیحہ ذرا پکڑانا سیرت کی کتب'' اروبٰی نے اپنی بہن سے کہا۔

آج صبح سے ہی دونوں بہنیں لائبریری کی ترتیب میں مصروف تھیں، دراصل کتب جمع کرنا اس کے سارے گھر والوں کا مشترکہ محبوب مشغلہ تھا۔ لہٰذا جہاں کسی لائبریری میں کوئی کتاب دیکھنے کو ملتی، ان کی سب سی بڑی آرزو اسے خرید کر اپنی لائبریری میں شامل کر لینا ہوتی۔

نئے گھر میں منتقل ہوئے آج انہیں تیسرا روز تھا، دونوں بہنیں کتابوں کی ترتیب و تزئین میں مصروف تھیں۔ موضوع کے لحاظ سے چھوٹی بہن ''غافرہ'' ترتیب وار کتابیں دیتی جاتی اور اروبٰی رکھتی جاتی۔

قرآن پاک کی الماری میں قرآن پاک سے متعلق کتب مثلاً تفاسیر اور اس سے تعلق رکھنے والے دوسرے موضوعات پر مبنی کتب۔

یونہی ہر موضوع علیحدہ علیحدہ اپنی الماری میں رکھا جا رہا تھا، شوق اور لگن کی بات ہے، تقریباً'' ہر موضوع پر اس کے پاس اچھی خاصی تعداد میں ذخیرہ موجود تھا۔ فلسفہ، سائنس، تاریخ، اقوامِ عالم، کئی نامور لوگوں کی سوانح عمریاں، معاشیات وغیرہ میں سے ہر ایک موضوع پر ایک معقول تعداد میں کتب تھیں۔

بے دین، ادب کو تو اس نے اپنی لائبریری میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی تھی لیکن اسلامی اور اصلاحی ناول، افسانے، ڈرامے، طنز و مزاح، شعر و شاعری اور اس سے تعلق رکھنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے لاتعداد موضوعات پر اس کی لائبریری مشتمل تھی۔

انجانے طور پر ہی لائبریری کو دیکھ کر اسے ایک عجیب قسم کا فخر محسوس ہوتا کہ قریباً ہر موضوع سے تعلق رکھنے والی معیاری کتب اس کے پاس موجود ہیں۔

لیکن اس شوق کے ہاتھوں اسے کئی مرتبہ اچھی خاصی تکلیف بھی اٹھانا پڑی، ایک مرتبہ کسی رسالے میں ایک کتاب کا اشتہار پڑھ کر اسے حاصل کرنے کے لئے بے چین ہو گئی۔ دوسرے دن ہی پبلشر سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ کتاب بک چکی۔ شاید کسی اور بک سیلر کے پاس سے مل جائے" یہ سوچ کر کئی دوسرے کتب فروشوں سے بھی پتا کیا لیکن کتاب کو نہ ملنا تھا نہ ملی۔ آخر کار ایک پرانی کتابیں فروخت کرنے والی ریڑھی پر وہ اسے اس حالت میں ملی کہ قریباً ہر ورق کوئی تھوڑا کوئی زیادہ دیمک کا شکار ہو چکا تھا۔ جلد ندارد تھی۔ نہایت بوسیدہ حالت میں وہ اسے گھر لائی، پہلے تو دھوپ میں رکھی۔ اس کے بعد ریکسین منگوا کر اس کی نہایت خوبصورت جلد کی۔ حیرت کی بات ہے دیمک نے صرف صفحات کے حاشیوں کو کھایا تھا۔ لکھے ہوئے صفحات محفوظ تھے۔ لہٰذا پڑھنے میں کسی قسم کی دقت محسوس نہیں ہوتی تھی۔

اس کتاب کو لائبریری میں سجاتے ہوئے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی غیر موجودگی سے لائبریری میں ایک کمی تھی جو پوری ہو گئی۔

اس وقت بھی اس کے ذہن میں کئی کتب کے متعلق خیال آ رہا تھا کہ ان کے بغیر لائبریری نامکمل لگتی ہے اور ان کی افادیت بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انہیں خریدا جائے۔

یہ سب کچھ وہ سوچ ہی رہی تھی کہ اچانک اس کے ذہن میں یہ خیال بجلی کی طرح کوندا کہ جس طرح اپنی لائبریری کو معیاری سے معیاری کتب سے مزین کرنے کا خیال اسے ہر وقت ستاتا رہتا ہے، کیا اس طرح اپنے اعمال کی الماری "علیین" کو بھی معیاری ترین اعمال سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سجانے کی فکر نہیں کرنا چاہیے؟ اس کا ذہن بار بار قرآن کی آیت " مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِلُوا التَّوْرٰىةَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا" (الجمعة:٥) یعنی حاملین تورات (یہود) کی مثال اس گدھے کی مانند ہے جو اپنی پیٹھ پر کتابوں کا ڈھیر تو اٹھائے ہوئے ہو لیکن اسے ان کے متعلق کچھ خبر نہ ہو کہ ان کا تقاضا کیا ہے" دہراتا رہا۔

وائے افسوس!.....کہیں اس علم پر عمل نہ کرنے سے وہ بھی لاشعوری طور پر.....اس کے آگے وہ سوچ نہ سکی۔ اس کے ذہن میں بار بار یہ آیت گونجتی رہی.....اور ہر مرتبہ ایک نیا مفہوم اس پر آشکارا ہوتا رہا۔

نوٹ: علیین وہ الماری یا رجسٹر ہے جہاں نیک لوگوں کے اعمال نامے رکھے جاتے ہیں۔

(8 نومبر 1993 کے بعد لکھا گیا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاشوں پر رقص

(سال گذشتہ میں پاکستان کی گولڈن جوبلی کے نام پر کیے
جانے والے پر گراموں پر ایک تاثراتی تحریر)

جشنِ آزادی مبارک کس کو؟

اندھیری رات.....گھنا جنگل.....دور دور تک ہُو کا عالم.....کہیں کہیں الو کی آواز.....یا رات کے کیڑوں کی آوازوں کی ہلکی ہلکی بھنبھناہٹ.....ایسے میں کسی شیطانی بدروح کے انسانی خون پینے کے بعد اپنی خون آشام وارداتوں کا نشانہ بنے ہوئے بدنصیبوں کی لاشوں کو اکٹھا کر کے ان پر اپنی کریہہ صورت اور خوشی کے اظہار کے لیے کریہہ آواز کے ساتھ رقص.....

آپ بھی کہتے ہوں گے کہ یہ کا کیا ذکر چھیڑ دیا گیا۔ خواہ مخواہ انسانی لاشوں پر رقص کا سن کر اچھے خاصے جی دار لوگوں کے دل تصور ہی سے دہلنے لگتے ہیں۔

میں آپ سے پوچھوں کہ کیا آپ میں سے کسی نے جنگل میں بدروحوں کو لاشوں پر رقص کرتے دیکھا ہے تو یقیناً آپ مجھے اس سوال پر مخبوط الحواس سمجھیں گے۔ لاحول ولاقوۃ.....بھلا یہ بھی کوئی سوال ہے؟

آپ کا خیال درست ہے لیکن.....فرض کیجیے کبھی آپ کسی بدروح کو انسانی لاشوں پر رقص کرتے دیکھیں تو آپ کی کیا کیفیت ہوگی؟

یہی نا کہ آپ پر خوف اور کپکپی طاری ہو جائے گی۔ ہوسکتا ہے کہ حواس ہی ساتھ چھوڑ دیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ منظر آپ کی زندگی کا آخری سین ثابت ہو اور دہشت کے مارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ مسافرانِ عدم میں شامل ہو جائیں۔

اچھا..... کیا لاشوں پر رقص کسی نیک روح کا کام بھی ہو سکتا ہے۔ یقیناً ہرگز نہیں! وہ بھی ایک وسیع و عریض گھنا جنگل ہی تھا لیکن درختوں پر نہیں۔ انسانوں پر مشتمل..... وہاں روحوں کا بسیرا نہیں تھا بستے تو زندہ انسان ہی تھے لیکن، عضوِ ضعیف، جرمِ ضعیفی'' کی سزا مرگِ مفاجات بھگت رہا تھا۔ جرمِ ضعیفی سے بھی بڑھ کر ان کا جرم اقرارِ توحید تھا۔

اللہ کی واحدانیت کا اقرار اور بدروحوں کے سردار ابلیس سے برداشت ہو، یہ بھلا کیسے ممکن ہے؟

نیزوں، کرپانوں اور برچھوں کے بل پر عضوِ ضعیف پر خوب ستم ڈھائے گئے۔ جرمِ توحید کے ان مجرموں کو آگ میں زندہ جلایا گیا۔ احساس کے کانوں سے سنیں تو آج بھی ان کے جلتے ہوئے جسموں کے چیخنے کی آوازیں ہمارے کانوں تک پہنچ رہی ہیں۔

اس کشمکش چراغِ مصطفوی اور شرارِ بولہبی میں نہ جانے کتنے بچے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے، کتنی لڑکیاں عصمتیں گنوا بیٹھیں، کتنی مریم، عائشہ، فاطمہ، خدیجہ، جگ جیت سنگھ، دلیپ سنگھ اور ششی کمار منوہر لال کے ہاتھوں اغواء ہو کر اپنی شناخت کھو بیٹھیں۔

کتنے ہی جوانوں اور بوڑھوں نے اپنے لہو سے اس کشمکش میں فروزاں کی جانے والی شمعوں کا اضافہ کیا۔ انسانوں کے جنگل کو تیرگی اور جنگل کے قانون ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' سے نجات دلانے کی کوشش میں نہ جانے کتنی جانوں نے اپنے لہو سے مشعلیں جلا کر اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے نشان کا تعین کیا۔

ان کا تعلق جنگل کے مشرقی حصے سے تھا، مغربی حصے سے، شمالی حصے سے تھا یا جنوبی حصے سے ان کی پہچان ایک تھی، اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ..... ''مومن بھائی بھائی ہیں'' (الحجرات) ان کی علاقائی زبانیں متفرق تھیں لیکن ان کی زبان ایک تھی۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ..... اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں

ان کا لباس ایک تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾

"اور تقویٰ کا لباس ہی بہترین ہے"۔(الاعراف:۲۶)

اس جدوجہد میں ان کا زادِراہ بھی ایک ہی کرنسی سے تعلق رکھتا تھا۔

﴿اِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾

"پرہیزگاری کا زادِراہ بہترین زادِراہ ہے"۔(البقرہ:۱۹۷)

ان کی شاہراہ بھی ایک تھی۔

﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾

"ان لوگوں کی شاہراہ جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ ان کی جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا"۔

ان کی منزل ایک تھی۔

﴿حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾

"یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور اللہ کا دین غالب آجائے"۔(البقرہ:۱۹۳)

ان کی خواہش اس جنگل میں موجود من مانے قوانین کی سنگلاخ چٹانوں کو ایمان کے ڈائنامیٹ سے پاش پاش کر کے ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ (یوسف)(حکمرانی صرف اللہ ہی کی ہے") کا علم بلند کرنا تھی۔

ان کا مقصد اس جنگل میں شمعِ توحید کے پروانوں پر زبردستی مسلط کی جانے والی غیر اسلامی ثقافت، اخوت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، عفو، درگزر، لغویات سے اعراض، جھوٹ، نفرت، کی بجائے سچائی اور محبت، کرپشن کی بجائے دیانت، فحاشی کی بجائے حیاء کے خوشبودار پودے بو کر ساری فضا کو معطر کر دینا تھا۔

ان کا مطمع نظر، جنگل میں موجود ان تمام کھائیوں کو اپنے عزم و استقلال اور دین پر ثبات سے بھر دینا تھا۔ جن میں گر کر انسان اللہ سے غافل ہوتے ہوئے نفسانی خواہشات کی میں گھر جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی کوشش اس جنگل میں جابجا تنے ہوئے سودی معیشت کے جالوں کی صفائی تھا جن کی گندگی کو برقرار رکھنا اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے مترادف ہے۔

اور پھر..... ان کے دلوں میں اپنے حصے میں آنے والے قطعہِ ارضی کو جنت ارضی بنانے کی بے شمار آرزوئیں پنہاں تھیں۔ وہ اسے صحیح معنوں میں اسلام پر عمل کا نمونہ بنانا چاہتے تھے۔ نہ جانے انہوں نے کتنے ارمانوں سے اس کا نام پاکستان رکھا تھا۔ یہ نام ان کی امنگوں کا ترجمان ہے۔ وہ اسے تمام غیر شرعی امور سے پاک دیکھنا چاہتے تھے۔

مگر..... پچاس سال گذرنے کے بعد اس کے ہر طرف نفرت کی آگ..... اسلامی نظام کے نفاذ کی بجائے اس کی سرعام مخالفت..... قصاص و دیت، حدود آرڈی ننس کے خلاف سڑکوں پر مظاہرے..... حکومت کو اسلامی نظام کے نفاذ پر مجبور کرنے کے لیے نہیں۔ ایسا کرنے سے روکنے کے لیے ہڑتالیں، ملاوٹ، بدعنوانی، قتل و غارت گری، بھکاریوں کی کثرت، گندگی، ڈکیتیاں، اغواء عزتوں کی پامالی، بچوں کی معصومیت کا ذرائع ابلاغ کے ذریعے قتل، حیاء کو حرفِ غلط کی طرح مٹانے کی کوشش، غیر اسلامی ثقافت کے استقبال کے لیے پھیلے ہوئے بازو، غیروں سے مستعار لیے ہوئے افکار و نظریات، سودی معیشت کی حمایت کے ذریعے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے عملی اعلان مخاصمت اور پھر بھی دعویِ اسلام بدستور.....

وہی آلاتِ موسیقی جن سے دنیا کو پاک کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کو بھیجا گیا ان کا ہر گلی کوچے میں خوب شور اور پچاس سال میں اسلامی نظام کے حوالے سے (جو شہداء کی شہادتوں کا مقصدِ اولین و آخرین تھا) کوئی پیش رفت مستقل سوالیہ نشان ہے۔

گولڈن جوبلی پر منائے جانے والے لوک میلوں کے اجزائے ترکیبی، مرد و زن کے بے محابا اختلاط، جگت بازیوں، رقص موسیقی، کے علاوہ اور کیا ہیں۔ اشتہارات، بینرز اور فلموں کے پوسٹر فنکاروں کے بیش قیمت خصوصی ملبوسات، لوک میلوں میں اپنے انداز میں خوشی کے مظاہرے، شمشیر و سناں کے بجائے طاؤس و رباب ہاتھوں میں تھامے نوجوان نسل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بکھرے ہوئے لمبے بال، عجیب وغریب حرکتیں.....(اس شخص کی مانند جسے شیطان نے چھو کر خبطی کر دیا ہو۔ بقرہ) کے مجسم نمونے.....رقص وموسیقی میں مست۔ اپنے قیام کے ۲۳ سال بعد ہی اپنے ایک بازو سے محروم ہو جانے والے اس ملک کی گولڈن جوبلی کے پروگرام اپنے عروج پر ہیں۔ اور.....

دور.....کہیں افق سے بے شمار آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ یہ آنکھیں اپنے خوابوں کے لٹ جانے پر آزردہ، دل شکستہ اور نوحہ کناں ہیں۔ ان میں ان والدین کی آہیں ہیں جو اپنے ہاتھوں میں اپنے کم سن بچوں کی لاشیں لیے ہوئے ہیں جو انہوں نے اس راہ میں قربان کر دیئے۔ لڑکیوں کے ہاتھوں میں عصمتوں کی تار تار ردائیں ہیں۔ بوڑھوں کے ہاتھوں میں پاؤں تلے روندی جانے والی، عزت ووقار، کی داستانیں ہیں۔ نوجوان اور بچے اپنے ہاتھوں میں ان کی خواہشوں اور خوشیوں کی تصاویر تھامے ہوئے جو اس منزل کو پانے کے لیے خاک چھانتے ہوئے پیوندِ خاک ہوئیں۔ ان کی آنکھوں کے آئینے میں گولڈن جوبلی کے تمام مناظر منعکس ہو کر نظر آرہے ہیں لیکن ان آنکھوں میں رقاصاؤں، موسیقاروں کے پاؤں تلے بچھے ہوئے مخملیں قالین سے سرخ ہیں۔ تاریخ کی سکرین پر اس ٹرک کا منظر ابھر رہا ہے۔ جو 1947ء میں مہاجرین کو پاکستان میں مسلم لیگی رہنما شمیم جالندھری کے اس بیان کے مطابق ٹرک ''یہ پاکستان کی سرزمین پر صرف اپنے پہیوں کے نشان ہی ثبت کرتا نہیں آیا، وہ انڈیا سے پاکستان ان زخمیوں کے جسم سے چھوتے ہوئے فواروں پر مشتمل سڑک کے ساتھ ساتھ خون کی ایک لکیر کھینچتا ہوا آیا۔ یہ لکیر غیر اسلامی قانون کے خون کا فدیہ دے کر آزادی کی تحریر تھی۔''

گولڈن جوبلی منانے والوں کی نظر میں انہیں اپنی آزادی کی خوشی منانے کا حق ہو تو ہو لیکن اللہ کے قانون کی سربلندی کے لئے جان دینے والے افراد کی لاشوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ ان کا خون آہستہ آہستہ بڑھتا جا رہا ہے۔.....ان میں کشمیری، قبرصی، بوسینائی، چیچنائی، ہندوستانی مسلمانوں کا خون شامل ہو رہا ہے۔ مشرق سے مغرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے، شمال سے، جنوب سے..... آزاد مسلمانوں کی ملی غیرت کو صدا دیتا ہوا مظلوم مسلمانوں کا خون.....!

شہداء کی آنکھوں میں اس خون کو ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں تبدیل ہوتے دیکھنا مشکل نہیں، دور افق کے پار گولڈن جوبلی کے منظر کا نظارہ کرنے والی ان آنکھوں کی پتلیوں میں حقیقت کی نگاہوں سے جھانکیں تو کچھ اور ہی منظر نظر آتا ہے۔

شہداء کے خون سے رنگین قالین اور ان پر قیام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے والی لاشوں کا ڈھیر .....ان کے مقاصد سے ہماری غداری اور گولڈن جوبلی پروگراموں کی شکل میں ان لاشوں پر ہمارا رقص.....اور پھر وہی.....چشمِ تصور میں انسانوں کا گھنا جنگل .....اللہ کے قانون کی بجائے، جنگل کا قانون ....روشنی کے سرچشمے، اسلام سے محرومی کی اندھیری رات.....شہداء کی لاشوں پر رقص.....شیطان کی مکروہ آوازوں کی بازگشت (رسول ﷺ کی ایک حدیث کے مطابق موسیقی شیطان کی آواز ہے).....آزادی کے پچاس سال بے مقصد مکمل ہونے پر خوشی اور بے نیازی کے قہقہے اور.....دور.....افق سے مسلمانوں کی بدنصیبی، بے حسی اور غفلت پر گونجتی ہوئی صدائے احساس!

﴿تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا﴾ (النجم)

''تم (بے شرموں کی طرح) ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم گاتے بجاتے ہو، اللہ کو سجدہ کرو اور اس کی بندگی بجالاؤ''۔

(یہ آیت سجدے کی ہے اس کو پڑھ کر سجدہ کیجئے۔ اگر یہ مضمون آپ پر کوئی تاثر چھوڑنے میں کامیاب ہوا ہے تو یہ اس کا اولین ثبوت ہوگا، اللہ کرے یہ سجدہ عبادت کے سفر میں سنگِ میل ثابت ہو)۔

(۲۱ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ۔ یکم اپریل ۱۹۹۷ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آہ!

(لیڈی ڈیانا کی موت پر)

اس دن وہ غیر معمولی طور پر دکھی تھی۔ آنکھیں اشکبار، دل بجھا ہوا، زرد رنگت، ہونٹ کسی شدید کرب سے بھنچے ہوئے۔ دل شیشے کی طرح کرچی کرچی تھا۔

نگاہیں زمان ومکاں کی حدود سے ماورا، حالات پر جمی تھیں۔ آنکھوں کی پتلیوں میں واقعات منعکس ہوکر نظر آرہے تھے۔ مگر وقتاً فوقتاً آنسوؤں کی دھندلی چادر اس پردۂ سکرین کے سامنے تن کر منظر غائب کر دیتی۔ وقفے وقفے سے نظر کے تسلسل میں خود بھی بہہ رہی تھی۔ گلیوں کوچوں میں ایک ہی تصویر کا سیلاب تھا۔ ذہن صرف ایک ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ دل ایک ہی کے بارے میں دھڑک رہا تھا۔ مذہب اور اخلاق سے بالاتر ہوکر ''اسلامی'' جمہوریہ پاکستان کے عوام کے حواسوں پر ایک ہی صورت چھائی ہوئی تھی۔ اس دکھیا کے لبوں پر مصورِ پاکستان کی حسرت ''ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے'' دم توڑ رہی تھی جب کہ حالات ''یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود'' کی نمائندگی کر رہے تھے۔

ان کے دل جس کے لئے دھڑک رہے تھے۔ وہ ان کی اپنی نہیں تھی۔ نہ ہم وطن، نہ ہم مذہب، نہ ہم فکر..... ان کی گلیوں کوچوں میں جس تصویر کا سیلاب تھا وہ ان کی ثقافت کی نمائندہ نہیں تھی۔ ان کی اپنی ثقافت تو ''لباس التقویٰ'' (تقویٰ کا لباس) کی عبارت پر مشتمل تھی مگر..... اس تصویر کے بیشتر حصوں میں عریانی، عریاں ہوکر انہیں دعوتِ فکر دے رہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ مگر آہ.....!''حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے۔''

ان کے ذہن جس کے بارے میں سوچ رہے تھے اس کی زندگی کے ادوار فحاشی، بدکرداری اور بداخلاقی کے تعفن میں اس قدر لتھڑے ہوئے تھے کہ مدعیان اسلام کی حالت پر نوحہ کناں ''روح انسانیت'' کو اپنی ناک پر رومال رکھنا پڑا۔ دوسری طرف کوتاہ بین صحافی ''ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو'' کے عنوان دے رہے تھے۔

اس دن ان کا وقت جس کی باتوں کے لئے وقف تھا، اس کی قوم، ان کی تیرہ سو سالہ تاریخ عروج کا دھارا زوال کی پستیوں کی طرف موڑنے کا سبب بنی تھی مگر ان کی ''وسعتِ ظرفی'' کی داد دیجئے کہ وہ آج اسی قوم کی ایک بیٹی کے خود ساختہ اندوہناک غم میں مبتلا تھے۔

روحِ انسانیت کے دل پر نقش کلام الٰہی کے الفاظ:

﴿يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ﴾

''وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور ذلیل وخوار ہوں''۔

انہیں اپنے بلند مرتبے اور اس قوم (اہل کتاب) میں تفاوت کا احساس دلانا چاہتے تھے مگر آہوں اور سسکیوں میں کون اس صدا پر کان دھرتا۔ ادھر مصورِ پاکستان کی روح اپنے کلام کی صورت میں پاکستانیوں کو اپنے دل کے زخم دکھا رہی تھی۔

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئینِ مسلّم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارا

تجارت کے نام پر ہندوستان پر قابض ہو کر اس کے علمی اور اقتصادی خزانے سے اپنے خزانے بھر کر اسے کنگال کرنے والی قوم کے دانشور اخبار میں چھپی، اس عورت کی مسکراتی

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عریاں تصاویر کے آئینے میں مسلمان قوم کے ایمانی اور اخلاقی دیوالیہ پن پر مسکرا رہے تھے۔

اس کی آخری رسومات کے روز مرنے والی کی قوم خالق انسانیت کے حکم کے مطابق مسلمانوں کو جزیہ دینے کی بجائے ان سے جزیہ وصول کر رہی تھی۔ ثقافتی خراج وصول ہو رہا تھا۔ جاہل افراد اپنے آپ کو "کوے" کی حیثیت دے کر "ہنسوں" کی چال سیکھنے کے نئے گُر دریافت کر رہے تھے۔ وہی لباس ..... وہی گفتگو، انگریزی الفاظ زبردستی گفتگو میں ٹھونسنے کی کوشش.....!

مالِ خراج وصول ہو رہا تھا۔ اخبارات کے اس کی موت پر شائع شدہ ضمیمے دھڑا دھڑ بک رہے تھے۔ شیطان ایک تیر سے دو شکار کر رہا تھا۔ مسلمان کی جیب خالی ہو رہی تھی اور دوسری طرف بقول اقبال وہ عورت ۔

شرف میں بڑھ کے ثریا سے ہے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درمکنوں

عریانی کی ذلت اختیار کر کے دو دو روپے میں بک رہی تھی۔ اس روز پورے صفحے پر تصاویر چھائی ہوئی تھیں[1]۔ خبر تو وہی تھی جو اس سے قبل ٹی وی وغیرہ کے ذریعے موصول ہو چکی تھی۔

اس دن جاہل عوام کی اکثریت کے آنسو اس عریاں صورت کے لئے بہہ رہے تھے جس کی عریانی پر اس کے ہم وطنوں کو بھی بسا اوقات ناگواری کا اظہار کرنا پڑا۔

وہ حواسوں پر اتنی چھائی ہوئی تھی کہ اس کی خامیاں بھی خوبیاں بنا کر پیش کرنے کے کھینچا تانی جاری تھی۔ اخبارات اس کے حقانیتِ اسلام کے اعتراف پر مبنی بیانات دے کر ایسا تاثر قائم کر رہے تھے گویا وہ مسلمان ہو چکی تھی یا ہونے والی تھی، بعض جگہ غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی اور قرآن خوانی کی گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالمِ برزخ میں جانے اس ناانصافی پر اس کا ہم وطن عیسائی مصنف کس قدر پیچ و تاب کھا رہا ہوگا جس نے اپنی کتاب ،دنیا کی سو عظیم شخصیتیں میں عیسائی ہونے کے باوجود سرفہرست رسول ﷺ کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کو تیسرے نمبر پر رکھا تھا۔مگر اس کا نمازِ جنازہ پڑھانا تو کجا،نام سے بھی کوئی واقف نہیں۔

" نَهي عَنِ الْمُنكَرِ "(برائیوں سے روکنے)کے فریضے کی ذمہ دارامت خود "منکر" کے دھارے میں بہہ رہی ہے۔ آخری رسومات کے روز عہد سابقہ کی بت پرست اقوام کی روش پر انبیاء کی سرزنش

﴿مَاهٰذِهِ التَّمَاثِيْلَ الَّتِيْ اَنْتُمْ لَهَا عَا كِفُوْنَ﴾

''یہ کیا تصویریں ہیں جن کے تم یوں گرویدہ ہو رہے ہو''۔(سورة انبیاء)

کے مخاطبین میں پاکستانی قوم زوروشور سے اپنا نام لکھوا رہی تھی۔

ٹریفک رک چکی تھی۔ضروری کام چھوڑے جا چکے تھے،تماثیل (ٹی وی) کے سامنے پوری قوم یکسو ہو کر بیٹھی تھی۔یہ قوم کی جانب سے اپنی تباہی کی ذمہ دار مملکت برطانیہ کے لئے اپنے قیمتی وقت کا خراج تھا۔

اس دن سے لے کر کئی دن تک اخبارات کے کئی کئی صفحات اس کی تصاویر اور خبروں کے لئے مخصوص تھے۔صحافی اسے اللہ والی ہستیوں میں سے قرار دے رہے تھے۔

یہ مسلمان قوم کی جانب سے اپنے قلم اور سب سے قیمتی دولتِ ایمان کا خراج تھا۔جن کی ٹھوکر سے کبھی صحرا و دریا دونیم ہوتے تھے،جن کی ہیبت سے پہاڑ سمٹ کر رائی بن جایا کرتے تھے۔وہ ایک عورت کے لئے اپنی تمام تر دولتِ ایمان سے بخوشی تہی دامن ہو رہے تھے۔

پردے کا حکم دی جانے والی امت کی صحافت اس عورت کی عریانی کو بڑھ چڑھ کر پیش کر رہی تھی۔با حجاب عورتوں کو بھی دیکھ کر نگاہیں جھکا لینے کا حکم دی جانے والی امت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں میں ایک سے بڑھ کر ایک عریاں تصاویر تھیں۔ اور پھر اس پر مستزاد..... شرمناک تبصرے۔

''روح انسانوں کی اس پستی پر شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی''۔

نوجوان مختلف زاویوں سے تصاویر دیکھ کر اس کی عریانی کا ایک ایک زاویہ ہمیشہ کے لئے آنکھوں کی پتلیوں میں محفوظ کر لینا چاہتے تھے۔

ذہن اور سوچ کی پاکیزگی کے علمبردار دین کے نام لیواؤں کے ذہن ماضی اور حال کے آئینے میں اس کے مختلف سکینڈلز کی یادوں کے پرت پلٹ رہے تھے۔ جن میں فحش مناظر قدم قدم پر موجود تھے۔

بڑے ہی کیا، بچوں کی معصومیت بھی اس کی نذر ہو رہی تھی، سکول، کالج، یونیورسٹیاں سب اسی کے تذکرے سے معمور تھے اور پھر..... اس واقعے کو ابھی سات روز ہی گزرے تھے کہ حالات کی سکرین پر ایک اور تصویر نمودار ہوئی۔ یہ بھی ایک عورت کی موت تھی۔ سابقہ مرنے والی اور اس میں کئی امور مشترک تھی۔

یہ بھی عورت تھی اور وہ بھی..... یہ بھی خالق انسان کے ''انسان'' کے لئے منتخب کردہ دین کی پیروکارنہ تھی اور وہ بھی۔ دونوں بین الاقوامی شہرت کی حامل تھیں۔ دونوں کی دولت کا ڈنکا پوری دنیا میں بج رہا تھا مگر..... ان میں ایک بھرپور جوانی کے عالم میں تھی جب کہ دوسری عمر کی آخری دہلیز کو چھو رہی تھی۔

ایک کی عریانی ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر رہی تھی تو دوسری اپنی ہم مذہبوں میں پاکیزگی کا حوالہ تھی۔ ایک کو دیکھ کر لوگوں کی نگاہیں احترام سے جھک جاتیں تو دوسری کے چہرے پر ہوس ناک نگائیں جم جاتیں۔ ''حسن کی دیوی نہ خاک سو گئی'' الوداع حسن کی دیوی الوداع'' کی سرخیاں اسی روش کا ایک نمونہ ہیں۔ ایک ایک کردار عفت کے حوالے سے اپنے لباس کی طرح بے داغ اور سفید تھا، جبکہ دوسری کی شہرت کا سبب اس کے کردار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے داغ دار پہلو تھے۔

ایک نے مذہبی روایات کے مطابق تجرد کی زندگی بسر کی تو دوسری اس مذہب کی پیروکار ہوتے ہوئے عمر بھر اپنے لباس کی طرح بوائے فرینڈز بدلتی رہی۔ گویا اس کے نزدیک مرد کی حیثیت ایک کپڑے کی سی تھی۔ مہنگے سے مہنگے، خوبصورت، منفرد اور دلکش ڈیزائنوں کی تلاش میں ہمہ وقت سرگرداں، جب دل بھر گیا، کپڑا بدل لیا۔

دونوں نے فلاحی خدمات سرانجام دیں مگر ایک کی شہرت کی وجہ صرف اس کی فلاحی خدمات تھیں مگر دوسری کی فلاحی خدمات پر دوسری ''سرگرمیاں'' ہمیشہ غالب رہیں۔

اگر پہلے مرنے والی عورت کی مقبولیت کا سبب اس کی فحاشی اور بداخلاقی نہیں۔ بقول بعض کے فلاحی خدمات تھیں تو بعد میں مرنے والی عورت اس سے کہیں زیادہ اہمیت کی مستحق تھی۔ یوں بھی پہلے مرنے والی کو سات دن گزر جانے کی بناء پر کم اہمیت ملنا چاہئے تھی، جب کہ بعد میں مرنے والی کی خبر تازہ ہونے کی بناء پر زیادہ اہمت کی متقاضی تھی مگر جن کے ہاتھوں میں پاکستانی عوام کی ڈور ہے وہ بقول اقبال ؎

چشمِ آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ، بدن کو بیدار

''روح'' کی خوابیدگی اور بدن کی بیداری کا عمل کیسے ست پڑنے دیتے۔ چنانچہ بعد میں مرنے والی کو پہلے مرنے والی کے مقابلے میں ایک فیصد بھی اہمیت نہ مل سکی۔

اسی روز اخبار میں ایک کارٹون چھپا جس میں تین بجھتے دیئے دکھائے گئے تھے۔ پہلے کے نیچے نصرت فتح علی خان، دوسرے کے نیچے ڈیانا اور تیسرے کے نیچے مدر ٹریسا لکھا تھا۔ اور اوپر دکھی ''انسانیت'' ان کے غم میں روتی دکھائی گئی تھی۔ پاکستانی عوام کے ذہن کی عکاسی دیکھ کر روحِ انسانیت کے دل کا گھاؤ مزید گہرا ہو گیا۔

''غلبہ دین'' کی عظیم فکر کی حامل امت کو ایسے گھٹیا تفکرات میں مبتلا دیکھ کر اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دماغ پر پریشانی کے ہتھوڑے برسنے لگے۔

اس کے سامنے، جن ہاتھوں کو زمین کی خدمت کا بوجھ اٹھانا تھا۔ وہ منہ مانگی قیمت پر خریدے ہوئے ڈش انٹینوں کے بوجھ اٹھائے اس عورت کی آخری رسومات دیکھنے گھروں کا رُخ کر رہے تھے۔ روح انسانیت کی آنکھیں۔

ایک تیری دید کی طلب کے ذوق وشوق نے
بچا رکھا ہے آنکھ کو خیانتِ نگاہ سے

کی مثالیں دیکھنے کو بے تاب تھیں۔ مگر نام نہاد پاکستانی مسلمانوں کی آنکھیں عورتوں کی تصاویر پر اکتفا کر رہی تھیں۔

جن زبانوں کو عظیم ترین ہستی خالقِ کائنات کی یاد سے تروتازہ رہنا تھا۔ وہ ایک ایسی عورت کے ذکر سے آلودہ تھیں۔ جو خالقِ انسانیت کے قانون کے مطابق سنگساری کی مستحق تھی۔ اللہ کی عبادت کرنے والوں کو ڈیانا اور اس کے سکینڈلوں میں ملوث مردوں کی تصاویر دیکھنے میں منہمک دیکھ کر روح انسانیت کو عہد جاہلیت میں ''اساف اور نائلہ'' کی پرستش یاد آرہی تھی۔ بقول علامہ اقبال۔

وہ مذہب تھا اقوامِ عہدِ کہن کا
یہ تہذیب حاضر کی سوداگری ہے

تہذیب حاضر کا پھندا آہستہ آہستہ امت مسلمہ کی گردن کے گرد تنگ ہوتے دیکھ کر روح انسانیت کیسے کیسے تڑپ اٹھی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام کی آنکھوں میں ڈیانا کے لیے آنسو اسے اس کے ان ہم مذہبوں کی یاد دلا رہے تھے جن کے آنسوؤں کی تعریف خود خالقِ انسان نے کی۔

﴿وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ. وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ مَا جَآءَ نَا مِنَ الْحَقِّ﴾

''اور جب وہ اسے سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے ''حق'' کو پہچان لیا وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم مسلمان ہوں گئے، ہمیں بھی (حق کی) گواہی دینے والوں میں لکھ لیجئے اور ہمارے پاس کون سا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور حق پر جو ہمیں پہنچا ایماں نہ لائیں''۔(المائدہ :۸۳)

مگر اللہ کے خصوصی رحمت یافتہ ''پیدائشی'' مسلمانوں کو ''حق'' سے یوں برگشتہ ہوتے دیکھ کر روح انسانیت ان کے غم میں سسکیاں لے رہی تھی۔ عرصے سے ضبط آنسو، روح انسانیت کی آرزوؤں کے جگر کے خون کی صورت میں آنکھوں سے ٹپ ٹپ برس کر اپنا دکھ تحریر کر رہے تھے۔

آہ! بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

(جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۹۷ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذاق رات

مذاق رات کیا ہوتی ہے ؟ کیسی ہوتی ہے ؟ یقین جانیے! اپنے مضمون کا یہ عنوان باندھنے کے باوجود اس کے متعلق علم سے ہم بھی اتنے ہی کورے ہیں جتنے کہ آپ، اس کے متعلق بہتیرا دماغ کھپایا۔ مگر افسوس..... کوئی سرا ہاتھ نہ آیا، کبھی ذہن میں آتا کہ شاید جس رات مذاق زیادہ ہوتے ہوں گے اسے مذاق رات کہا جاتا ہے۔

اب آپ سے کیا پردہ؟ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شادی بیاہ یا کسی تہوار کے موقع پر سب رشتہ دار جمع ہوتے ہیں۔ مدتوں بعد مل بیٹھنے کا موقع ملتا ہے تو اسے غنیمت سمجھتے ہوئے یہ رات سنجیدہ مسائل کے حل میں گزار دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ اسے ''سنجیدہ رات'' کا نام بھی دیا جا سکتا ہے مگر پھر یہ مرکب کچھ زیادہ ہی سنجیدہ سا محسوس ہونے لگتا ہے اور سنجیدہ سے آج کل کی نئی نسل بہت ''الرجک'' ہے۔ ان پر یہ شعر بری طرح سوار ہے:

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

بہر حال اس سنجیدہ رات کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کی رات اکثر ہنسی مذاق میں گزرتی ہے۔ تمام ہم عمر الگ الگ بیٹھ جاتے ہیں پھر ساری رات ہی مذاق اور ہلکی پھلکی باتوں کا ساتھ ہوتا ہے اور وہ.....

لہٰذا ہماری تحقیق کے مطابق ایسی رات ''مذاق رات'' ہی ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ سمجھے آپ.....یعنی زیادہ مذاق ہونے کی وجہ سے اسے مجسم ''مذاق رات'' کا نام دیا جاسکتا ہے۔

مذاکرات بھی دراصل مذاق رات ہی کی ایک قسم معلوم ہوتی ہے۔مسئلہ کشمیر، فلسطین، مسئلہ بوسنیا یا بالفاظ دیگر مسلمانوں کے مسائل سے متعلق اقوام متحدہ سرکار کی سلامتی کونسل کے تحت ہونے والے ''مذاکرات'' کے حوالے سے اگر غور کیا جائے تو ''مذاکرات'' کا سرا ہاتھ آنے لگتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ''مذاکرات'' دراصل ''مذاق رات'' ہی تھے جنہیں کاتب صاحب نے اپنی ازلی عادت مبارکہ کے سبب ''مذکرات'' میں تبدیل کر دیا۔

یہ لطیفہ آپ نے سُنا ہی ہوگا کہ ایک مرتبہ ایک محترمہ نے درزی سے کپڑا سلوایا، کپڑا کاٹنے میں غلطی ہوگئی، اس نے کپڑا ویسے ہی سی لیا۔محترمہ لینے آئیں تو کپڑے کا ستیاناس دیکھ کر درزی پر برس پڑیں۔درزی بھی عرصہ دراز سے اسی دشت کی سیاحی کر رہا تھا، خواتین کا مزاج شناس تھا۔انہیں ٹھنڈا کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیگم صاحبہ یہ فیشن تو چند دن قبل ہی شروع ہوا ہے۔ بہت کم خواتین اس سے واقف ہیں، اسے پہن کر آپ جس تقریب میں بھی شرکت کریں گی آپ کا لباس سب سے منفرد ہوگا۔سب کی نگاہیں آپ پر ہوں گی''۔

بس پھر کیا تھا بیگم صاحبہ خوش ہوگئیں اور اس درزی کی غلطی کی برکت سے یہ فیشن چند ہی دنوں میں سارے شہر میں چل پڑا۔یقین مانئے ہمیں اس معاملے میں ایسا ہی چکر لگتا ہے۔ کاتب صاحب نے اپنے شریر چابکدست قلم سے ''جوئے بار'' کو ''جوئے باز''۔''سرکاری عمارت'' کو ''سرکاری عورت''، کسی کی وفات کو ''عظیم سانحہ'' قرار دینے کی بجائے ''عظیم افسانہ'' قرار دے سکتے ہیں تو ''مذاق رات'' کو مذاکرات جو ''مذاک رات'' کی دوسری شکل ہے کیوں نہیں بنا سکتے''۔صرف ''ک'' ہی کا تو فرق ہے اس سے انہیں کیا سروکار کہ اتنے سے فرق سے قلب (دل) کلب (کتا) بن جایا کرتا ہے۔

دیکھئے نا! مذکرات دراصل اس بیٹھک.....اوہ معاف کیجئے گا یہ لفظ تو اب آؤٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آف ڈیٹ (Out of Date) قرار پا چکا ہے اس سیٹنگ یا میٹنگ کو کہتے ہیں جس میں ملکوں کے سربراہان یا اعلیٰ وزراء باہمی دلچسپی یا متنازعہ امور پر تبادلہ خیال کرنے بیٹھیں مگر تمام وقت غیر ضروری باتوں اور بحث وتمحیص میں گزار کر اٹھ جائیں۔ گویا

نشستند و گفتند و برخواستند

اور پھر اٹھتے ہوئے ان ''مذاکرات'' یا ''مذاق رات'' کا نتیجہ اپنے حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے صحافیوں کے حوالے کر دیں۔ ان مذاکرات کے نتیجہ کی دو صورتیں ہوتی ہیں جن کا اعلان ان الفاظ میں کیا جاتا ہے۔

''خوشگوار ماحول میں باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا گیا اور ایک دوسرے کو تعاون کا یقین دلایا گیا''۔ دوسری صورت میں ''مذاکرات ناکام کسی بھی نکتے پر اتفاق رائے نہ ہو سکا''۔

پہلی صورت متنازعہ امور پر ہونے والے مذاکرات میں بہت کم پیش آتی ہے۔ ایسے حالات میں دوسری صورت عام ہے۔ ثبوت کے لیے اخبارات میں مسئلہ کشمیر، فلسطین اور اسی طرح کے دوسرے مسائل پر ہونے والے ''مذاکرات'' کی تفصیل دیکھئے! کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ عرصہ 54 سال سے ''سلامتی کونسل'' صاحبہ مسئلہ کشمیر پُر امن مذاکرات کے ذریعے حل کر رہی ہیں مگر نتیجہ.....وہی ڈھاک کے تین پات۔!

یہاں مذاکرات چل رہے ہیں جب کہ اس عرصہ میں کشمیر پر انتہائی بھیانک ''مذاق رات'' اپنے تمام تر اندھیروں، نحوستوں اور مصیبتوں کے ساتھ بسیرا کئے ہوئے ہے، ہمیں مذاکرات کی تاریخی تعریف کا علم تو نہیں، مگر وثوق سے اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ پہلے پہل یہ ''مذاکرات'' رات کو ہوتے ہوں گے۔ لہٰذا ان کا نام ''مذاق رات'' رکھا گیا۔ یعنی ایسی رات جس میں بات چیت کرنے والے طرفین کے عوام، زیر بحث مسئلہ اور اس رات کے ساتھ مذاق ہو۔

آہستہ آہستہ کاتب نے ''مذاق رات'' کو مذاکرات لکھنا شروع کر دیا جس طرح ت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے تو تا، آہستہ آہستہ سے طوطا بن گیا، اسی طرح مذاق رات بھی مذاکرات بن گئے۔

مندرجہ بالا بحث کے پس منظر میں ہم پرزور احتجاج کرتے ہیں کہ لفظ ''مذکرات'' کی تصحیح کی جائے اور اسے مذاق رات ہی لکھا اور پڑھا جائے۔ کم از کم مسلمانوں کے مسائل پر ہونے والے مذکرات کو تو ''مذاق رات'' ہی کہا جائے ان کو مذکرات کہنا تو دراصل مذکرات کے ساتھ بھیانک مذاق ہے۔ اس کی تائید بوسنوی مسلمانوں کے متعلق برطانوی وزیراعظم جان میجر کے اپنے خط کے درج ذیل اقتباس سے بھی ہوتی ہے۔

''ہمیں اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ کسی بھی اسلامی ملک یا اسلامی گروہ کی طرف سے بوسنیا کے مسلمانوں کو اسلحہ فراہم کرنے کی کوشش کامیاب نہ ہو سکے۔ اس مقصد کے حصول اور اس خطے میں صحیح صورت حال ظاہر ہونے تک ہم ہر ممکن کوشش کریں گے کہ بوسنیا کے حصے بخرے کریں، اس کو تباہ و برباد کریں اور ایک اسلامی ریاست جو یورپ کے اندر قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اس کے خاتمے تک جدوجہد جاری رکھیں۔ سابق یوگوسلاویہ میں جب تک صورتِ حال غیر یقینی ہے ہمیں اس بات کا اہتمام کرنا ہوگا کہ کوئی اسلامی ملک مغرب کی اس متفقہ پالیسی کی مخالفت نہ کر سکے۔ اس مقصد کے لئے وینس امن مذاکرات کا جھوٹا عمل تب تک جاری رہنا چاہئے جب تک بوسنیا ہرزیگووینا ایک کارآمد ریاست کی حیثیت سے اور اس کی آبادی اپنی زمین سے مکمل طور پر مٹا نہ دی جائے۔''

''مذکرات'' کے اسی تناظر میں ہم لفظ مذاق رات کی خدمت میں بھی پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے ساتھ اس سنگین مذاق کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے تمام اخبارات میں اصلی نام کے متعلق اشتہار شائع کرائے کہ

میرا نام کثرتِ استعمال سے بگاڑ دیا گیا ہے۔ میرا اصل نام ''مذاق رات'' ہے، آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا، پڑھا اور پکارا جائے، نوازش ہوگی۔

(۱۶ اگست ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۵ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Iyesha

وہ ہڑتال

(مئی ۱۹۹۵ء میں بے نظیر دورِ وزارتِ عظمیٰ کے دور میں گستاخانِ رسول ﷺ
عیسائی ملزموں کو بری الذمہ قرار دینے کے خلاف ہونے والی ہڑتال پر تاثرات)

آج سے چالیس پچاس سال قبل تک برصغیر پاک و ہند کے باشندے صرف تین قسم کی ہڑتالوں سے واقف تھے۔ ہڑتال طبقی، ہڑتال ورقی اور ہڑتال نغدی۔ یہ ہڑتالیں مختلف دواؤں اور کیمیا سازی کی تراکیب میں استعمال ہوتی تھیں اور ان سے واقفیت کا شرف بھی صرف اطباء حضرات ہی کو حاصل تھا۔

لیکن بھلا ہو انگریز صاحب بہادر کا کہ وہ جاتے جاتے اپنی بے شمار باقیات کے ساتھ ایک نادر تحفہ ہڑتال کا بھی دے گیا۔

علمی ہڑتال، فکری ہڑتال، سیاسی ہڑتال، مزدوروں کی ہڑتال، کلرکوں کی ہڑتال، تجارت کی ہڑتال، اساتذہ کی ہڑتال، قلم چھوڑ ہڑتال، پہیہ جام ہڑتال، واپڈا والوں کی ہڑتال.....غرض ہر طرف ہڑتال اور تو اور آخر اس وباء سے طلبہ کیوں محفوظ رہتے۔ آئے دن مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلبہ کی ہڑتال اپنے ساتھ خون خرابہ اور توڑ پھوڑ لیے آتی ہے اور چلی جاتی ہے۔ غرض ہڑتال کی اتنی قسمیں ہیں کہ انہیں گنوانا ہما شما کے بس کی بات نہیں۔

ان ہڑتالوں کی وجہ سے کچھ بھی ہو، یہ جائز مطالبات منوانے کے لئے ہو رہی ہوں یا ناجائز مطالبات منوانے کے لئے مگر یہ بات طے ہے کہ اس دور کو ہڑتالوں کا دور کہا جائے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلط نہ ہوگا۔

ان ہڑتالوں کے ساتھ ہی فریق اول یعنی حکومت انہیں رکوانے کے لئے اور فریق ثانی اسے کامیاب بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگانے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ ہڑتالوں کے انعقاد کا اعلان کئی دن قبل (مقررہ تاریخ سے) کر دیا جاتا ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے کئی انوکھے ہتھکنڈے اختیار کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ حکمران فریق، فریق ثانی کے افراد کی پکڑ دھکڑ میں مشغول ہو جاتا ہے۔

آخر مقررہ وقت پر ہڑتال ہوتی ہے مگر نتیجہ وہی ''ڈھاک کے تین پات'' یہ ایک حقیقت ہے کہ آئے روز ہونے والی ان بے شمار ہڑتالوں میں کوئی نہ کوئی ناکامی کی صورت نظر آتی ہے لیکن ایک.....انتہائی کامیاب ہمہ گیر اور انتہائی پیش آئند ہڑتال ایسی بھی ہے جو ان ہڑتالوں کی قطار میں نمایاں ہو کر نظروں کے سامنے آ کر رکتی ہے جس کے ہاتھوں میں تھامے ہوئے علم پر ایک عظیم نام لکھا تھا۔ وہ نام جس پر ہمارے ماں باپ قربان.....ہمارا خاندان ہماری زندگی قربان.....عبارت کچھ یوں تھی۔ ناموسِ رسالت محمد ﷺ نیچے لکھا تھا۔ ''ملی یکجہتی کونسل''

اس ہڑتال کی کامیابی پر اس کے منعقد کردہ علماء نے بڑے زوردار انداز میں بیانات کے ذریعے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اس ہڑتال کی کامیابی میں ان کی کوشش کارفرما ہے لیکن عقل پکار پکار کر کہتی ہے کہ نہیں!.....نہیں!

اس ہڑتال کی کامیابی میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ یہ ہڑتال ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مسلمانو! یہ تو صرف اس عظیم نام کا اعجاز ہے جس کی عظمت کے سائے تلے آج بھی تم سب آ جاؤ تو تم با آبرو ہو سکتے ہو۔ تم آج بھی کھویا ہوا وقار حاصل کر سکتے ہو۔ ایک اللہ ایک رسول اور ایک قرآن کو عملاً مان کر دیکھو، ہر باطل کے خلاف تمہاری ہڑتال کامیاب ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی۔ ہر طاغوتی طاقت تمہارے سامنے سرنگوں ہوگی۔ بقول اقبال ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اس ایک مرکز اور نقطۂ فکر پر متحد ہونے کے بعد تم اس دن کی کڑی باز پرس سے بچ سکو گے جس دن خود تمہارے اعضاء تمہارے خلاف ہڑتال کر دیں گے۔ ان کے ہاتھوں میں تمہارے اعمال نامے کا قرطاسِ اسود ہوگا۔ اسے لہراتے ہوئے وہ تمہارے جرائم کا پول کھول دیں گے۔ اس دن ہاتھ اپنے خلاف غلط استعمال پر دھواں دھار بیان بازی کر رہے ہوں گے۔ آنکھیں اپنے ذریعے کیے جانے والے گناہوں کی فرد جرم عائد کر رہی ہوں گی۔ دماغ اور دیگر اعضاء اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف اپنے استعمال پر صدائے احتجاج بلند کر رہے ہوں گے۔ یہ تمام اعضاء انسان کی ناانصافیوں پر مشتمل بینر پکڑے اللہ کے حضور میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو بطور ثبوت پیش کر رہے ہوں گے۔

اور انسان یقیناً اس دن سے بڑی بے بسی سے اسے کبھی سابقہ پیش نہ آئے گا۔ جب اسی جسم کے عیش وآرام کے لئے اس نے دنیا میں اپنی آخرت کو بھی داؤ پر لگا دیا تھا۔ اس کے خلاف گواہیاں دینے اور اپنے غلط استعمال پر احتجاج میں مصروف ہوگا۔

وائے حسرتا! جب انسان کی تمام امیدیں خاک میں مل چکی ہوں گی، صرف ایک ناکام! بے نام، موہوم سی تمنا باقی رہ جائے گی۔ وہ زبانِ حال وقال سے پکار پکار کر کہے گا۔

﴿يَالَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا﴾ (النبا: ٤٠)

''کاش میں مٹی ہوتا تاکہ اس صورتِ حال سے سابقہ نہ پڑتا''۔

(نومبر ۱۹۹۵)

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گوروں کا کالا مشروب

ہندوستان میں برسہابرس تک لسی اور دودھ مہمان نوازی کا لازمی جزو رہے۔ انگریزوں کی محکومیت نے لسی اور دودھ رخصت کر دیے اور ان کی جگہ چائے نے لی لی۔ انگریزوں کی آمد سے قبل ہندوستانی اس نام سے بھی نا آشنا تھے۔ گرم ملک اور کھانے پینے میں طبی خواص کو مدنظر رکھنے والے ہندوستانیوں کے مزاج کے علی الرغم اسے کامیاب تشہیر کے ذریعے ان کی بنیادی ضرورت بنا دیا گیا۔ اس کا پہلا اشتہار تھا۔ ''گرم چائے کے ہر گھونٹ کے ساتھ گرمی دور''۔ پہلے پہل تو یہ خیال صرف چائے متعارف کرانے والوں کا تھا لیکن آج برصغیر کا ہر فرد اس کا اسیر ہو چکا ہے۔ ہماری گوری لسی کی جگہ کالی چائے تو برطانوی گوروں کا تحفہ تھی۔ اسی دور میں امریکی گوروں کا جذبہ کرم فرمائی بھی جوش میں آیا، انہوں نے بھی ہندوستانیوں کو ایک کالے مشروب کا تحفہ عنایت کیا جس کا نام تھا ''کوکا کولا''۔

انیسویں صدی کے اواخر میں ایجاد ہونے والے اس مشروب کو ہندوستان میں رواج دینے کے لیے بلاشبہ گوروں کو خاصی محنت کرنا پڑی، ہندوستانی ثقافت اس کی مقبولیت کی راہ میں حائل تھی مگر انہوں نے بھی ہمت نہیں ہاری۔ کوکا کولا کے توصیفی کوپن چھپوا کر تقسیم کیے گئے۔ نام اور خاص اسٹائل رجسٹرڈ کروایا۔ آغاز میں اس کی قیمت انتہائی معمولی رکھی گئی۔ پرکشش تشہیر کے طریقے اختیار کیے گئے چنانچہ اسے مقبولیت حاصل ہو گئی۔ اس وقت دنیا کے تمام ممالک میں اس کی شاخیں قائم ہیں اس کی تقلید میں کئی مشروب بازار آئے مگر اس کے سامنے کوئی دوسرا چراغ نہ جل سکا۔ اگر کوئی مشروب مقبول ہوا بھی تو جلد ہی کوکا کولا نے اس کو مات دے دی۔

مہمان نوازی کی دنیا پر بلاشرکت غیرے اس کا راج ہے۔ دفتر ہے تو کوک، گھر ہے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوک، شادی تو کوک، دعوت ہے تو کوک..... کبھی دودھ سوڈا اسیون اپ یا ٹیم سے بنایا جاتا تھا۔ مگر اب اس پر بھی کوک ہی کا تسلط ہوتا جا رہا ہے۔ ۲۴ اگست ۱۹۶۳ء میں بزنس ویک کی رپوٹ کے مطابق دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں روزانہ سات کروڑ پچاس لاکھ بوتلیں فروخت ہوتی تھیں آج چھتیس سال گزرنے کے بعد یہ تعداد کئی گنا بڑھ چکی ہے۔ (زہر لذیذ)

پاکستان میں ہر جگہ دیواروں، ہوٹلوں، اور دکانوں پر کوکا کولا اور اس سے ملتے جلتے مشروب پیپسی کا ہی اشتہار نظر آتا ہے۔ میزبانی کے مخصوص لوازمات ملکی اور مذہبی ثقافت کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو دودھ اور شراب پیش کیے گئے تو آپ ﷺ نے اپنے لیے دودھ پسند فرمایا، جس پر جبرئیل علیہ السلام نے دودھ کی اور خود آپ کی تحسین فرمائی کہ آپ ﷺ نے فطرت کو پسند کیا ہے اگر آپ ﷺ شراب اٹھا لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

گویا دودھ ہماری دینی ثقافت کا اہم اور مسنون جزو ہے، اس کی دوسری شکل لسی بھی ہمارے ہاں مہمان نوازی کا ایک خاص جزو رہی ہے۔

اس کے مقابلے میں کوکا کولا ایک امریکی صنعت ہے۔ جامعہ کراچی کے جریدے ''تشہیر'' نے اس کے ثقافتی اثرات کا جائزہ یوں لیا ہے:

اگر معاشرے پر کوکا کولا کے اثرات کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ امریکہ دنیا کا غالباً واحد ملک ہے جس نے دنیا کے تقریباً ہر ملک میں اپنی اہمیت و حیثیت کو دوسرے طریقوں کے ساتھ ساتھ اپنی ثقافت کے ذریعے قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے..... امریکہ نے ..... اپنی ثقافت کو اس غیر محسوس انداز میں روشناس کرایا کہ آج کثیر ممالک امریکی کلچر کے نرغے میں پھنس چکے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی اپنی ثقافت ان کے اپنے لیے ثانوی حیثیت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ امریکہ نے دوسرے طریقوں کے ساتھ ساتھ اپنی ثقافت کو روشناس کرانے کے لیے کوکا کولا کا انتخاب شاید اس لیے کیا کہ یہ اس کی مشہور و معروف پروڈکٹ ہے۔ اس مقصد کے لیے دنیا کے چھوٹے بڑے تمام ممالک میں کوکا کولا کمپنیاں قائم کی گئیں۔ پھر اس کی تشہیر کے لیے ہر دور میں اس طرح کے اشتہارات دیئے گئے جن سے امریکی ثقافت کا پرچار ہوتا ہے۔ مثلاً پی ٹی وی پر (ہر لمحہ کوکا کولا Always

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(Coca Cola کے سلوگن کے ساتھ چلنے والا اشتہار مکمل طور پر امریکی کلچر کی عکاسی کرتا ہے۔ بالکل اسی انداز کے اشتہار دنیا کے بیشتر ممالک میں صرف زبان اور ماڈلز کے فرق کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں۔ (ص ۶۰، از شازیہ فخری، ہر لحہ کوکا کولا)

اس مضمون میں کوکا کولا کے دو اشتہارات دیئے گئے ہیں جن سے اس نقطۂ نظر کی تصدیق ہوتی ہے۔ ایک ۱۹۴۳ میں پیش کیا جانے والا Universal Symbol of the Amercan way of Life ---- Coca Cola اور دوسرا ۱۹۷۵ء میں پیش کردہ اشتہار Look up America see what we have got

ہمارے ہاں بوتل کو منہ لگا کر پینا بدتہذیبی تصور کیا جاتا تھا مگر گوروں کی محکومیت سے ''جو تھانا خوب بتدریج وہی خوب ہوا'' کے مصداق تہذیب کا معیار بدل گیا۔ ان کی تقلید میں بوتل کو منہ لگا کر پینا اعلیٰ تہذیب کی علامت بن گیا۔ اسلام نے مسلمانوں کو بیٹھ کر پانی پینے کی ہدایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا تو فرمایا ''قے کر دو!'' اس نے عرض کیا! ''کیوں''؟ آپ ﷺ نے فرمایا! کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ بلی تمھارے ساتھ پانی پیئے۔ اس نے کہا ''نہیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''بلی سے بدتر چیز شیطان نے تمھارے ساتھ پیا ہے''۔ (مسند احمد، بروایت ابو ہریرہؓ)

کوکا کولا کے اشتہارات نے کھڑے ہو کر پینے کی مثال پیش کی۔ جس کے کامیاب اثرات نے مسلمانوں کے ذہنوں سے کھڑے ہو کر پینے کے فعل کی کراہت کا احساس مٹا دیا، چنانچہ اب ٹی وی میں قومی ثقافت کے مزعومہ نمائندے کھلاڑی بوتل کو منہ لگا کر کھڑے ہو کر پیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اس پس منظر میں یہ تجزیہ غلط نہ ہوگا کہ امریکی نیو ورلڈ آرڈر کی پیش بندی کے لیے کوکا کولا کی ثقافتی حیثیت ایک ایسے فیل پا کی سی ہے جس نے ہماری ثقافت کو اپنے پاؤں تلے روندنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اب ہمیں اپنے سفید مشروب لسی میں بے شمار نقائص نظر آنے لگے ہیں اور ہم گوروں کے مشروبات ''چائے'' ''کوکا کولا'' ''پیپسی'' اور ''کافی'' کی کالی زلفوں کے اسیر ہو گئے ہیں۔

طبی پہلو:

آیئے! ذرا ان میں سے کوکا کولا اور پیپسی کولا کے طبی اثرات کا بھی جائزہ لیں۔ کوکا کولا

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اجزاء انگور کا رس، چینی، کیفین، کوکا کے پسے ہوئے پتے، کولا اور فاسفورس کا تیزاب ہیں۔ (حوالہ زہر لذیذ)

اس کے طبی اثرات پر پاکستان ہیلتھ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ایک رپورٹ مرتب کی ہے جسے جان کے بگھی۔ ایم، ایس، پی، ایچ امریکہ، لومالنڈا یونیورسٹی، سکول آف پبلک ہیلتھ نے ترتیب دیا ہے اور نظر ثانی بشیر خزاں ایم، پی، ایچ (امریکہ) سابق چیئرمین شعبہ پبلک ہیلتھ نے کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ اس کے جز و کیفین کے متواتر استعمال سے بے خوابی، بے چینی، اعصابی کمزوری، ہاتھوں میں رعشہ، پیٹ میں جلن، معدے میں تیزابیت، بھوک کی کمی، دل کی حرکت میں تیزی اور بے قاعدگی پیدا ہو جاتی ہے..... یہ شراب کی طرح اعصاب کو محرک کر کے سکون پہنچاتی ہے، اس لیے گھریلو خواتین، طالب علم اور دفتروں میں کام کرنے والے تھکاوٹ دور کرنے کے لیے اسے وسیع پیمانے پر استعمال کرتے ہیں۔ اس سے اعصاب متاثر ہوتے ہیں۔ تھکاوٹ اس بات کی علامت ہے کہ اب آپ کے جسم کو آرام کی ضرورت ہے، آرام کرنے کے بجائے مسکن دوا کھا لینے سے تھکاوٹ ختم نہیں ہوتی، اندر ہی رہتی ہے، البتہ تھکاوٹ کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ یہ عمل بار بار دہرانے سے جسم کا ذخیرہ قوت خرچ ہو جاتا ہے۔ کوئی بھی نشہ آور شے جس سے اعصابی ہیجان پیدا ہو۔ وقتی طور پر طاقت یا سکون کا احساس تو دلاتی ہے لیکن اس کا اثر ختم ہونے کے بعد بے چینی ہونا لازمی ہے جس قدر زیادہ طاقت یا سکون محسوس ہوگا، اسی تناسب سے بے چینی کا احساس ہوگا۔ ڈاکٹر ہارسٹ نے چند اشخاص پر تجربہ کیا تو مسکن دوا دینے کے چوبیس گھنٹے بعد ان آدمیوں نے اسی تناسب سے کمزوری اور بے چینی محسوس کی جس تناسب سے انہیں طاقت اور چستی کا احساس ہوا تھا۔ (زہر لذیذ، ص ۱۶)

کوکا کولا بھی انہی اثرات کا حامل ہے، کیفین خواہ مناسب مقدار میں ہی استعمال کی جائے، معدہ میں تیزابی مادہ بڑھاتی ہے۔ چند مویشیوں کو زیادہ مقدار سے یک دم اور وقفہ سے تھوڑی تھوڑی مقدار دینے سے کچھ دیر بعد ان کے معدے میں ناسور ہو گئے۔

بچوں پر اثرات:

کوکا کولا بچوں میں بھی مقبول ہے اکثر اسکولوں میں کوکا کولا اور پیپسی کولا ہی دستیاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہیں یا پھر کوکا کولا کی جعلی شکلیں ڈبل کولا وغیرہ۔ ڈاکٹر کے جان بکھی کے مطابق کیفین بڑوں کی نسبت بچوں پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہے ان کی نشوونما روک دیتی ہے۔ اعصابی نظام کو متاثر کرتی ہے۔ بچوں کے رات کو بستر پر پیشاب کر دینے کی ایک وجہ کوکا کولا کا استعمال بھی ہے۔ ڈاکٹر فریڈک ڈیمرن کا کہنا ہے کہ کوکا کولا کی عادت بچوں، نوجوانوں اور دل اور دماغ کے مریضوں کے لیے اس لیے مضر ہے کہ اس میں کیفین ہوتی ہے اور یہ بچوں اور نوجوانوں کے لیے خصوصاً نقصان دہ ہے۔ (زہر لذیز، ص ۲۴)

حاملہ خواتین:

کوکا کولا کا جزو کیفین حاملہ خواتین اور ان کے بچوں کے لیے بہت مضر ہے۔ ڈاکٹروں کے مطابق وہ سب مشروب جن میں کیفین شامل ہو، ہونے والے بچوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں لہٰذا ماں بننے والی خواتین کو ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(سکھی گھر، ص ۱۴، جولائی ۱۹۹۸)

انہی مضر اثرات کی بنا پر مغرب میں کوکا کولا اعتراضات کی زد میں ہے۔ ڈاکٹر ولیم ایف بوز نے اپنی ایک کتاب میں زہر سے متعلق ایک مشہور مقدمے کا ذکر کیا ہے جو ۱۹۳۹ء میں امریکی ریاست ٹینس میں دائر ہوا۔ اس میں ۲۵ مقدمات کوکا کولا سے متعلق تھے، ان میں الزام تھا کہ یہ بری عادت پیدا کرنے والی چیز ہے۔

کوکا کولا کمپنی کے چیئرمین ڈبلیو پی ہیتھ کا کہنا ہے کہ ''کوکا کولا'' کی بوتل میں ۴۰ ملی گرام سے زیادہ کیفین نہیں ہوتی۔ بقول ان کے اتنی مقدار نقصان دہ نہیں ہوتی۔ یہ بات حقیقت کے منافی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ امریکہ کی شمالی ریاستوں میں ایک بوتل میں ساٹھ ملی گرام اور جنوبی ریاستوں میں ۱۲۰ ملی گرام کیفین ہوتی ہے بالفرض ایک بوتل میں ۴۰ ملی گرام بھی ہو تو ہر روز مذکورہ بالا اعداد و شمار کے مطابق تین ٹن کیفین استعمال ہوتی ہے۔

مذکورہ مقدمے میں یہ ثابت ہونے پر کہ کیفین ایک زہر ہے جو کوکا کولا میں پایا جاتا ہے، کوکا کولا کمپنی کے وکیل نے کہا ''بے شک کوکا کولا میں کیفین ہے مگر یہ ایک اضافی جز نہیں ضروری جزو ہے جس کے بغیر کوکا کولا، کوکا کولا نہیں رہتا''۔

کوکا کولا کے لکھے ہوئے اجزائے ترکیبی میں آپ کو کیفین کا نام نہیں ملے گا، اس کی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ ۱۹۴۱ء میں قانون کی رو سے امریکی انتظامیہ جس غذا کو پاس کرے، اس کے لیبل پر اجزائے ترکیبی ظاہر کرنے کی ضرورت رہتی۔ غذا اور دوا کی امریکی انتظامیہ نے اس میں کیفین ملانے کی اجازت دی ہے، نیز کیفین اس کا لازمی جزو ہے۔ لہٰذا اسے لیبل پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ غالباً اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوگی کہ کیفین کے حوالے سے کوکا کولا پر اعتراضات کرنے والوں سے محفوظ رہا جا سکے۔

کوکائین:

افریقہ میں پائی جانے والی یہ نشہ آور دوا کوکا کے پتوں سے حاصل کی جاتی ہے۔ یہ بھی کوکا کولا کا بنیادی جزو ہے۔ کوکا کولا کی بڑی بوتل کے دیئے ہوئے اجزاء میں اس کا نام موجود ہوتا ہے۔ حکومت متحدہ عرب امارات نے نشہ آور اشیاء پر ڈاکٹروں اور جید علماء کی مستند تحقیق پر مشتمل ایک جائزہ پیش کیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ حشیش سے ملتی جلتی ہی ایک چیز کوکین ہے۔ اس کا استعمال جسم کو کمزور اور عقل کو ضعیف کر دیتا ہے۔ یہ جنون اور پاگل پن کا سبب بنتی ہے اس کا عادی متفکر اور پریشان رہنے لگتا ہے اور لقمہ حلال کھانے سے قاصر ہو جاتا ہے جرائم پیشہ بن جاتا ہے اور کبھی خودکشی بھی کر بیٹھتا ہے۔ (منشیات اور اسلام، ص ۲۷۴)

فاسفورس کا تیزاب:

دانتوں کے لیے ایک سریع الاثر زہر ہے۔ اکتوبر ۱۹۵۳ میں امریکی ماہرین دندان نے ایک رپورٹ بنام ''وارننگ'' شائع کی کہ میٹھے مشروبات اور دیگر مٹھائیوں سے دانتوں کی حفاظت کرنے والا قدرتی سفید مادہ تباہ ہو جاتا ہے۔ تیزاب دانتوں پر جراثیم پیدا کرتا ہے نیز یہ کہ کوکا کولا میں موجود تیزاب کی اتنی طاقت ہوتی ہے کہ دانت خراب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

ڈاکٹر کلائیو نے نیول میڈیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بھتیڈا میری لینڈ میں چوہوں پر تجربہ کیا۔ انہیں مکمل خوراک کے ساتھ کوکا کولا پینے کو دیا گیا تو چھ ماہ میں ان کے دانت گر گئے۔ (زہر لذیر، ص ۲۷۔۲۸)

ہماری سادہ لوحی یا بے وقوفی اور مغرب کی عیاری ملاحظہ ہو کہ ہم کوکا کولا کے طبی نقصانات سے تو ناواقف رہے مگر اپنے دینی اور قومی مشروب دودھ اور کی میں بے شمار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقائص نظر آنے لگے، جس میں ہمارے بزرگوں کی کامیاب صحت کا راز تھا حقیقت تو یہ ہے کہ

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تو نے وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

مسئلہ حلت وحرمت:

حکومت متحدہ عرب امارات کی کتاب ''منشیات اور اسلام'' میں بتایا گیا ہے کہ:

''صرف انگور سے تیار کردہ شراب ہی نہیں بلکہ ہر وہ چیز جو نشہ آور ہو اس کی ہر قلیل وکثیر مقدار حرام ہے۔ خواہ وہ عہدِ جاہلیت میں پائی جاتی ہو۔ خواہ عہدِ نبوت میں اس کا ذکر ملتا ہو یا بعد کی ایجاد ہو، یہ عہدِ قدیم سے لے کر آج تک مختلف اقسام اور مختلف ناموں سے تیار کی اور پی جاتی ہے مثلاً خمر، بجعہ بیئر، تبع یا میڈ، حذر یا ابل، حشیش، مارفین، کوکائین، ہیروئن، وسکی، کونیاک، شمپین ....وغیرہ''۔ (ص:٦٦٧)

اس میں کوکا کولا کے ایک جزو کوکائین کو بھی نشہ آور اور حرام اشیاء میں شمار کیا گیا ہے۔ یہی تحقیق ڈاکٹر محمد علی البار نے ''الخمر بین الطب والفقہ'' میں ...... ''موقف الاسلام عن الخمر'' میں ص ١٤٦ اور ١٠٠ پر......اور سید السابق نے فقہ السنہ ص ٣٨٢، ٣٨٣ پر پیش کی ہے۔

اس کتاب میں کوکائین کے بارے لکھا گیا ہے کہ حشیش سے ملتی جلتی ایک چیز کوکائین ہے۔ کیفین بھی کوکائین کی طرح ایک نشہ آور چیز ہے، یہ دونوں کوکا کولا کا لازمی جزو ہیں۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''جس کی زیادہ مقدار نشہ آور ہے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے''۔

(مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی)

کوکا کولا کمپنی کا کہنا ہے کہ کوکا کولا میں شامل اجزا اتنی قلیل مقدار میں ہوتے ہیں کہ اس سے نشہ نہیں ہوتا لیکن نبی اکرم ﷺ کا فیصلہ یہ ہے کہ

" مااسكر الفرق منه فمل الكف منه حرام"۔

''جس کا ایک فرق پینے سے نشہ آتا ہے اس کا ایک کف بھی حرام ہے''۔

(ابوداؤد، ترمذی، بیہقی، مسند احمد، ابن حبان، دارقطنی)

ایک فرق ١٢٠ رطل یعنی موجودہ پیمانے کے مطابق ١٢ پاؤنڈ اور کف نصف پاؤنڈ ہے گویا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کف، ۱۲ پاؤنڈ کا ۲۴۰ واں حصہ ہے۔ (نہایہ فی غریب الحدیث از ابن اثیر بحوالہ غشیات اور اسلام ص ۹۲)

نبی اکرم ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے ہوئے یہ تاکید کی کہ

"ادعو الناس وابشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا وتطاوعا ولا مختلفا"

لوگوں کو دعوتِ اسلام دو، بشارت دو، تنفر نہ کرو، آسانی کرو، سختی نہ کرو، اتحاد سے رہو، اختلاف نہ کرنا"۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "ہمیں دو قسم کے بارے میں فتویٰ دیجئے جو ہم یمن میں بناتے ہیں"۔ ایک تبع یعنی شہد کا نبیذ، جس میں شدت آ جائے اور دوسرا ندر مکی کا نبیذ جس میں شدت آ جائے"۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ کو جوامع الکلم عطا کیے گئے تھے لہٰذا آپ ﷺ نے (مختصراً) فرمایا:

"کل مسکر اً حرام"..... "ہر نشہ آور شے حرام ہے" (صحیحین)

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اب ایسی بھی شدت کیا؟ یہ مشروبات عام ہیں، خود منگوا کر نہ بھی پیئے جائیں تو کہیں مہمان نوازی میں ہی پینے پڑ جاتے ہیں، ان سے کوئی کیسے بچے"۔

یاد رہے کہ حلت و حرمت کا مسئلہ ایک نازک مسئلہ ہے جسے ٹھیس پہنچنے سے ایمان کا آئینہ چکنا چور ہو جاتا ہے۔

پیپسی کولا:

اب آیئے پیپسی کی طرف۔ اس کا بظاہر رنگ و روپ کوکا کولا جیسا ہی ہے "متحدہ عرب امارات کی حکومت نے پروفیسر احمد صقر (بیروت) کا ایک مقالہ شائع کیا ہے جس میں بہت تحقیق کے بعد یورپ اور امریکہ کی ان چیزوں کی فہرست دی گئی ہے جن میں خنزیر کے جسم کا کوئی نہ کوئی جزو ضرور شامل کیا جاتا ہے۔ پیپسی کا بنیادی جزو پیپسین ہے جس میں خنزیر کا خون شامل ہوتا ہے لہٰذا پیپسی کولا کی حرمت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

(ترجمان القرآن، اپریل ۱۹۸۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوکا کولا ہو یا پیپسی کولا ان غیر ملکی کمپنیوں میں بیشتر خام مال بیرون ملک سے آتا ہے، ان واضح حقائق کی موجودگی میں انہیں کسی طرح بھی تسلی بخش نہیں کہا جا سکتا۔

کوکا کولا کی دنیا بھر میں قائم فیکٹریاں امریکہ کی مرکزی کمپنی کی شاخیں ہیں۔ ان کی آمدن ایک ہی ہاتھ میں جمع ہوتی ہے۔ اپنے صحت بخش مشروب چھوڑ کر ان کے نقصان دہ اور حرام مشروبات کی صرف جدید اعلیٰ معیارِ زندگی کی دوڑ میں شامل ہونے کے لیے خریدنا کیا قومی سرمایہ غیروں کو منتقل کرنے کی سازش نہیں؟

ایک اور حساس پہلو:

ورلڈ کپ فٹ بال ۱۹۹۶ء کے سلسلے میں سپین کی کوکا کولا کمپنی نے ایک کین تیار کیا۔ جس میں سعودی عرب کا کلمہ طیبہ والا پرچم کارٹون شکل میں بنا ہوا ایک کتا اس پرچم کو ہاتھ میں اٹھائے چل رہا ہے۔ (نعوذ باللہ)۔ اس قسم کے ہزاروں کین سڑکوں پر بکھرے ہوئے لوگوں کے پاؤں تلے روندے جا رہے ہیں۔ (روزنامہ جنگ، ۳۰ جون ۱۹۹۴)

کوکا کولا کمپنی پاکستانی ہو یا اسپین کی، سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ ان کے کارپردازوں کی پالیسیاں ایک ہی مرکزی کمپنی سے بن کر آتی ہیں۔ غیرتِ دینی کا تقاضا تو یہ تھا کہ یہ خبر آنے کے بعد تمام مسلمان ممالک ان کمپنیوں کا بائیکاٹ کر دیتے۔ اپنے خون پسینے کی کمائی ان اسلام دشمن، عیار و مکار سازشیوں کے حوالے کرنا کہاں کی عقل مندی ہے۔

مذکورہ بالا طبی نقصانات، ثقافتی یلغار اور حلت و حرمت کے مسئلہ کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ قارئین کی عدالت میں ہے کہ کیا ان کا ضمیر اب بھی ان کو اسلام کے خلاف بغض سے بھرپور کالے دل والے گوروں کے کالے مشروبات پینے کی اجازت دیتا ہے ورنہ کہنا پڑے گا کہ:

''حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے''

کتابیات:

صحیح بخاری، صحیح مسلم، منشیات اور اسلام، ترجمان القرآن ماہنامہ، اپریل ۱۹۸۶ء، زہر لذید، ماہنامہ سکھی گھر، جولائی ۱۹۹۸ء، ماہنامہ ''تشہیر'' جامعہ کراچی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک تحریر کی فریاد!

بھانت بھانت کی بولیاں..... قسمہا قسم آوازیں..... ایسی آوازیں جن کو سن کر میں خود کو دکھ اور درد کی سولی پر لٹکتا ہوا محسوس کرنے لگتی ہوں..... میں سالہا سال سے یہاں کھڑی ہوں اور ہمہ وقت انہی سے میرا واسطہ رہتا ہے..... شروع شروع میں تو مجھے یہ سب عجیب محسوس ہوتا تھا..... جی چاہتا تھا کہ بھاگ کر کہیں تنہائی میں جا چھپوں مگر اب اتنے سال یہاں گزارنے کے بعد میں اس شور شرابے کی عادی بن چکی ہوں۔

ان آوازوں میں مختلف انسانی طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی آوازیں شامل ہوتی ہیں۔ پھل بیچنے والے کی بھی آواز..... سفری رومال بیچنے والے کی بھی..... گرما گرم پکوڑے ..... تازی گری ..... لطیف سرمہ..... فرحت بخش سرمہ بیچنے والے کی آواز..... مانگنے والوں کی آوازیں..... خارش اور دانت درد کی دوا بیچنے والوں کی آوازیں..... ٹھوکر ٹھوکر!!! اچھرے!!! مزنگ چونگی!! گلبرگ..... اسکیم موڑ!!! ملتان چونگی!!! چوبرجی!!! شادباغ !!! لاری اڈے! لاڑی اڈے!!! کا شور مچاتے ہوئے ویگنوں، بسوں، رکشوں کے کنڈیکٹروں کی آوازیں.....

سامان بیچنے والوں کا گو سامان الگ الگ ہے لیکن ایک چیز جسے میں نے اپنے طویل تجربے سے معلوم کیا ہے وہ ان کی یہ قدرِ مشترک ہے کہ یہ سب فروخت کنندگان قومِ شعیب کی ہم نوائی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان بیچنے والوں کی آوازوں میں جوش و خروش تو ہوتا ہے، قسمیں بھی بڑھ چڑھ کر اپنے مال کے بہترین ہونے کے دعوے میں کھائی جاتی ہیں مگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب ہی کھوکھلی ہوتی ہیں یعنی ان سب کی آوازوں میں کھوکھلا پن مشترک ہے۔

دیکھئے یہ صاحب گاہک سے نظر بچا کر گلے سڑے پھل تھیلے میں ڈال کر گاہک کے حوالے کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی چرب زبانی سے دوسرے گاہکوں کو متاثر کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اور یہ صاحب ایک دیہاتی' سادہ لوح بوڑھی خاتون سے زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کر رہے ہیں۔ ایک صاحب اپنے مال کو بڑھیا ثابت کرنے کے لیے قسموں پر قسمیں کھائے جا رہا ہے۔ وعلیٰ ھذا القیاس

آگے بڑھتے جایئے اور دیکھتے جایئے الا ماشاء اللہ! آپ کو اکثر لوگ اسی ڈھنگ کے ملیں گے۔ ابھی کچھ ہی دن گزرے ہیں۔ ایک صاحب نے یہاں اشیاء کی مناسب قیمتیں وصول کرنا شروع کیں تو تمام دکانداران پر پل پڑے کہ کیوں ہماری آمدنی تنگ کرنے کی فکر میں ہو' تم بھی ہماری طرح مہنگا سودا بیچو ورنہ صاحب یہاں سے چلے جاؤ..... وہ صاحب اپنی امانت داری کو بچانے کی خاطر یہاں سے چلے گئے مگر میرے سینے کے داغوں میں ایک اور داغ کا اضافہ کر گئے۔

ان آوازوں میں ایک آواز سب آوازوں پر حاوی ہے اور وہ ہے بسوں' ویگنوں' گاڑیوں' کاروں اور رکشوں کی آوازیں..... ان میں کبھی کبھی کسی تانگے یا سائیکل کی آواز بھی شامل ہو جایا کرتی تھی..... مگر جدید دور کے تقاضے؟ جب آہستہ رینگنے والے ذرائع آمدورفت کی وجہ سے سڑک پر رش بڑھ گیا اور حادثے ہونا شروع ہو گئے تو سرکار نے یہاں سے تانگوں کا گزرنا ممنوع قرار دے دیا..... بسوں اور ویگنوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں غریب بھی ہوتے ہیں اور امیر بھی بوڑھے بھی اور جوان بھی..... مرد بھی اور عورتیں بھی..... وہ سب مجھ پر نگاہِ غلط انداز ڈالتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں..... بوڑھے تو مجھے درخورِ اعتنا بھی نہیں سمجھتے' البتہ بچے مجھے دیکھ کر میرے بارے ضرور سوال کرتے ہیں..... میرا تعارف حاصل کرنا چاہتے ہیں..... مگر میرا تعارف ان کے بڑے کیا بتائیں؟..... میرے تعارف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے تو شاید وہ خود بھی ناواقف ہیں۔

زندگی کے ہر شعبے سے متعلق لوگوں سے میری ملاقات ہوتی ہے۔ یہاں سے گزرنے والوں میں ملازمت پیشہ بھی ہوتے ہیں اور افسران بھی جو کاروں میں بیٹھے ہوئے یہاں سے گزرتے ہیں جن کی رعونت دیکھ کر فرعون یاد آجاتا ہے جب کہ کبھی کبھار ایسے لوگ بھی نظر آجاتے ہیں جو سادگی اور انکساری کا پیکر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو دیکھ کر میرے رگ و پے میں فرحت و طمانیت کی.....لہر دوڑ جاتی ہے مگر.....اگلے لمحے پھر وہی منظر نگاہوں میں ہوتا ہے۔

میرے سامنے سے گزرنے والے لوگوں میں جرائم پیشہ لوگ بھی ہوتے ہیں اور ان کی تلاش میں پولیس افسران بھی.....کبھی تو دونوں وہیں ساز باز کر کے معاملہ ختم کر کے اپنے اپنے میدان کی طرف نکل کھڑے ہوتے ہیں اور کبھی کبھار عین میرے سامنے یہیں مجرموں کو پکڑ لیا جاتا ہے۔

مجھے سنائی دینے والی آوازوں میں کچھ آوازیں عالم حضرات کی بھی ہوتی ہیں جن کے علم کا احترام کرنے پر میں مجبور ہو جاتی ہوں مگر افسوس کہ ان میں سے بھی اکثر کے اعمال ان کے علم کے شایان نہیں ہوتے۔ یہاں سے گزرنے والوں کی آوازوں میں شاعروں، ادیبوں اور اہلِ قلم کی آوازیں بھی شامل ہوتی ہیں مگر افسوس کہ ان آوازوں میں کبھی ترقی پسندانہ کھوٹ شامل ہوتا ہے اور کبھی اشتراکیت کی ملاوٹ نظر آتی ہے، بعض اہل قلم کی آوازیں ملحدانہ نظریات کی غمازی کر رہی ہوتی ہیں۔ میں یہ سب کچھ دیکھ کر غم واندوہ کے سمندر میں ڈوب جاتی ہوں اور انہیں احساس دلانے کے لیے بے چین ہو جاتی ہوں کہ مجھے دیکھو! مجھ پر غور کرو! میرا تعارف حاصل کرو، مگر میری آواز صدا بصحرا ثابت ہوتی ہے۔

یہاں سے گزرنے والوں میں مزدوروں کی آوازیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ جنہیں شیطان نے کمزوری اور غربت کا احساس دلا کر احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیا ہے، وہ صرف پیٹ اور دولت کے اسیر بن کر رہ گئے ہیں، انہیں اس ذات کی تعلیمات یاد دلانا چاہتی ہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس نے انہیں "اَنْتُمُ مُکْرِمُوْنَ" (تم باعزت ہو) کا سبق دیا' جس نے ان کے حقوق کا دنیا میں سب سے پہلی بار تعین کیا مگر.....

یہاں سے گزرنے والوں میں افسران بالا بھی ہیں اور افسرانِ زیریں بھی.....ایسے بھی ہیں جن کے ظاہر و باطن ایک ہیں' اور ایسے بھی جن کے باطن میں جھانکنے کے لیے ضمیر فروشی کی گرد کی دبیز تہوں کو ہٹانے کا وقت طلب کام کرنا پڑتا ہے' بظاہر تو یہ لوگ خوش لباس اور خوش خرام ہیں مگر ان کے باطن.....

یہاں سے گزرنے والوں میں وہ معلمین بھی شامل ہیں جن کا کام روحِ انسانی کا تزکیہ و تربیت ہے۔

شیخ مکتب ہے ایک صنعت گر.....جس کی صنعت ہے روح انسانی

مگر افسوس کہ ان کی آوازوں میں خلوص کے بجائے پیسے کی کھنکھار ہی غالب ہے۔

یہاں سے گزرنے والی بہت سی ایسی خواتین ہیں جن کے چہرے اور لباس کی تراش خراش میں بنی اسرائیل جیسی مغضوب قوم کی بو باس پائی جاتی ہے۔ یہاں سے گزرنے والوں میں اخبار فروش بھی ہیں جن کے اخبار کو دیکھ کر ان کے مسلمان ہونے کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ میں ان اخباروں کی پیشانی پر دی ہوئی آیات اور احادیث کا ترجمہ پڑھتی ہوں تو یہ آیات اور احادیث مجھے اسی کرب میں ڈوبی نظر آتی ہیں جس کرب میں میں دن رات مبتلا رہتی ہوں۔ میں ان کی بے چارگی کو جانتی ہوں وہ بھی میری طرح اپنے غلط استعمال پر احتجاج تو کرتی ہیں مگر.....ان اخبارات کی خبریں' تصاویر اور کالم چیخ چیخ کر اسلام سے بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں مگر یوں محسوس ہوتا ہے کہ بنیاد پرستوں کو بے وقوف بنانے کے لیے آیات و احادیث کا بے ڈھنگ پیچ ورک کیا جاتا ہے۔

یہاں میرے سائے میں گھٹیا رسائل' بازاری اور ننگی عورتوں کی تصاویر سے سجے سرورق' علمی کہانیوں اور ان کے گندے گیتوں کی کیسٹیں اور رسالے بیچے جاتے ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چند سکے اپنی جیب میں ڈال کر ان حیا فروشوں کی خوشی سے باچھیں کھل جاتی ہیں۔

اور یوں گھر گھر یہ گندگی سے لتھڑے لفظ لوگ خرید خرید کر اپنے گھروں کو بھی اس خباثت سے آلودہ کرتے ہیں۔

اف اس قدر سنگین مذاق! میرے صبر کی حد ملاحظہ کیجئے' صبر نہیں بلکہ کرب اور دکھ کی یہ سب وہ سلیں ہیں جو روز بروز میرے سینے کے دباؤ اور گھٹن میں اضافہ کرتی چلی جارہی ہیں۔اس پر مستزاد گاڑیوں میں لگے ہوئے انڈین اور پاکستانی فلموں کی ریکارڈنگ..... اس ہجوم میں مرد وعورت گتھم گتھا ہو کر چلتے ہیں حالانکہ یہ اس قوم کے مرد وعورت ہیں جنہیں ان کے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ عورتیں دیواروں سے لگ کر چلیں اور مرد راستے کے درمیان۔ جب نئی نسل کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں' سیٹیاں بجاتے' فلمی گیت گنگناتے ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے' نظروں سے اشارے کنائے کرتے ہوئے گزرتے ہیں اس وقت یوں لگتا ہے کہ میرا جسم اس اذیت ناک کرب کے سبب پھٹ کر پارہ پارہ ہو جائے گا۔

میرے سامنے تاحدِ نظر وسیع شاہراؤں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ان شاہراؤں پر آئے دن احتجاجاً ٹائر جلائے جاتے ہیں' جلوس نکلتے ہیں' کسی کو مردہ باد اور کسی کو زندہ باد کرنے کے لیے چیختے چلاتے جلوس..... پولیس ان جلوسوں کو بے قابو ہونے سے بچانے کے لیے زرہ پوش ہو کر دور دور تک یوں کھڑی ہوتی ہے جیسے اس کا ایک اشارہ قانون کی پابندی کروانے کے لیے کافی ہوگا۔جب جلوس بے قابو ہونے پر آتے ہیں تو پولیس خود اسی جلوس کی ذہنیت کا ایک حصہ بن کر ہجوم کو مزید بے قابو کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔بعد ازاں اخبارات سرخی جماتے ہیں کہ پرامن جلوس نکالا گیا۔

بہت سے افیمی' چرسی اور ملنگ یہیں میرے سامنے فٹ پاتھ پر بیٹھے اپنی بدمستی میں خود کو کائنات کا مصرف سمجھتے اور دوسروں کو باور کرانے میں مصروف رہتے ہیں۔

لوگ مجھ سے بظاہر ناواقفیت کا اظہار کرتے ہیں' وہ مجھے بھلا چکے ہیں لیکن میں ان کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں بھولی' مجھے آج بھی وہ دن یاد ہیں جب یہاں خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں' بچوں کو نیزوں کی انیوں پر اچھالا گیا تھا۔ جائیدادیں' وطن' دوست احباب اور جانیں قربان کردی گئیں تھیں۔ آخر یہ سب کس لیے کیا گیا تھا؟

جی ہاں! یہ سب میرے لیے کیا گیا تھا' صرف میرے تقدس کی حفاظت کے لیے۔ میں بظاہر بے زبان اور بے جان ہوں' میں نوشتہِ دیوار ہوں' مجھے غور سے پڑھیے اور سنئے کہ آپ کے اطمینان وسکون اور کامیابی کا سبب دنیا میں بھی آپ کے لیے صرف میں ہی ہوں اور آخرت میں بھی کامیابی آپ کو اسی وقت مل سکتی ہے جب آپ میرے تقدس کی حفاظت کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔

میں سننے والے کان' دیکھنے والی آنکھ اور سمجھنے والا دماغ رکھتی ہوں۔ ملکی آئین کے تقدس کی پامالی پر تو ایوانِ زیریں اور ایوانِ بالا میں ایک ہنگامہ کھڑا ہو جاتا ہے مگر افسوس کہ میری عصمت کتنی بار' میرے اپنے ہی گھر میں ایوانِ بالا اور ایوانِ زیریں ہی کے دامن میں پامال ہو چکی ہے۔

میں آپ کے تحفظ کی علامت تھی' آپ کا وقار تھی' مگر جب آپ نے میرے تقدس کو تار تار کرنا چاہا تو یاد رکھیے روز قیامت میں بھی آپ کی فردِ جرم احکم الحاکمین کے ہاں پیش کروں گی اور میرے ساتھ وہ ہزاروں خواتین بھی ہوں گی، صرف میری بالادستی کے لیے جن کی عصمتیں دشمنوں نے لوٹیں' وہ ہزاروں مرد بھی ہوں گے جو میرے تقدس کی حفاظت کے لیے اپنے سر کٹوا بیٹھے۔ وہ بچے بھی جن کے سینے چیر دیئے گئے صرف اس جرم میں کہ ان کی پیدائش ان گھروں میں ہوئی تھی جو میری عزت ووقار کی بحالی کے لیے جدوجہد کر رہے تھے۔

جی ہاں! میں ہوں مینارِ پاکستان کے احاطے کی دیوار پر لکھی ہوئی تحریر.....

''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسنِ کرشمہ ساز

خبر کیا تھی، حیرانیوں کی پھلجھڑی تھی۔ جسے پڑھتے ہی ہم نے بار بار اپنی آنکھوں کو ملا، شعور کو چٹکیاں کاٹیں، عقل کے کان کھینچے کہ کہیں ہم عالمِ خواب میں تو نہیں ہیں، یا یہ ہمارے وہم کا کرشمہ تو نہیں ہے۔ اپنی آنکھوں پر بھی ہاتھ لگا کر دیکھا کہ کہیں ہم نے باقیاتِ آمریت کی مخالفت کی عینک تو نہیں لے رکھی جس میں آمریت کے اندھے..... اوہ! معاف کیجئے گا، ساون کے اندھے کی طرح سب آمریت ہی آمریت نظر آتا ہے۔

مگر ایسا ہرگز نہیں تھا۔ ہمارے سب اعضاء سلامت، بیدار اور جمہوری روایات کے مطابق اظہارِ رائے کے لئے ہماری ہی طرح پرجوش نظر آ رہے تھے۔ پھر خیال آیا کہ ہو نہ ہو، ہم کسی ٹائم مشین کی طرح بیٹھ کر غیر معین برس..... پیچھے چلے گئے ہیں۔ جب کہانیوں کے مطابق بادشاہ اپنی بیٹی سے ناراض ہوا کرتا تو بغیر کسی جانچ پرکھ کے صبح سویرے شہر کے دروازے سے سب سے پہلے داخل ہونے والے شخص سے اس کی شادی کر کے اسے رخصت کر دیتا۔ اسے اب حسنِ اتفاق کہہ لیجئے یا سوئے اتفاق کہ یہ شخص ہمیشہ گنوار، جاہل اور غریب، بلکہ اکثر تو فقیر ہی ہوا کرتا تھا۔

یا پھر برسوں..... پہلے کی ان کہانیوں میں بادشاہ مر جاتا اور وہ ولی عہد سے محروم ہوتا تو اس کے درباری فیصلہ کرتے جو شخص آئندہ صبح سب سے پہلے شہر کے دروازے میں داخل ہوگا، اس کے سر پر تاجِ شہنشاہی رکھ دیا جائے گا۔ یہاں بھی کمال دیکھئے کہ ایسا شخص بھی ہمیشہ کوئی فقیر ہی ہوتا۔ اس کے تو وارے نیارے ہو جاتے لیکن ہم اس سوچ میں غرق ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتے کہ حکومت چلانا تو کسی شہزادی سے شادی کرنے سے بھی مشکل کام ہے۔ وہاں تو صرف شہزادی کا کباڑا ہوتا ہوگا۔

اس بادشاہ کے درباریوں، وزیروں، مشیروں پر بھی بے حد ترس آتا کہ بے چارے بے حد وقوف تھے۔ نہ ہوئے اس دور میں ہمارے دانشور، بیوروکریٹ حضرات.....ورنہ وہ تو کبھی بھی حکومت کسی فقیر، چرواہے یا کسان کے سپرد نہ کرتے۔ اول تو وہ اتنے بااصول ہوتے کب ہیں، کہ یہ سوچنے کی زحمت گوارا کریں کہ بادشاہ کا ولی عہد کوئی نہیں تو اب کسی اور شخص کا تاج پوشی کے لئے انتخاب کریں۔

وہ تو بادشاہت کی خاطر، بادشاہ کو زہر دینے یا قتل کروانے سے بھی گریز نہ کرتے اور اگر کچھ ذرا اصول پسند ہوتے بھی تو کسی موزوں شخص کے انتخاب پر غور وفکر کی خاطر، غیر معینہ مدت کے لئے اتنے کمیشن بٹھاتے کہ عوام بے چارے یہ بھول جاتے کہ کبھی بادشاہ کے انتخاب کا مسئلہ بھی درپیش ہوا کرتا تھا اور خود وہ مزے سے عبوری بادشاہت کے مزے لوٹتے۔

خیر یہ تو بات میں بات چل نکلی۔ ہم غور کر رہے تھے اخبار میں آنکھوں دیکھی خبر پر..... لیکن جناب ہم اس کی تہہ تک پہنچے تو اتنی سطریں سیاہ کرنے کے باوجود بھی ''کھودا پہاڑ، نکلا چوہا''! والی بات ہی ہوئی۔ کیوں کہ اس خیال نے ہمارے تصورات کے ہوائی محل اپنے پاؤں کی ایک ہی دھمک سے مسمار کر دیئے کہ اس برسوں..... پہلے کے دور میں اخبارات ہوتے ہی کب تھے جو یہ خبر شائع ہوتی اور ہم بنفسِ نفیس اس کا مطالعہ کرتے۔ لہٰذا یہ خبر ہرگز..... ہرگز..... برسوں پرانی نہیں بالکل تازہ بتازہ ہے۔ اخبار اسی دور کا، اسی دور کے ایک سال کا.....اسی سال کے ایک مہینے کا، اسی مہینے کے ایک ہفتے کا اور اسی ہفتے کے اسی دن کا۔ لہٰذا اس کی صداقت شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ نیز یہ کہ اس خبر کے مطابق سر انجام دیا گیا کارنامہ کسی ''بیک ورڈ'' بادشاہ کے ''بیک ورڈ'' درباریوں کا نہیں بلکہ آکسفورڈ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یونیورسٹی کی اپ ٹو ڈیٹ فارغ التحصیل حکومت کا ہے کہ جناب جہاں گیر بدر صاحب کے سر پر وفاقی مذہبی امور کی وزارت کا تاج رکھ دیا گیا ہے یا بالفاظ دیگر وفاقی مذہبی امور کی وزارت کی رخصتی جہانگیر بدر صاحب کے ہمراہ کر دی گئی ہے۔

ہاں جی !.....یہی وہ خبر تھی جس نے ہمیں ایک عجیب مخمصے میں مبتلا کر دیا تھا۔موصوف وزیر کے قادیانی ہونے کا شہرہ۔ان کی نصف بہتر.....(معاف کیجئے کہیں شانہ بشانہ چلنے کی خواہش مند خواتین اس اصطلاح پر ہمارے خلاف ہتکِ عزت کا دعویٰ ہی نہ دائر کر دیں) مکمل بہتر صاحبہ کے ''روشن خیال کارنامے،ان کی انسانی حقوق کی کمیٹی اور دیگر اداروں کی لبرل'' (فرام اسلام) سرگرمیوں، نیز وزیر موصوف کے انتخابی اکھاڑوں میں سرانجام دیئے گئے کارنامے،سب ہمارے ذہن میں بھنور کی طرح چکر کاٹنے لگے۔

اس کے علاوہ بے چارے مولانا احترام الحق تھانوی،مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا عبدالقادر آزاد کے نام بھی اپنے مذہبی جبہ و دستار کے ہمراہ ذہن کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے نظر آئے۔نسوانی گود میں اپنی ''عاملانہ اور عالمانہ'' مذہبی شان تہہ کر کے رکھ دینے کے باوجود نہ جانے ان پر نظرِ کرم کیوں نہیں فرمائی گئی۔غالباً حکومت صاحبہ کی نظر میں اپنے ''وضع قطع'' کی وجہ سے یہ ''جیالے'' نہیں.....ابھی تک ''بنیاد پرستی'' کے ''اجالے'' ہی ہیں۔تبھی تو وہ مذہبی امور کی وزارت کے فریم میں فٹ نہ ہو سکے۔

بعض کرم فرماؤں سے یہ بھی سننے میں آیا کہ محترمہ کا یہ فیصلہ ان کے اصول ''اصولوں پر سمجھوتہ نہیں ہو سکتا'' پر عمل کی بہترین مثال ہے۔مولانا مودودیؒ کے اسلام اور رجعت پسند اسلام کی تو وہ پرزور مخالفت کرتی ہی آئی ہیں۔بقول خود ان کی حکومت اقبال کے جدید ''ماڈرن'' روشن خیال مذہب اسلام کے مطابق پاکستانی معاشرے کو ڈھالنے کے لئے کوشاں ہے۔لہٰذا اپنے اس منصوبے پر عمل درآمد کرتے ہوئے انہوں نے اس مذہب پر پابندی سے کاربند شخص کو وزارت سونپی ہے۔ہم کوتاہ بینوں کی اس پر حیرانگی بے جا اور ہماری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کم عقلی کا ثبوت ہے۔

موصوف کی اس دلیل سے ہم کہاں تک متاثر ہوئے یہ تو یاد نہیں کیونکہ اسے ہماری بدقسمتی کہہ لیجئے، یا کچھ اور کہ کلامِ اقبال نے اسی وقت ہمیں یہ کہہ کر اپنی طرف متوجہ کر لیا کہ

اس قوم کو تجدید کا پیغام مبارک
ہے جس کے تصور میں فقط بزم شبانہ
لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازہ تجدید
مشرق میں ہے تقلیدِ فرنگی کا بہانہ

موصوف وزیر صاحب غالباً مذہب اسلام کی جدید تعبیر کے مطابق ثقافت بروزن کثافت کی خوب سرپرستی فرما رہے ہیں۔ شہر میں نئی فلموں کا افتتاح اکثر انہی کے دست مبارک سے کرایا جاتا ہے۔ ان کی وزارت سے منسلک دیگر افراد بھی بنفس نفیس ایسی تقریبات میں شرکت فرما کر جدید مذہب اسلام کو خوب فروغ دے رہے ہیں۔ چند دن قبل ایک اور خبر نظر سے گزری۔ آپ بھی پڑھیے!

''پی ڈی ایف کی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں وفاقی وزیر برائے مذہبی امور جہانگیر بدر کو اس وقت خاص شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ جب اجلاس کی کارگردگی کا آغاز کرنے کے لئے انہیں تلاوت دی گئی تو وہ صحیح تلاوت نہ کر سکے۔ چند آیتیں پڑھیں اور بقیہ بھول گئے۔ جس پر ہوٹنگ شروع ہو گئی۔ (نوائے وقت 19 اگست 1996ء)

خیر ''اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں'' بھلا صاف کہہ دیتے کہ مذہب کی جدید تعبیر کے مطابق قرآن مجید جیسی ''چودہ سو سالہ'' پرانی کتاب کا پڑھنا ضروری نہیں سمجھتا۔ جب ان کی وزیر اعظم صاحبہ قرآنی فرامین کو ''وحشیانہ'' قرار دے سکتی ہیں تو آخر ان کی زبان بندی کس نے کر رکھی ہے۔ کہہ دیتے..... بے چارے روشن خیالی اور ''جدیدیت'' کی مے سے مدہوش عوام تو فوراً تسلیم کر لیتے۔ خواہ مخواہ ''ہوٹنگ'' کروائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ جانے کیوں یہ خبر پڑھتے ہوئے ہمارے ذہن میں ضرب المثل ''جس کا کام اسی کو ساجھے اور کرے تو ڈھینگا باجے'' گردش کرتی رہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ولادت بھی بدقسمتی سے گیارہ سالہ آمریتی دور میں ہوئی۔ تبھی تو اس کی خلاف ورزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمٰن کو ''فارن فنیر کمیٹی'' کا چیئرمین اور جہانگیر بدر کو مذہبی امور کا وزیر بنا دیا گیا۔

بہر حال ہمیں تو اس کے علاوہ کچھ نہیں کہنا کہ ''جو چاہے ترا حسن کرشمہ ساز کرے'' کہتے ہوئے آواز بلند بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ محترمہ وزیر اعظم صاحبہ کی اردو کمزور ہے۔ وہ یقیناً اسے بھی حسن کی تعریف ہی سمجھیں گی۔ اگر سویڈن کا اخبار ان کے متعلق ''دنیا کی خوب صورت ترین سیاستدان' شہر میں'' کی سرخی لگا سکتا ہے تو آخر ہم محترمہ کے حسن کی تعریف کیوں نہیں کر سکتے۔ آیئے تو ذرا ایک بار پھر با آواز بلند کہیں۔

''جو چاہے ترا حسن کرشمہ ساز کرے''۔

(جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ۔ نومبر ۱۹۹۳ء)

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی دیکھا وہ بھی دیکھ

ننھے منے بچے زندگی کا سنگھار ہیں۔ان کی معصوم مسکراہٹیں امن وآشتی کی علمبردار ہوتی ہیں۔ان کے دلوں کے شفاف آئینے میں نفرت، کدورت اور کینے کا کوئی عکس نہیں ہوتا۔یہ بچے بھی جینے کا حق مانگتے ہیں۔ان کی بقا انسان کی زندگی ہے مگر افسوس کہ دنیا کے بیشتر علاقوں میں ان نوخیز پھولوں کو نہایت بے رحمی سے مسل دیا جاتا ہے۔

چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

- یہ بوسنیا ہے۔یہاں کے بچے اپنی شرارتیں، ضد، لاڈ سب بھول چکے ہیں۔ان کے ہونٹوں سے مسکراہٹیں نوچ لی گئی ہیں اور دل کرچی کرچی ہو گئے ہیں۔تباہ حال عمارتوں یا تہہ خانوں میں پناہ گزین یہ کھوئے کھوئے سے خاموش بچے بھوک پیاس، موسم کی سختیوں اور بیماریوں میں مبتلا ہیں۔مگر کہیں تو کس سے؟ اکثر کے والدین قتل کیے جا چکے ہیں۔خوراک کہیں سے نہیں پہنچنے دی جا رہی۔گھاس اور درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہیں۔ماہرین کے مطابق بوسنیا اور کروشیا میں زیادہ بچے بھوک سے مر رہے ہیں۔جب کہ سربوں کے ہاتھوں قتل کیے جانے والے بچوں کی تعداد ہزاروں پر مشتمل ہے۔۱۹۹۳ء تک اس جنگ میں ۸۵ ہزار بچے متاثر ہوئے۔(بیدار ڈائجسٹ۔مئی ۹۳ء)
- اور یہ فلسطین ہے یہاں کے مسلمان بچوں کی حالت زار بھی بوسنیا کے مظلوموں سے مختلف نہیں۔انہیں گولیوں، آنسو گیس کے گولوں اور مار پیٹ کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔طویل عرصے کے لیے کرفیو نافذ ہونے کی وجہ سے کئی بچے غذا نہ ملنے سے مر جاتے ہیں۔بچے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معصوم دانست میں گھر اور والدین کی گود ایک مضبوط پناہ گاہ ہوتی ہے مگر ایک امریکی تکسن کے مطابق بچوں کو گھروں میں گولیاں مار دی جاتی ہیں۔ڈنڈے برسائے جاتے ہیں۔گلیوں میں کھیلتے، کمرہ جماعت میں پڑھتے بچوں کو مارا گیا۔(بیت المقدس۔ستمبر۹۴ء)

❁ ننھی سارہ کا واقعہ کون بھول سکتا ہے۔وہ ۱۷ ستمبر ۱۹۸۶ء کی صبح تھی، ایک سالہ سارہ دروازے پر زوردار ٹھوکر کی آواز سے چونک کر اٹھ بیٹھی۔حالات سے بے خبر اس کا ننھا سا دل لرز گیا۔گھر والے سمجھ گئے کہ وہ المناک گھڑی آ پہنچی جس کا خوف ان کے رگ و پے میں سرایت کر چکا تھا۔آٹھ سالہ عمر کو بڑے بھائی ابوبکر نے اشارہ کیا۔دونوں غسل خانے کی طرف بھاگے اور اندر گھس کر کنڈی لگالی۔اتنے میں آٹھ دس فوجی اندر داخل ہو چکے تھے۔ ان کے کرخت لہجوں سے خوفزدہ ہو کر سارہ سہم گئی۔اس کی بڑی بہن سولہ سالہ نوحاد سرور نے لپک کر اسے اپنے سینے سے لگالیا۔نو سالہ عائشہ بستر میں منہ چھپائے اس خوش فہمی میں مبتلا تھی کہ یوں متوقع ظلم کا شکار ہونے سے بچ جائے گی مگر ایک اسرائیلی فوجی نے اسے گردن سے گھسیٹ کر اس زور سے زمین پر پٹخا کہ اس کی آنکھیں باہر نکل آئیں اور سانس اکھڑ گیا۔

امی فوجیوں کی منت سماجت کرنے لگیں مگر ان پر اثر کہاں! ایک فوجی نے سارہ کے ابو کے بازو پیچھے کو موڑ رکھے تھے۔درد کی شدت سے ان کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ان سب کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا۔اور بندوق تان لی گئی۔پہلا نشانہ ان کے ابو بنے۔گولی کی آواز اور پھر خون میں لت پت باپ کو گرتے دیکھ کر سارہ کا دل دہل گیا۔اس نے بازو امی کی طرف پھیلا دیئے۔امی امی.....وہ چلائی۔جن کی طرف دوسری گولی چلنے والی تھی۔نوحاد سرور کو ایک ہی فکر تھی کہ کسی طرح معصوم سارہ کو آنے والی قیامت سے بچالے۔اس نے اسے اپنے بازوؤں میں مضبوطی سے سمیٹ لیا مگر شاید یہی وہ لمحہ تھا جب گولی سارہ کے سر میں پیوست ہو گئی اور اس کا دماغ نوحاد سرور کے بازوؤں پر پھیل گیا۔اس کا خون آلود پھول سا جسم نوحاد سرور کے سینے سے لگا حقوق اطفال کی تنظیموں سے اپنا قصور دریافت کر رہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔(بیدار ڈائجسٹ۔نومبر ۹۸ء)

● اور یہ عراق ہے دنیا کا جھگڑا عراق کی حکومت سے ہے مگر سزا بچوں کو مل رہی ہے۔ برطانوی طبی ماہرین کے مطابق اقوام متحدہ کی پابندیوں کی وجہ سے ۵ لاکھ سے زیادہ عراقی بچے اگست ۹۰ سے ۹۵ء تک زندگی سے محروم ہو چکے ہیں۔(نوائے وقت۔۱۴ دسمبر ۱۹۹۵ء)

یہ کہانی فلسطین اور بوسنیا ہی کی نہیں بلکہ روزانہ کئی کئی بار کشمیر، فلپائن، اری ٹیریا، اراکان اور کئی مسلم اقلیتوں کے علاقوں میں دہرائی جاتی ہے۔ یہ بچے دنیا سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم تو کسی سے جھگڑے نہیں۔ مذہبی منافرت اور تعصب سے ہمارا کیا تعلق؟ پھر ہم پر ایسا ظلم و ستم کیوں؟

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ:

غیر مذاہب کے بچوں کے تحفظ حقوق کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو نگاہ نبی اکرم ﷺ کے عہد پر جا ٹھہرتی ہے۔ جہاں سپہ سالار نبی اکرم ﷺ کو محاذ جنگ کی تازہ ترین صورت حال سے آگاہ کر رہے ہیں۔ مشرکین کے چند بچے غلطی سے ہلاک ہو جانے کا تذکرہ ہوتا ہے تو نبی اکرم ﷺ کے چہرے کی رنگت غصے سے بدل جاتی ہے۔ایک صحابی نے عرض کیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ! وہ کافروں کے بچے تھے۔ پھر انہیں جان بوجھ کر قتل نہیں کیا گیا بلکہ غلطی سے قتل ہو گئے''۔فرمایا: بچے چاہے دشمن کے ہوں، تم سے بہتر ہیں۔ خبردار بچوں کو قتل نہ کیا کرو، خبردار بچوں کو قتل نہ کیا کرو، ہر جان اللہ ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔''(مسند احمد)

ماں کا تحفظ بچے کی محفوظ زندگی کی ضمانت ہے۔ایک بار جنگ میں دشمن کی لاشوں کا معائنہ کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی نگاہ ایک عورت کی لاش پر پڑی تو غضب ناک ہو گئے فرمایا:

''اوہ! یہ تم نے کیا کر ڈالا، یہ تو جنگ کرنے والوں میں شامل نہ تھی۔ جاؤ خالد سے کہہ دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ عورتوں، بچوں اور معذوروں کو قتل نہ کیا کرو۔'' (بخاری)

مجاہدین کو جہاد پر بھیجتے ہوئے آپ کی سرفہرست یہ نصیحت ہوتی کہ ''کسی عورت، بچے، بوڑھے کو قتل نہ کرنا۔'' (مشکوۃ)

مہذب دنیا کے اپنے جگر گوشے:

حیران کن بات تو یہ ہے کہ آج کی مہذب اور ترقی یافتہ ممالک کے اپنے جگر گوشے بھی زندگی کے حق سے محروم ہیں اور اس سنگ دلی میں مائیں پیش پیش ہیں۔ چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

اس دن جمعدار نے کوڑا الٹا تو ایک منا سا انسانی جسم کوڑے میں آ گرا۔ حیرت اور خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ ڈھانچہ ایک شاپر میں ڈالا اور تھانے کا رخ کیا۔ ڈھانچہ واقعی ایک ننھے بچے کا تھا۔ مقدمہ درج کر لیا گیا۔ کوڑے والے گھر کی عورت کی خاتون کو عدالت میں بلایا گیا۔ ''جی ہاں یہ بچہ میرا ہی ہے۔.....اس نے اعتراف کیا۔

دراصل چند دن قبل میرے ذہن میں یہ سوال اٹھا کہ ایک بچہ کتنا درجہ حرارت برداشت کر سکتا ہے۔ یہ تجربہ میں نے اپنے ہی بچے کو مائیکرو ویو میں رکھ کر کیا مگر ویری سیڈ، میرا اندازہ صحیح نہ رہا۔ درجہ حرارت زیادہ تھا۔ میں نے مائیکرو ویو کھولا تو بچہ روسٹ ہو چکا تھا۔ لہذا میں نے اسے ڈسٹ بین مین کے حوالے کر دیا۔

ننھی مارگیٹ چاکلیٹ کے لیے ضد کر رہی تھی جب کہ اس کی امی ابھی دینا نہیں چاہتی تھی۔ مارگیٹ رونے لگی۔ چولہے پر چائے کے لیے رکھا ہوا پانی اب کھولنے لگا تھا..... مارگریٹ، بہت ضدی ہو گئی ہو، اب تمہارا علاج کرنا پڑے گا۔ ممی نے کھولتے ہوئے پانی کی کیتلی اٹھائی اور مارگریٹ کے اوپر الٹ دی۔ مارگریٹ کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ اس کا جسم آبلے آبلے ہو گیا تھا۔ آنکھیں اور چہرہ بری طرح جھلس گئے تھے۔ مگر اس کی ممی کو اطمینان تھا کہ مارگریٹ اب ضد نہیں کرے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برطانیہ میں بچوں پر ظلم کے انسداد کے لیے بنائی گئی قومی سوسائٹی میں ۱۹۸۳ء میں ۸۳۸۴۴ کیس آئے جن میں سے ایک یہ بھی تھا۔ (روزنامہ جنگ۔۱۵جولائی ۱۹۸۴ء)

یاد رہے کہ برطانیہ میں سالانہ چھ ہزار بچے والدین کے بے رحمانہ سلوک کا نشانہ بنتے ہیں۔ ہر ہفتے ایک بچہ والدین کے ہاتھوں ہلاک ہوتا ہے۔ (تکبیر۔۲۹نومبر ۱۹۸۵ء)

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ:

آیئے اب ذرا عہد نبوی ﷺ میں چلیں جہاں نبی اکرم ﷺ مسلمان عورتوں سے یہ وعدہ لے رہے ہیں کہ ''اپنی اولاد کو چھپے یا ظاہر کسی بھی طریقے سے قتل نہ کرو''۔ (مسلم) بچوں پر تشدد تو دور کی بات ہے: آپ ﷺ انہیں بتا رہے ہیں کہ ''تم اپنے گھر اور اپنے بچوں کی نگران ہو قیامت کے روز تم سے ان کے بارے میں سوال ہوگا'' (متفق علیہ)

قریش کی عورتوں کو بہترین عورتیں قرار دے رہے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے بچوں سے ان کے بچپن میں نہایت محبت رکھتی ہیں۔ (اسوہ صحابیات صفحہ ۲۱۲)

سوتیلے بچوں پر تشدد:

اور یہ فرانس ہے۔ جہاں سالانہ ۴۰۰ سے ۶۰۰ تک بچے تشدد سے مر جاتے ہیں۔ اکثر تشدد ماؤں کے دوسرے خاوندوں کے ہاتھوں ہوتا ہے۔ ڈیوڈ بیٹن نامی ایک بچے پر اس کے سوتیلے باپ اور ماں نے سات سال تک ہر طرح کا تشدد کیا۔ ایک سال اسے دیوار میں بنی الماری میں قید کر دیا گیا جہاں وہ پورا سال روشنی کی کوئی کرن نہ دیکھ سکا۔

(مغرب کے معصوم بچے۔ ترجمان القرآن صفحہ ۴۷)

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ:

عہد نبوی ﷺ میں جھانکیں تو نبی اکرم ﷺ خود سوتیلے بچوں کے باپ نظر آتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کی اعلیٰ تربیت اور شفقت کی ایسی مثال قائم کی کہ آپ کے نقش قدم پر چلنے والے صحابہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کا مزاج بظاہر سخت تھا..... ان کے سوتیلے بیٹے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گواہی دیتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی مربی (نگہداشت کرنے والا) نہیں دیکھا۔ (طبقات ابن سعد)

بچوں کا اغواء:

پھول کو شاخ سے جدا کر دیا جائے تو وہ مرجھا جاتا ہے۔ اس کی تروتازگی اور شادابی باقی نہیں رہتی۔ اس کی خوبصورتی، خوشبو اور رونق تو شاخ ہی سے وابستہ ہے۔ اللہ کے حسین پھولوں، بچوں کو ان کے والدین سے جدا کر کے اغوا کرنے کے بعد فروخت اور قتل کرنا ایک انتہائی بے رحمانہ اور غیر انسانی عمل ہے۔

آئیں امریکہ میں چلیں جہاں ہر سال پندرہ لاکھ بچے گم ہوتے ہیں۔ اغوا شدہ بچے فروخت ہوتے ہیں۔ انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہر عضو الگ الگ بیچا جاتا ہے۔ ایک صحت مند بچے کی قیمت ۲۵ ہزار پاؤنڈ اور دل کی قیمت ۵۵ ہزار پاؤنڈ ہے۔

(روزنامہ جنگ۔ ۱۷ اگست ۱۹۹۳ء)

امریکہ ہی کے ایک مجرم نے گرفتاری کے بعد گیارہ بچوں کے اغواء اور قتل کا اعتراف کیا۔ لاشوں کی نشاندہی کے لیے اس نے فی لاش دس ہزار ڈالر کا مطالبہ کیا۔ پولیس کو مطلوبہ رقم دیتے ہی بنی۔ اس نے بتایا کہ لاشیں اس کے گھر کے تہہ خانے میں پڑی ہیں۔ بچوں کے چہرے ناقابل بیان تشدد سے مسخ کر دیے گئے تھے۔ یہ اذیت پسند شخص مسخ شدہ بچوں کی چیخ و پکار سن کر خوش ہوتا تھا۔ بچوں کے والدین نے اس کے لیے سزائے موت کا مطالبہ کیا مگر..... ماہرین قانون نے اسے سنگدلانہ اور ناقابلِ عمل مطالبہ قرار دیا۔

(روزنامہ جنگ۔ ۲۰ فروری ۱۹۹۴ء)

گویا وہ کھٹور دل ظالم جرم ظاہر ہو جانے کے بعد بھی آزادی سے معاشرے میں دندناتا پھرے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ:

آیئے ذرا عہد نبوی ﷺ میں چلیں دیکھیں کہ نبی اکرم ﷺ معصوم بچوں کو اغوا کرنے اور ان پر تشدد کرنے کے لیے کیا سزا تجویز کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس معصوم بچوں کے اغوا کا ایک مجرم حاضر ہے اور آپ ﷺ کے حکم سے اس کے دونوں ہاتھ کاٹے جا رہے ہیں تاکہ یہ عبرت ناک سزا پا کر اسے اور اس جیسے دوسرے لوگوں کو کبھی ایسی جرات نہ ہو سکے۔ کیونکہ نبی کے نزدیک ایک بچے کی زندگی بھی اتنی اہم ہے جتنی ایک بڑے شخص کی۔

اور یہ ننھی سی بچی زیور پہنے گھر سے نکلی تھی۔ ایک یہودی کی نیت اسے اکیلے دیکھ کر خراب ہوگئی۔ اس نے ایک بھاری پتھر اسے قتل کرنے کی نیت سے زور سے اس کے سر پر مارا تاکہ اس کے مرنے کے بعد وہ زیور خود لے لے۔ بچی سخت زخمی ہوگئی۔ اس کی چیخ و پکار سن کر لوگ جمع ہو گئے۔ اسے اور یہودی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جایا گیا۔ لڑکی زخموں کی شدت سے کراہ رہی تھی۔ بات کرنا مشکل تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے قاتل کے متعلق پوچھا تو اس نے یہودی کی طرف اشارہ کیا۔ بچوں کے حقوق کے سب سے زیادہ خیال رکھنے والے نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ بچی کے قصاص میں اس یہودی کو بھی پتھر مار مار کر مار دیا جائے۔ چنانچہ یہی ہوا اور تھوڑی دیر بعد بچی بھی مر گئی۔ (صحیح مسلم)

اس کے بعد کسی بدباطن کو ایسا کرنے کی جرات نہ ہو سکی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں تین آدمیوں نے مل کر ایک بچے کو پانی میں ڈبو کر مار دیا تو آپ نے تینوں آدمیوں کو سزا دی۔ (فقہ علیؓ)

بچوں کے حقوق سے بڑے بڑے بادشاہ بھی مستثنیٰ نہیں تھے۔ برصغیر کے بادشاہ سلطان محمد تغلق پر ایک امیر کے بچے نے دعویٰ کیا کہ بادشاہ نے مجھے بلاوجہ مارا ہے۔ بادشاہ نے بھرے دربار میں وہی چھڑی اس بچے کو دی اور اپنے سر کی قسم دلائی کہ جیسے میں نے تمہیں مارا تھا ویسے ہی مجھے مار کر بدلہ لے لو۔ لڑکے نے اکیس چھڑیاں بادشاہ کو ماریں یہاں تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ایک بار بادشاہ کا شاہی تاج بھی سر سے گر پڑا۔" (سفرنامہ ابن بطوطہ صفحہ ۱۳۷)

بچوں کے استحصال کا ایک اور انداز:

آپ نے ننھے منے بچوں کو ہاتھ میں پھول لیے گزرگاہ کے کنارے قطار بنائے کسی اہم شخصیت کی آمد کا منتظر کھڑے دیکھا ہوگا، آخر بچے کس جرم میں اتنی دیر سے ہاتھوں میں پھول لیے کھڑے رہنے پر مجبور ہیں۔ آنے والے کو دیر ہوگئی۔ بچے انتظار میں کھڑے کھڑے تھک گئے۔ استقبال کرنے کے لیے، اسے پھول پیش کرنے کے لیے..... بچپن کی عمر تو آزادی کی عمر ہوتی ہے۔ بڑی شخصیتوں کے استقبال کے لیے انہیں کئی کئی گھنٹے کھڑے رہنے پر پابند کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ کیا یہ ان کا استحصال نہیں؟

یہ بھی دیکھا وہ بھی دیکھ:

ایک راوی حدیث بتاتے ہیں کہ عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما اپنے دورِ خلافت میں سفر سے واپسی کے بعد مدینہ منورہ آتے تو راستے میں ملنے والے پیدل بچوں کو اپنے ساتھ بٹھا لیتے۔ یہ ان کی خواہش تھی کہ خلیفہ وقت ہونے کے باوجود عام لوگوں کی طرح سواری کریں۔ وہ اس طرزِ عمل کو سخت ناپسند کرتے تھے کہ دوسرے حکمرانوں کی طرح خود تو سوار ہوں اور بچے ان کے پیچھے پیچھے چلیں یا استقبال کے لیے سڑک پر گھنٹوں بھوکے پیاسے دھوپ یا سردی میں کھڑے رہیں۔ (بیہقی)

ان چند مثالوں سے قارئین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حقوقِ اطفال کے مکمل تحفظ کا ضامن کون ہے؟

(مطبوعہ ماہنامہ "نور"، ۱۹۹۹ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی تبلیغ کے پرخار مراحل سے گزر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرمان ﴿ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ کی تکمیل کے لیے مطعم بن عدی کو منتخب کر چکا ہے۔ رسول اللہ کے حقیقتاً اللہ کی اور بظاہر مطعم بن عدی کے امان میں ہونے سے بدطینت ابوجہل اُن کو جسمانی ایذا نہیں پہنچا سکتا لیکن اپنی عادت سے بھی مجبور ہے۔ لہٰذا اپنی ناپاک انگلی سے نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طنزاً کہتا ہے:

''اے بنی عبد مناف اے بنو ہاشم! دیکھو تو یہ ہے تمھارا ''خستہ حال'' نبی۔''

غیر مسلم عتبہ بن ربیعہ ہاشمی یہ سن کر تلملا جاتا ہے۔ قبائلی تعلق جوش مارتا ہے، فوراً بات کاٹتے ہوئے کہتا ہے:

''اگر ہم میں سے کسی کو بادشاہت یا نبوت مل جائے تو اس میں اتنا جل مرنے کی بات کون سی ہے۔''

نبی کریم ﷺ کی صداقت پر قربان جایئے، اپنی حمائت اور اس نازک وقت سے لاپروا اپنا فرضِ نبوت ادا کرتے ہوئے عتبہ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

''عتبہ! اپنے قبیلے کی توہین پر تو اتنی غیرت آ گئی، کبھی اللہ اور اس کے رسول کی توہین پر بھی اتنی غیرت آئی''۔

مجھے ایسے لگا کہ یہی سوال میرا ضمیر مجھ سے کر رہا ہو۔ میرے تمام معاشرے سے کر رہا ہو۔ میں نے کتاب ہاتھ سے رکھ دی، میرے ذہن میں خیالات کا جوار بھاٹا امنڈنے لگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چشمِ تصور مجھے دو سال پیچھے لے آئی۔ میں نے اپنے ملک کے سب سے بڑے ایوان میں بے نظیری دور کی بے نظیر وزیراعظم کو اسلامی سزاؤں کے بارے میں وہ فحش گوئی بکتے دیکھا کہ میں کانپ گئی۔ اب تو محترمہ کو وزارتِ عظمیٰ کے عہدے سے خارج کر دیا جائے گا، آخر ہمارا ملک اسلامی ملک نہ سہی مسلمانوں کا ملک تو ضرور ہے۔

لیکن!..... میں نے دیکھا نہ اپنوں نے سرزنش کرنے کی ضرورت سمجھی، نہ غیروں نے، صرف دو تین مدھم آوازیں کسی کونے سے اٹھتی ہوئی سنائی دیں لیکن بیڑا غرق ہو، ایوان میں ہونے والے طوفانِ بدتمیزی کا کہ وہ آوازیں بھی اس میں دب کر رہ گئیں۔

اس کے بعد چشمِ تصور اس واقعے کے کچھ ماہ بعد ہونے والے انتخابات کے نتیجے میں بننے والی حکومت کے ایوان میں چلی گئی جو اسلام کے عملاً نفاذ کی دعویدار ہے۔

میں نے دیکھا اس میں پھر وفاقی وزیر سود جیسی حرام چیز کو حلال قرار دے رہا ہے۔ اسے ملک کی معیشت کے لیے ایک اہم ستون کی حیثیت دے رہا ہے۔ میں نے سوچا پہلی حکومت تو تھی ہی بے نظیر و بے ضمیر لیکن اب..... اب ہی، شاید کوئی اس معاملے میں انتہائی قدم اٹھا لیا جائے، لیکن افسوس..... مایوسی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ پہلے کی طرح کچھ مدھم آوازیں ابھریں تو سہی لیکن سب شور میں دب گئیں۔

لیکن کچھ دن پہلے ہی کی بات ہے سابق "بے نظیر" وزیراعظم بجٹ کے بارے میں تقریر کرتے ہوئے محمد علی جناح کو مسٹر جناح کہہ بیٹھیں، تو حزبِ اقتدار کا دماغ غصے سے کھولنے لگا۔ کنپٹیاں پھڑکنے لگیں۔ محترمہ سے معافی منگوانے کے بارے میں تقریریں ہوتی رہیں، یہاں تک کہ حزبِ اختلاف کے رکن کے سامنے موصوفہ کو صفائی پیش کرنا پڑی، تب کہیں جا کر معاملہ رفع دفع ہوا۔

میں حیرت زدہ رہ گئی۔ یا اللہ کیا یہ وہی عورت ہے جس نے دین کے شعار کی تذلیل کی تھی یا کوئی اور، یا پھر اب اہلِ ایوان کچھ زیادہ ہی غیرت مند ہو گئے ہیں لیکن جب ذرا غور کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو سب وہی تھے لیکن افسوس سب کے دل مردہ ہو چکے تھے۔ غیرت و بے غیرتی کا فرق ان کے ذہنوں سے مٹ چکا تھا۔ اسی لیے تو..... بار بار وفاقی وزراء کے اسلام کے خلاف واضح بیانات کے باوجود نہ کسی کو باز پُرس کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور نہ صفائی پیش کرنے کی۔

میرے ذہن میں نبی کریم ﷺ کا وہ جملہ ابھرنے لگا۔

''عتبہ اپنے قبیلے کی توہین پر تو بہت جلد غیرت آ گئی، کبھی اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے لیے بھی تمھاری غیرت نے جوش مارا''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سوال آج بھی میرے، آپ کے اور ہر مسلمان کے ضمیر پر دستک دے رہا ہے، سوچیے کیا ہمارے پاس اس کا جواب ہے؟

(۱۴۱۳۔۱۔۲۸ھ بمطابق دسمبر ۱۹۹۱ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''قوام'' لغت کے آئینہ میں

کلامِ معجز قرآن مجید کے لیے اللہ تعالیٰ کی منتخب عربی زبان کا یہ اعجاز ہے کہ اس کا ہر لفظ اپنے مصدری خاندان سے تعلق کے حوالے سے اپنے دامن میں معانی کی وسعتیں سمیٹے ہوئے ہوتا ہے۔ان میں سے ہر ایک کا مفہوم اس لفظ کے مفہوم کی نمائندگی کرتا ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی کفو نہیں۔اسی طرح اس کی منتخب زبان عربی کا کفو بھی موجود نہ ہونے کی وجہ سے لاکھ کوشش کے باوجود بسا اوقات اس کے الفاظ کا کسی دوسری زبان کے ایک ہی لفظ میں مکمل مفہوم بیان کر دینا ناممکن ہوتا ہے۔

عربی کی وسعتِ دامانی، خصوصاً اللہ کے منتخب الفاظ کے ایجاز و ابلاغ کا یہی وہ پہلو ہے جو عربوں پر ان کی مادری زبان ہونے کی وجہ سے مکمل طور پر آشکار تھا اور جس کی بناء پر ابو جہل جیسے متعصب مخالفین بھی رات کے اندھیرے میں اپنے آپ کو قرآن مجید سننے کے لیے خلیفۃ الرسول ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تک آنے پر مجبور پاتے تھے۔

قرآن مجید میں مردوں پر خواتین کے حوالے سے عائد ذمہ داریوں کی نشاندہی کے لیے ''قوام'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے منتخب دیگر الفاظ کی طرح یہ بھی تمام تر صفاتِ حسنہ اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔آیئے ذرا اسی پس منظر میں ''قوام'' کے خاندان کے الفاظ سے ملاقات کریں۔

☆ ''قَامَ الْحَقَّ'' حق پر قائم و برقرار رہنا: مرد کے ہاتھ میں بحیثیت قوام پورے خاندان کی مہار ہے۔وہ خود حق پر قائم و برقرار رہے گا تبھی معاشرے کو بھی حق پر قائم رکھ سکے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ "قَامَ بِالْاَمْر" کسی کام کا ذمہ دار ہونا: اللہ تعالیٰ نے نظام کائنات چلانے کے لئے صاحبِ تسخیرِ کائنات انسان کی ہر دو صنف کی ذمہ داریوں کا خود تعین کر دیا کہ دو خداؤں کی خدائی کے بگاڑ کی طرح دو یکساں ذمہ دار فساد کا موجب نہ بنیں۔ متعلقہ آیاتِ مبارکہ کے مطابق مرد کو بیرونی معاملات، رزق کی فراہمی اور خاندان کے سدھار کا ذمہ دار بنایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾(نساء: ٣٤)

"مرد عورتوں پر نگران ہیں بسبب اس کے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ نیز اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنا مال عورتوں پر خرچ کیا"۔

نیز ارشاد نبوی ہے کہ

"والرجل راع فی اهل بیته وهو مسئول عن رعیته"۔(بخاری، مسلم)

"مرد اپنے گھر والوں کا نگران اور اپنی رعیت کے بارے میں مسئول ہے"۔

☆ "قَامَ عَلٰی" نگہبانی کرنا: مرد کا کام نساء اور خاندان کی تمام روحانی اور مادی حملوں سے حفاظت اور نگہبانی کرنا ہے۔

جس طرح گھر کے نگہبان چوکیدار کی غفلت یا اونگھ سارے گھر کو تہی داماں کر سکتی ہے۔ اسی طرح قوام کی اپنی ذمہ داریوں سے غفلت پورے معاشرے کو روحانی اور مادی حوالے سے تہی داماں کر سکتی ہے۔ نیز جس طرح چوکیدار کے بغیر گھر کو کسی وقت بھی بیرونی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، اسی طرح مرد کی "قوامیت" کو اختیار اور تسلیم کئے بغیر خاندان اور خود "النساء" کی ذات کا محفوظ رہنا ناممکن ہے۔

☆ "قَامَ اَهْلِهٖ" اہل وعیال کے کام انجام دینا: مرد بحیثیت قوام اہل وعیال کی تمام بیرونی ذمہ داریاں پوری کرنے کا ذمہ دار ہے۔ عورت کا کام "وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ" کے حکم کے مطابق گھر میں رہنا اور گھریلو ذمہ داریاں نبھانا ہے۔ اس کی ایک نظیر تربیت یافتہ رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ علی رضی اللہ عنہ کا طرز عمل ہے۔ جس کے مطابق انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کا تعین کرتے ہوئے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ تم آٹا گوندھو گی یعنی گھر کے کام کرو گی اور میں باہر سے پانی بھر کر لایا کروں گا۔ گویا بیرون خانہ، ذمہ داریاں خود اٹھائیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملازمت، خرید و فروخت، آنے جانے کی بیرونی ذمہ داریاں مرد کی ہیں۔ انہیں عورت کے کندھے پر ڈالنا اس فریضے کی خلاف ورزی ہے، اسی طرح اگر کوئی عورت بلا اشد ضرورت، شوقیہ طور پر بیرونی ذمہ داریاں خود اٹھا لیتی ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مقررہ کردہ حدود کی خلاف ورزی، اس کے متعین اصولوں میں تجاوز اور مرد کو اس کی صفت قوامیت سے محروم کرنے کے مترادف ہے۔

☆ "اَقَامَ الشَّیء" قائم و دائم رکھنا: قوام کا کام معاشرے یا "النساء" کو راہ راست پر لانا اور اسے شاہراہ مستقیم پر قائم و دائم رکھنا ہے۔

☆ "اَقَامَ الصَّلٰوۃ" نماز قائم کرنا: اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کا نماز پڑھنا، قائم کرنا مطلوب ہے۔ قیام صلوٰۃ خشوع و خضوع، عاجزی اور انکساری۔ چاق و چوبند حاضری اور ارکان کی مکمل اور بروقت ادائیگی نیز عمل میں مداومت کا نام ہے۔ قیامِ صلوٰۃ مسلمانوں کے لئے ہر معاملے میں اطاعتِ الٰہی کا نقطۂ آغاز ہے۔

مرد کی قوامیت کی ذمہ داری بھی کما حقہ، تبھی ادا ہو سکتی ہے جب ہمہ وقت اللہ کے حضور خشوع و خضوع کی کیفیت ہو۔ حدیث کے مطابق ان تعبد اللہ کانك تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراك۔ اللہ کی عبادت یوں کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو (اتنا تو ضرور ہو) کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔ (بخاری)

"میں ہر دم اللہ کی نظر میں ہوں" کا اصول ہمہ وقت ذہن میں تازہ رہے۔ تبھی وہ اپنی ذمہ داریاں تندہی سے سرانجام دے گا، اپنے زیر کفالت افراد کے حقوق کی ادائیگی اللہ سے ڈرتے ہوئے کرے گا۔

نیز ارکانِ صلوٰۃ کی طرح یہ تمام فرائض "توازن" کی خاص شان کے حامل ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس طرح وقت گزر جانے پر نماز ادا کرنے سے صلوٰۃ کے تقاضے پورے نہیں ہوتے اسی طرح بروقت حقوق کی ادائیگی نہ کرنے سے بھی قوامیت کے تقاضے پورے نہیں ہوں گے۔ضرورت کے وقت اغماض اور ضرورت کا وقت گزر جانے کے بعد ادائیگی کسی طرح درست نہیں ہوسکتی۔

جس طرح صلوٰۃ پر مداومت نماز قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔نمازیں چھوڑ دینے سے اور کبھی کبھی پڑھنے سے نماز قائم نہیں رہتی۔اسی طرح اپنی ذمہ داریاں تسلسل کے ساتھ نبھانا ''قوامیت'' کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے۔

☆ ''اقامہ'' کھڑے ہونا،گری پڑی چیز ہمیشہ ٹھوکروں کی زد میں ہوتی ہے۔وقعت اور اہمیت سے محروم،کمزور اور خود اٹھنے پر قادر نہیں ہوتی۔شریعتِ محمدیہ ﷺ سے قبل عورت تمام معاشرے اور مذاہب میں اپنی حیثیت سے گرادی گئی تھی۔عزت و وقعت اور اہمیت سے محروم تھی۔یہ نعمتیں اسے اسلام نے عطا کیں۔دین اسلام کے عطا کردہ عزوافتخار کا عورت کی عملی زندگی میں نفوذ،باطل مذاہب ونظریات کے اسے دیئے ہوئے تذلل کی کھائیوں سے نکال کر اسلامی معاشرے کے پرسکون اور مفتخر سائے کے نیچے لا کھڑا کرنا مسلمان مرد ''قوام'' کا کام ہے۔جسے اللہ تعالیٰ نے اس کا کفیل اور ذمہ دار بنایا ہے۔

موجودہ دور میں ایک بار پھر بے راہ روی،فحاشی اور عریانی کی پستیوں میں گری عورت دوبارہ اٹھنے کے لئے قوام کے سہارے کی محتاج ہے۔اگر کوئی عورت نادانی میں اس ذمہ داری کو تسلیم نہیں کرتی اور مرد کے اس فریضے کی ادائیگی میں رکاوٹ بنتی ہے۔تو وہ اللہ کی عائد کردہ ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مخل ہورہی ہے۔اس کا انجام ہمیشہ پستیوں میں گرے اور گھرے رہنے کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔

☆ ''اَلاِ قَامَۃ'' فوجی ڈیوٹی:قوام کی صفات کی جامع صفت یہی ہے۔قرآن وحدیث کے مطابق مرد کا فریضہ بیرونِ خانہ معاملات کا سدھار اور درونِ خانہ معاملات کا شورش اور فساد سے تحفظ ہے۔فوج کی ذمہ داری بھی یہی ہے۔

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فوج کے بغیر کسی ملک کا وجود میں رہنا ناممکن ہے۔قوام کے بغیر بھی کوئی خاندانی نظامِ امارت محفوظ نہیں رہ سکتا۔مغرب میں ''قوام'' سے ''آزادی'' کا نتیجہ خاندانی انتشار کی صورت میں اس کی واضح دلیل ہے۔

فوج غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرے تو ملکی سلامتی کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔قوام غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرے تو گھر کی حالت دگرگوں ہو جاتی ہے۔

سرحدوں کے محافظوں کے لئے پل بھر کی غفلت مہلک ثابت ہو سکتی ہے اور گھر کی سرحدوں سے قوام کی غفلت بھی مہلک نتائج برپا کر سکتی ہے۔

فوج کی کوتاہی سے معاملہ موت تک پہنچ جاتا ہے۔زندگی اور رنگ و بو کے مراکز سنسان اور ویران کھنڈرات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔قوام کی کوتاہی سے مال، جان، عزت سب سے ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے۔فوج کے لئے سخت جانی اور مردانگی کا وصف ہونا ناگزیر ہے۔قوام کی صفات میں بھی سخت جانی اور مردانگی کا وصف ہونا ناگزیر ہے۔عورتوں کی طرح نازک مزاجی اور بناؤ سنگھار، صفت قوامیت کے منافی ہے۔

☆ ''قَائِمُ السَّیْفَ'' تلوار کا قبضہ: مرد کی حیثیت بھی تلوار کے قبضے کی طرح بااختیار ہے۔ اختیار کی یہ تلوار فساد کے لئے بھی استعمال ہو سکتی ہے اور رفع فساد اور اصلاح کے لئے بھی۔محافظت کے لئے بھی استعمال ہو سکتی ہے اور تخریب کاری کے لئے بھی۔مرد کی صفت قوامیت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی بااختیار حیثیت سے دین قیم کی روشنی میں فائدہ اٹھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو وہی تلوار پسند ہے جو حق و انصاف کی شہادت اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے بلند ہو۔

☆ ''قَائِمُ الْمَاء'' وہ بلند ٹینکی یا عمارت جہاں سے پانی تقسیم ہوتا ہے: پانی مادی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے۔روحانی زندگی کی بقاء کے لئے معاشرے کو اخلاق فاضلہ، اصلاح و درستی کا آب حیات تقسیم کرنے والا بالاتر حیثیت کا مالک مرد یعنی قوام ہے گویا اس کی غیر موجودگی سے خاندان کی زندگی کا سفینہ ڈول سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ "قَائِمَة" تخت کا پایہ: پایہ گر جائے، ٹوٹ جائے یا اس کو گھن لگ جائے تو پورا تخت نیچے آ گرتا ہے۔ قوام بھی معاشرے کے تخت کو اپنی بنیادوں پر کھڑا رکھنے والا ہے۔ مرد کی صفات قوامیت مفقود ہو جائیں تو معاشرہ کی عمارت گر جاتی ہے۔

☆ "اَلْقَائِمُ" فہرست کتاب: کتاب کی فہرست اندرونی صفحات کے مضامین کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ فہرست کے مشتملات عمدہ ہوں تو یقیناً کتاب بھی عمدہ ہوگی۔ قوام بھی معاشرے کے اخلاق اور دین کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس کی عمدگی پر معاشرے کی کتابِ زندگی کی عمدگی کا انحصار ہے۔

☆ "یَقُوْمُ" ہل کی وہ لکڑی جو کسان ہل چلاتے وقت اپنے ہاتھ میں پکڑتا ہے: ہل کو اللہ نے معاشرے کے لئے رزق کی فراہمی کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔ مرد کی قوامیت کی بھی ایک اہم صفت یا سبب جس کا تذکرہ زیر بحث آیت میں اللہ نے کیا:

﴿ وَبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾

کی صورت میں کیا ہے، تلاشِ معاش اور فراہمی رزق کی ذمہ داری ہے۔

☆ "تَقُوْمَ الشَّیء" کسی چیز کا سیدھا ہونا: مرد کا کام صرف دوسروں کو سیدھا رکھنا ہی نہیں خود بھی شاہراہِ مستقیم پر استقامت کا مظاہرہ کرنا ہے۔ اگر وہ خود سیدھا نہیں ہوگا تو معاشرے اور گھر کو کیسے سیدھا کرے گا۔ اگر وہ گھر والوں کو صدق و امانت، ایفائے عہد، عفت و حیا جیسے اخلاق حسنہ سے متصف دیکھنا چاہتا ہے تو پہلے اسے خود اپنا دامن اخلاقِ سیئہ سے بچانا ہوگا۔

اگر وہ گھر والوں کو عفو و درگزر، صلح و محبت کا عادی بنانا چاہتا ہے تو پہلے اسے خود کو نمونہ بنا کر پیش کرنا ہوگا۔ زبان میں تاثیر کی بنیادی رمز یہی ہے کہ حکمِ الٰہی ﴿ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ (الصف: ۲) ''تم وہ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔'' اس کا تقاضا بھی یہی ہے۔

☆ "تَقْوِیْم" کیلنڈر: تقویم شب و روز کے پروگراموں کی ترتیب درست رکھنے میں بنیادی معاون کی حیثیت رکھتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

★ "قَیِّمَ" کنویں پر پانی کھینچنے کی چرخی اور اس کا سامان ہے۔ مرد بھی گھر کے شب و روز کی ترتیب دینِ قیم کے دیئے گئے پروگرام کے مطابق درست رکھنے میں بنیادی عامل کی حیثیت رکھتا ہے۔ کنواں پانی سے کتنا ہی بھرا ہوا کیوں نہ ہو، چرخی کے بغیر پانی کا حصول ناممکن ہے۔ اسی طرح زیرِ تربیت افراد میں حسنِ اخلاق اور صلاحیتوں کے کتنے ہی جوہر کیوں نہ پوشیدہ ہوں، انہیں نکھار کر جلا بخشنے والا اور انہیں ان کے سوتوں سے کھینچ کر معاشرے کو سیراب کرنے والا مرد ہی ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح چرخی بقائے حیات کے اہم جزو پانی کی فراہمی کا ذریعہ ہے اسی طرح مرد بھی فراہمی رزق کا ذریعہ ہے۔

★ "قَیِّمَ" کسی چیز کا بااختیار متولی، شوہر۔ مرد اللہ کی جانب سے بااختیار حیثیت کا مالک اور صاحبِ ولاء ہے۔ اعتدال، حکمت، دوام علی الحق، انصاف، اپنے ذہن میں ذمہ داریوں کا تعین، اصلاح کی خواہش اور خود بھی صراطِ مستقیم پر گامزن رہنا اس کی صفتِ قوامیت کا تقاضا اور ایک بااختیار متولی کی اللہ کو مطلوب صفات ہیں۔

اس صفتِ خاص کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنا اختیار استعمال کرنے کے لیے چوکنا رہے۔ اس کے اختیار کی ڈھیل مہلک ثابت ہو سکتی ہے جس طرح کسی ادارے کے بگڑنے پر اس کا منتظمِ اعلیٰ جواب دہ ہوتا ہے، اسی طرح خاندان اور معاشرے کے منتظمِ اعلیٰ کو (الفاظ حدیث کے مطابق) راعی ہونے کی حیثیت سے ہمہ وقت یہ احساس رہنا چاہئے کہ وہ روزِ قیامت اللہ کے ہاں اپنی رعایا کے بارے میں مسئول ہوگا۔

مرد شوہر ہونے کی حیثیت سے اس عورت کا خاص طور پر صاحبِ متولی ہے جس کا ہاتھ اس کے والدین نے اس کے ہاتھ میں تھمایا ہے۔ اگر وہ کسی غلط اقدام پر مصر ہو بھی تو مرد زبردستی اپنے حقِ قوامیت (اصلاح کی ذمہ داری کی بااختیار حیثیت) استعمال کرنے کا مجاز ہے اور عورت کا مرد کی حیثیت کو تسلیم کر لینا ہی اس کے اپنے دینی و دنیاوی تحفظ کی ضمانت ہے۔

★ "اَمْرَ قَیِّمٍ" سیدھا، راست معاملہ: اسلام کو قول و فعل میں تضاد کے بجائے مطابقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطلوب ہے، یہی وجہ ہے کہ مرد راست معاملہ ہونے کی صورت میں ہی ''قوامیت'' کے دینی فرائض سے عہدہ برآ ہو سکے گا۔

☆ "اَلدِّیْنُ قَیِّمَۃ" : دینِ مستقیم، سیدھا دین: مرد قوامیت کی حقیقی روح کو تبھی پا سکتا ہے جب وہ اپنی بااختیار حیثیت کا استعمال دین قیم کی روشنی میں کرے۔ اس کے شب و روز دین قیم کی تعلیمات کے پابند ہوں۔

☆ "قَـــوَّمُ" ٹیڑھا پن درست کرنا: عورت کا مزاج مختلف قسم کے افراط و تفریط کا مجموعہ ہے۔ اس کی فطرت میں اعتدال نہیں۔ اس کے فرائض ''مفہوم امومت'' کا تقاضا تھا کہ اس میں رحمت و رافت اور ہمدردی کے جذبات بدرجہ اتم رکھے جاتے۔ یہ تمام جذبات بسا اوقات حدود سے متجاوز ہو کر خطرناک صورت اختیار کر سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں عورت صنفِ نازک بھی ہے۔ اپنی زندگی کا کم و بیش ۳/۴ حصہ مختلف قسم کی ایسی بیماریوں سے گزارتی ہے جو اکثر اوقات اسے غیر معمولی کیفیت سے دو چار کر دیتی ہے۔ جس کا نتیجہ چڑچڑے پن، غم، جذباتیت وغیرہ کی صورت میں رونما ہو کر نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ حدیث کے مطابق بھی عورت کا مزاج پسلی کی طرح ٹیڑھا ہے اگر اسے سختی سے سیدھا کیا جائے تو ٹوٹ جائے گی جس طرح پسلی ٹیڑھے رہ کر ہی اپنے فرائض سرانجام دے سکتی ہے، اسی طرح عورت کا ٹیڑھا پن اور اس کے مزاج میں افراط و تفریط اس کی خصوصیت ہے۔

مرد کی قوامیت کا تقاضا ہے کہ حکم الٰہی ﴿عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (ان کے ساتھ معروف کے ساتھ گزر بسر کرو) کے مطابق اس ذمہ داری کو نبھا ہے۔ ہدایت نبوی ﷺ کے مطابق عورت کو سختی کے بجائے پیار سے سیدھا رکھنے اور سدھارنے کی کوشش کرے۔ گویا بااختیار حیثیت کا مفہوم اس پر اپنی قوامیت کا رعب جمانا نہیں بلکہ حکمت سے اس کے مزاج کی کجی دور کر کے اسے راہ راست پر قائم رکھنا ہے، موعظتِ حسنہ اور قولِ لیّن (کلام نرم و نازک) کے ساتھ اس لیے کہ وہ صنفِ نازک ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ "قوم لشيء" : کسی چیز کی تعین وتعدیل کرنا: حق و باطل کا تعین کر کے اسے زیر کفالت و زیر نظامت افراد پر نافذ کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ اس کے فرائض بھائی، باپ، بیٹا، خاوند وغیرہ مختلف حیثیتوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ان سب میں اعتدال کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی ادائیگی صفتِ قوامیت کا تقاضا ہے۔ جس طرح دیگر امور کو بغیر کسی تعین یعنی ضابطے کی پابندی کے بغیر سرانجام دینے سے معاشرہ ظلم و ناانصافی کا شکار ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جب تک اعتدال اور عدل کے ساتھ مرد تمام افراد کے حقوق کا تعین کر کے ان کی ادائیگی نہیں کرے گا، ہر شخص دوسرے سے شاکی اور اپنی جگہ مظلوم رہے گا۔

☆ "قَـاوِمَة قَـوَّامَةٌ": ① کسی دوسرے کے ساتھ قیام کرنا۔ مرد اور عورت ایک دوسرے کے رفیق ہیں فریق نہیں۔ حلیف ہیں حریف نہیں۔ النساء شقائق الرجال کے مصداق دونوں کا کام باہمی اتفاقِ رائے سے اپنے فرائض کی ادائیگی ہے۔ ایک دوسرے کو حقیر سمجھنا یا حقیر ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ حسن و خوبی قیام تبھی ہو سکتا ہے کہ انصاف، اعتدال اور ایک دوسرے سے معاونت کی فضاء قائم ہو۔

② ایک دوسرے کا قائم مقام ہونا۔ گویا دونوں کی ذمہ داریوں (بیرون خانہ اور اندرون خانہ) کے تعین و تقسیم سے کسی کی حیثیت متاثر نہیں ہوتی، نہ کوئی کمتر اور برتر ثابت ہوتا ہے۔ نظامِ کائنات چلانے کا یہ ایک طریق کار ہے ورنہ دونوں اللہ کے ہاں برابر اور اپنی جگہ ایک دوسرے کے قائم مقام ہیں۔

☆ قَـوَّامَ أَهْلِهٖ : ① اپنے کسی معاملے کا دارو مدار اور ② مایہ انتظام ③ خوبصورت قد والا اور وجیہہ ④ معاملہ کا ذمہ دار اور کفیل ⑤ معاملہ کی ذمہ داری پوری کرنے پر قادر۔

① مرد ہی خاندان کے تمام معاملات کا مایہ انتظام ہے۔ استحکام خاندان کا انحصار اسی پر ہے۔

② مرد خاندانی نظامِ امارت کا کفیل ہے جس طرح امیر کے بغیر نظامِ امارت و مملکت نہیں چل سکتا، اسی طرح مرد کے بغیر خاندانی نظامِ امارت کا چلنا ناممکن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ مرد کسی سلطنت کے بادشاہ کی طرح اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے پر اللہ کی طرف سے قدرت دیا گیا ہے۔ عورت اگر دینی حوالے سے کوئی کام کرنا چاہے تو وہ بھی اس کے لیے مرد کے تعاون کی محتاج ہے۔

④ مرد یعنی قوام خاندان کی وجاہت ہے۔

★ "قَوَّامَ الْاِنْسَان": انسان کا قد، اس کی خوبصورتی اور نمائی: انسانیت کے دو ستون مرد اور عورت ایک دوسرے کا تکملہ اور تتمہ ہیں، ایک دوسرے کی ضرورت ہیں، ایک دوسرے کی باہمی معاونت اور محبت، ہمدردی کے بغیر دونوں میں سے کوئی بھی امن وسکون سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔ قوام خاندان اور النساء کی خوبصورتی ہے۔ اس کا ہاتھ چھوڑ کر بزعم خود "آزادیِ نسواں" کے حصول کی دعوے دار عورت اپنے حسن اصلی سے محروم ہو جاتی ہے۔

★ "اَلْقَوَّام": اعتدال: انسانی زندگی کے ہر پہلو میں اعتدال کی اہمیت واضح ہے، کھانے میں اعتدال نہ ہو تو انسان بدپرہیزی کا شکار ہو جائے، کھانا صحت کی بجائے بیماری کا پیغام بن جائے۔ خرچ میں اعتدال نہ ہو تو انسان پیسے پیسے کو محتاج ہو جائے۔ یا بدترین صفت کنجوسی اور سنگدلی سے متصف ہو جائے۔ بولنے میں اعتدال نہ ہو تو سب اکتا جائیں، کوئی پاس بیٹھنے کا بھی روادار نہ ہو۔

مرد قوام ہے۔ خاندانی استحکام کا ذمہ دار، اس کے مجموعی مزاج میں بھی اعتدال نہ ہو تو خاندان استحکام کی بجائے انتشار کا شکار ہو جائے، روحانی دیوالیے پن میں مبتلا ہو جائے۔ مرد عبادات میں اعتدال نہ رکھے تو بھی خاندان کی حالت دگرگوں ہو جائے۔ اور اگر دنیا کے امور میں اعتدال نہ رکھے تو بھی بے راہ روی کے خطرات کا سامنا کرنا پڑے۔ اپنے غم وغصے میں اعتدال نہ رکھے تو اپنے بیگانے سب دور بھاگیں۔ خاندان کے افراد بغاوت کر دیں۔ خاندان کے ہر فرد کے حقوق کی ادائیگی میں اعتدال نہ رکھے تو آپس میں بھی شکایات پیدا ہوں اور قوام سے بھی۔ یوں ایک لامتناہی سرد جنگ چھڑ جائے۔ بیوی، ماں باپ، بچے، بہن بھائی، دیگر رشتہ دار سب اپنے اپنے حقوق کی ادائیگی کے لحاظ سے اعتدال اور عدل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے محتاج ہیں۔ان سب میں توازن رکھنا صفت قوامیت کی شان ہے۔

☆ "قَــــوَّام": بقدر ضرورت روزی، قوتِ لایموت: جس طرح قوتِ لایموت کے بغیر زندگی کا تصور نہیں اسی طرح قوام کی قوامیت تسلیم کئے بغیر اور قوام کا خود اپنی قوامیت کے فرض کا ادراک کیے بغیر انسانی معاشرے کی حقیقی زندگی کا تصور مفقود ہے۔ایسی زندگی کو دین قیم کے سائے میں صراطِ مستقیم پر ابدی پرسکون، مطمئن اور عیشۃ الراضیہ زندگی کی طرف مائل بہ پرواز ہو۔

حاصلِ گفتگو یہ کہ جس طرح کسی گلاب کے پھول کی پتی پتی الگ کرنے سے خوبصورتی اور انتہائی متناسب انداز میں ترتیب کا ایک سے ایک نئے جہان کا دروازہ کھلتا چلا جاتا ہے۔اسی طرح ''قوام'' کے خاندان دوسرے الفاظ کے پس منظر میں ''قوام'' کے لفظ پر جتنا غور کرتے چلے جائیں انسانی معاشرے کے استحکام کی بنیاد اور خاندان کے استحکام کے ذمہ دار مرد کی مختلف حیثیتیں اور ذمہ داریاں روز روشن کی طرح واضح ہوتی چلی جاتی ہیں اور انسان بے اختیار یہ پکار اٹھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ قِيْلاً ـ'' بھلا حسن وخوبی میں اللہ سے بڑھ کر کس کی بات ہو سکتی ہے۔''

(لفظ قوام کی تحقیق کے لیے ''المنجد'' سے استفادہ کیا گیا ہے۔)

❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انگلی چھوڑ نہ دینا

ماں نے بچے کو اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا لیکن بیٹا.....اس کی آنکھوں سے خوف و حیرانی کے تاثرات جھلک رہے تھے، وہ سب کو پہچاننے سے انکار کر رہا تھا۔ سب اسے یاد دلانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن اس کی زبان پر جیسے دہشت نے پہرہ بٹھا دیا ہو۔ بڑی مشکل سے بولتا بھی تو بے ربط جملے، اور جیسے وہ ہر ایک سے سہما ہوا ہو۔ وہ کسی کو اپنا نہیں مان رہا تھا۔ اس کے کمرے میں اسے لے جا کر اس کے کپڑے اور کھلونے دکھائے گئے لیکن وہ بے چارہ یہ سب دیکھ کر بھی پہچاننے سے عاری تھا۔

ماں باپ، بہن بھائیوں کو جہاں بچے کے مل جانے کی خوشی تھی، وہاں اس کے مخبوط الحواس ہو جانے کا غم بھی تھا۔ نہ جانے ظالم اغوا کرنے والوں نے اسے کیا کھلایا پلایا تھا، اس کو کس کس طرح جسمانی اور ذہنی صدمات پہنچائے تھے کہ اس کے شعور اور لاشعور کے دونوں خانے مقفل ہو چکے تھے۔ بے چارے کا عجیب حلیہ بنا ہوا تھا، گندے کپڑے، لمبے بدبودار بال، عمر یہی کوئی آٹھ دس سال تھی۔

آج سے تین چار ماہ پہلے اس کی ماں اسے اپنے ساتھ لے کر انارکلی خریداری کرنے گئی۔ ہجوم میں بچے نے ماں کی انگلی چھوڑ دی، بچہ پیچھے رہ گیا، ماں کو بھی فوراً خیال نہیں آیا، ایک بڑھیا نے موقع پا کر اسے کچھ سنگھا کر بے ہوش کیا اور اغوا کر کے لے گئی۔ بچے کی گمشدگی کی وجہ سے ماں باپ کی حالت ناقابل بیان تھی۔ یہ بچہ احسان دانش مرحوم کا نواسا تھا، انہوں نے صدر مملکت جنرل ضیاء الحق سے اپیل کی، صدر صاحب نے انٹیلی جنس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محکمے کو تاکید کی، آخر چار ماہ بعد بچہ ایک گاؤں سے .....ایک عورت کے گھر سے اس حالت میں برآمد ہوا کہ وہ کسی کی شناخت ہی سے عاری ہو چکا تھا۔ نہ جانے بعد میں اس بچے کے حواس بجا ہوئے یا نہیں۔

ابو جان مجھے یہ واقعہ سنا رہے تھے اور میں یہ سوچ رہی تھی کہ انسانوں کے خود ساختہ نظریات کے ہجوم میں .....اور زندگی کی ٹیڑھی ترچھی راہوں کی بھول بھلیوں میں بھٹک جانے سے بچنے .....اور سیدھی راہ پر قائم رہنے کے لیے بھی ماں سے ستر گنا زیادہ شفیق ہستی اللہ رب العالمین کے احکامات کی انگلی پکڑ کے چلنا.....اسی طرح ضروری ہے، جس طرح ہجوم میں چھوٹے بچے کے لیے اپنی ماں کی انگلی پکڑ کر چلنا.....اور اگر اللہ نہ کرے اس بچے کی طرح انگلی چھوٹ جائے تو انجام اس بچے سے کسی طرح بھی مختلف نہیں ہوگا۔

بچے کے مخبوط الحواس ہو جانے کا سن کر مجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ كَمَا يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ﴾(البقرۃ:۲۷۵)

''جیسے شیطان نے اسے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو''۔

یاد آ گیا۔ واقعی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی انگلی چھوٹ جانے سے انسان ہوش حواس ہوتے ہوئے بھی بدحواس ہو جاتا ہے۔

انسان خالق کی تعلیم کے مقابلے میں مخلوق کے خود ساختہ نظریات میں پھنس جائے تو موت کے وقت اللہ کے پاس واپس ہونے پر.....منکر ونکیر کے سوالات کا جواب بھی .....اس بچے کے جوابات سے مختلف نہیں ہوگا جو بدحواسی میں اپنے گھر اور اپنی چیزوں کو دیکھ کر بھی پہچان سے انکار کرتا رہا.....اللہ تعالیٰ ہمیں اس ہولناک انجام سے بچائے۔ آمین!

(۲۷ صفر ۱۴۱۳ھ۔ ۲ جنوری ۱۹۹۲ء)

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارہ منہ؟

مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی گھناؤنی سازش پر مشتمل، ابلیسی سازشوں.....کا ایک روپ رافضیت بھی ہے جس نے یہودیت کی گود میں آنکھ کھولی اور افتراق و شخصیت پرستی جیسے کئی فتنوں کو جنم دیتی ہوئی پروان چڑھی، یہودیوں کی ضرب المثل عیاری اسے ورثے میں ملی، لہٰذا اس کا طریق کار اتنا محتاط ہے کہ بعض سادہ لوح مسلمان بھی اسے مسلمانوں ہی کا فرقہ سمجھتے ہوئے با آسانی اس کی سازش کا شکار ہو جاتے ہیں۔

گذشتہ صدی میں لکھی جانے والی کتب اور بعض جدید کتب کے حاشیہ کے آخر میں ۱۲منہ، ۱۲رحمۃ اللہ علیہ، ۱۲مص، ۱۲عفی عنہ، ۱۲رضی اللہ عنہم اور اسی مفہوم کے دیگر الفاظ نظر سے گزرے لیکن ان کی منطق سمجھ میں نہ آسکی۔ اس کا بھید تو ایک کتاب ''شیعیت کے داغ'' مصنفہ نوید احسن ندوی میں مرزا غالب کا ایک خط پڑھنے پر کھلا۔ جس میں وہ اپنے دوست حبیب حاتم علی بیگ مہر کو لکھتا ہے۔

''صاحب! بندہ اثنا عشری ہوں۔ ہر مطلب کے خاتمے پر ۱۲ کا ہندسہ کندہ کرتا ہوں۔ خدا کرے میرا خاتمہ اس عقیدے پر ہو ۱۲منہ، (خطوط غالب ۲۲۱)

مزید تفصیل کے لیے مولانا عبدالقدوس ہاشمی کی کتاب ''چند مکاتیب'' ملاحظہ فرمائیں۔

یہ روش شیعوں تک محدود رہتی تو کوئی بات نہ تھی کہ ان کا تو عقیدہ ہی یہی ہے، وحدت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الوجود کے فلسفے کی طرح وہ اثنا عشرہ یہ ماحول کو خدا کا..... پر تو ہی کہتے ہیں لیکن ایسا تو یہ ہے کہ یہ الفاظ اہل سنت کی بعض کتب میں بھی نظر آئے۔

مولانا منظور نعمانی کی رافضیت کے خلاف جدوجہد سے کون واقف نہیں، ان کی کتاب ''خمینی ایرانی انقلاب اور شیعیت'' نیز ''فرقان'' کا وہ خاص نمبر جس میں رافضیوں کے کفر پر تمام مکاتب فکر کے علماء کے فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں ان کے جہاد کا منہ بولتا ثبوت ہیں مگر ان ہی کی دوسری تصنیف ''معارف الحدیث''، شائع شدہ دارالاشاعت کراچی میں حواشی کے اختتام پر ۱۲ منہ درج ہے۔ مولانا سعید احمد مفتی اعظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پوری کی کتاب ''معلم الحجاج'' میں تمام حاشیہ جات کے اختتام پر ۱۲ منہ اور بعض جگہ اس کا اختصار صرف ۱۲ درج ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی کی کتاب ''صحبتے با اہل دل'' کے حاشیہ کے اختتام پر صفحہ نمبر ۱۶۱ پر درج ہے۔

مولانا اسماعیل سلفی کی کتاب 'جماعتِ اسلامی کا نظریہ حدیث اور حجیت حدیث'' شائع شدہ گھر جاکھی کتب خانہ کے ہر حاشیے کے اختتام پر ۱۲ منہ درج ہے۔ الحمدللہ مکتبہ سلفیہ کے زیر اہتمام اسی کی جدید اشاعت میں اس پراسرار کوشش کو ختم کر دیا گیا ہے۔

صحیح بخاری شریف کی شرح تیسیر الباری شائع شدہ نعمانی کتب خانہ کے تمام حواشی کے اختتام پر ۱۲ منہ رحمہ اللہ علیہ درج ہے۔

محشی و مترجم مؤطا امام مالک شائع شدہ نعمانی کتب خانہ ہر حاشیے کے اختتام پر ۱۲ ص اور ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ درج ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح عربی شائع شدہ دارالاشاعت کراچی پر حاشیے کے اختتام پر ۱۲ منہ یا ''۱۲'' درج ہے۔

رحمت العالمین ﷺ، قاضی سلیمان منصور پوری شائع شدہ غلام علی اینڈ سنز کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاشیوں کے اختتام پر ۱۲ منہ درج ہے۔

تحقیق پر معلوم ہوا کہ غلام علی اینڈ سنز کی ہر شائع شدہ کتاب کے حواشی کے آخر میں ۱۲ منہ یا ۱۲ کا التزام ہوتا ہے، نہ جانے کیوں؟ ایسی بے شمار کتابوں میں سے آپ نے چند ایک میں یہ علامت ملاحظہ فرمائی، المیہ تو یہ ہے کہ.....کلام اللہ پر بھی انتہائی گھناؤنی سازش کرنے سے دریغ نہیں کیا گیا، تمام پاکستانی نسخوں پر حاشیہ ''وقف غفران عند المتاخرین وعند المتقدمین'' جہاں جہاں بھی آیا ہے آخر میں لکھا گیا ہے ۱۲۔

یاد رہے ''۱۲''۔ ۱۲ منہ کا ہی مخفف ہے۔ انتہائی قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ سعودی عرب میں شائع شدہ حجاج کو خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد کی جانب سے ھدیتاً دیے جانے والے نسخوں میں بھی یہ اضافہ ہے۔ غالباً یہ اس وجہ سے ہے کہ اس نسخے کے کاتب ایک پاکستانی جید عالم دین تھے۔ لاشعوری طور پر ایک پرانی روش کو اپناتے ہوئے انہوں نے بھی ۱۲ لکھ دیا، ملاحظہ فرمایئے قرآن مجید کے اس نسخے کے حاشیے میں عبارت متفق غفران عندالمتاخرین وعندالمتقدمین کے ساتھ ۱۲، یاد رہے کہ یہ صرف پاکستانی اور ہندستانی قرآن مجید کے نسخوں میں ہی ہیں اور کسی بھی ملک میں شائع ہونے والے قرآن مجید میں یہ نہیں لکھے جاتے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سعودی، پاکستانی اور ہندی علماء اس سازش کا سختی سے نوٹس لیں اور تمام دینی کتب میں سے ان مشرکانہ حروف کو حذف کر دیا جائے خصوصاً قرآن مجید اور احادیث کو جلد از جلد ان سے پاک کیا جائے۔ ومن اللہ التوفیق۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دولت بڑھایئے

دولت میں اضافے کی خواہش انسانی فطرت ہے۔کہانیوں کی دنیا میں علی بابا چالیس چور، محاورات کی دنیا میں چھپر پھاڑ کر دولت کا ملنا، مہم جوئی کی داستانوں میں بحرالکاہل کے جزیرے کو کسی لینڈ میں خطرات کے منہ میں کودنے کی داستانیں، تاریخ کی دنیا میں مصری ایرانیوں میں مدفن لاتعداد خزانوں کی داستانوں سے متاثر ہو کر کئی من چلوں کا اس طلسماتی وادی کو کھودنے کی جرأت کرنا.....سب اسی خواہش کی غماز ہیں۔

دولت بہت سی آسائشوں کا مالک بنا دیتی ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سے امن وسکون کی دولت چھن بھی جاتی ہے۔تنہائی کا احساس گہرا ہو جاتا ہے۔جیسے جیسے دولت بڑھتی جاتی ہے اس کے چھن جانے کے خوف کا عفریت اپنے پنجوں میں جکڑتا چلا جاتا ہے۔مگر دولت میں اضافے کے مروّجہ طریقوں کے علاوہ ایک طریقہ ایسا بھی ہے جس سے دولت میں اضافہ تو دن بدن غیر متوقع طور پر ہوتا جاتا ہے لیکن امن وسکون کی دولت چھنتی نہیں بلکہ بڑھتی جاتی ہے۔لطف یہ کہ دولت میں اضافے کا یہ انتہائی آسان طریقہ ہے اس میں دولت.....اس طرح انسان کا پیچھا کرتی ہے کہ بسا اوقات وہ خود اس سے عاجز آ جاتا ہے۔اس کا چھننے کا خوف ہوتا ہے نہ ضیاع کا خطرہ۔ناجائز ذرائع استعمال نہیں کرنے پڑتے کہ کل کو راز فاش ہو جانے پر دنیا پر بہت بڑے غبن کا انکشاف ہو اور رسوائی سے بچنے کے لیے خودکشی کا راستہ اختیار کرنا پڑے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سے بڑھ کر یہ کہ اس خزانے کا حصول براہِ راست اس ہستی سے ہوتا ہے جو زمین وآسمان کے خزانوں کی مالک ہے۔ لہٰذا کسی بندے کے سامنے ذلیل ہونے یا خوشامد کی ذلت اختیار کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ پاک، صاف، حلال، طیب اور لامحدود خزانہ..... اس خزانے کا راز مالکِ خزانہ نے ﴿ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾ (البقرۃ:۳) (جو ہم نے رزق دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں) میں مضمر بتایا ہے۔ اس نے اس کے دروازے کی چابی ﴿مَنْ يُّقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ (البقرۃ:۲۴۵) "جو اللہ کو قرض حسنہ دیتا ہے وہ اسے اس کے لیے دوگنا چگنا کر دیتا ہے" پر یقین بتائی ہے۔

اس وسعت کے متعلق "﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ﴾ (البقرہ:۲۶۱) اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرنے والوں کی مثال دانے کی سی ہے جس پر سات بالیاں اگیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں" اور ﴿ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ (البقرۃ:۲۶۵) اپنے مال اللہ کی رضامندی کی تلاش اور اپنے نفسوں کی ثابت قدم رکھنے کے لیے خرچ کرنے والوں کی مثال ٹیلے پر واقع باغ کی سی ہے جس پر بارش میں وہ دوگنا پھل دے اور اگر بارش نہ بھی ہو تو شبنم ہی کافی ہے اور اللہ تمہارے اعمال جانتا ہے۔" کی خوشخبری ہے۔

اس طریقے سے دولت میں اضافہ کرنے والوں کی تیاری کی صفت ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر:۹) وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود فاقے سے ہی کیوں نہ ہوں" بتائی گئی ہے۔

دولت کے اس مخزن میں داخل ہونے والے ہر شخص کا استقبال ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (الانعام:۱٦۸) کی نداءگو دوسخاوت سے ہوتا ہے۔ دولت میں اضافے کے اس طریقے کو اختیار کرنے کے لیے مالکِ خزانہ کی طرف سے ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ (الحشر) ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر نفس کو دیکھنا چاہیے کہ کل (آخرت) کے لیے اس نے کیا بھیجا ہے۔ اس پر کان دھرنے والوں کے لیے دنیا وآخرت میں سعادت مقدر ہو جاتی ہے۔ تاریخ کی ورق گردانی کریں تو بے شمار دولت مند افراد اس طریقے سے فیض یاب نظر آئیں گے۔

☆ یہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خاص اور ہر وقت اس دولت میں اضافے کی خاطر مستعد، غزوۂ بدر کا معاملہ ہو یا غزوۂ تبوک کا، بئر رومہ کا مسئلہ ہو یا قحط سالی کا، عثمان رضی اللہ عنہ ہر معاملے میں سب سے آگے ہیں۔ اسی لیے غنی کے لقب سے مشہور ومعروف ہیں۔ ان دنوں مدینہ طیبہ میں سخت قحط تھا، درختوں کی پتیاں بھی سوکھ چکی تھیں۔ ایسے میں دور کسی شہر سے غلہ کے اونٹ آنے کی خبر مدینہ طیبہ کے تاجروں کے کانوں تک پہنچی تو وہ فوراً بڑی رازداری سے شہر سے باہر نکل آئے۔ ان میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ شہر میں اونٹ پہنچنے سے قبل خرید لئے جائیں تو بعد ازاں مہنگے داموں بیچ کر اپنی دولت میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر غلہ کے اونٹ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے تھے...... یکے از عشرہ مبشرہ اور تربیت یافتہ رسول ﷺ...... تاجر بڑھ چڑھ کر بولی لگا رہے ہیں مگر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک پر ایک ہی جملہ ہے''۔

''میں تو غلہ اس کے ہاتھ فروخت کروں گا جو مجھے اس سے بھی زیادہ نفع دے''۔

یہ سن کر اگلا تاجر پہلے سے بھی زیادہ قیمت لگاتا مگر اسے بھی یہی جواب ملتا۔ بڑھتے بڑھتے تاجروں کی بولی انتہائی زیادہ قیمت تک پہنچ چکی ہے مگر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے موقف میں تبدیلی نہیں آتی۔ ''چھوڑو بھئی! عثمان غنی رضی اللہ عنہ غلہ بیچنا ہی نہیں چاہتے'' تاجروں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ ''خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں''۔ کچھ تاجر واپس چلے جاتے ہیں باقی ماندہ میں سے ایک جھنجھلائی ہوئی آواز آتی ہے۔ ''آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''میں تو اسے غلہ دوں گا جو مجھے آپ لوگوں کی بتائی ہوئی سب سے زیادہ قیمت بھی ستر گنا زیادہ نفع دے''۔ ''ستر..... گنا نفع'' ارے اتنا کون دے گا۔ تاجروں نے حیرانی سے انگلیاں دانتوں میں ڈال لیں۔ ادھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے۔ ''یہ سارا غلہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف ہے جسے جتنی ضرورت ہو بلا قیمت آ کر لے جائے''۔ واقعی ستر گنا نفع دینے پر زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک کے علاوہ اور کون قادر ہو سکتا ہے؟ یہی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ستر گنا زیادہ نفع دینے والی ذات کی رحمت سے ورثاء کے لیے ڈیڑھ لاکھ دینار (ڈیڑھ لاکھ پونڈ) تین کروڑ درہم نقد، ایک ہزار اونٹ اور بہت سی جائیداد منقولہ بھی چھوڑی''۔ (بحوالہ دولتمند صحابہ)

☆ اور یہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں، یکے از عشرہ مبشرہ..... اور جلیل القدر صحابی مدینہ طیبہ کے سب سے مالدار صحابی ہیں، ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو پھوٹی کوڑی کے بھی مالک نہیں تھے مگر اب..... غزوہ تبوک کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رقم کی اپیل کر رکھی ہے، لوگ بڑھ چڑھ کر حصہ ڈال رہے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف صلی اللہ علیہ وسلم کا پلہ مقدار کے لحاظ سے سب پر بھاری ہے وہ آٹھ سو اوقیہ (یعنی درہم) لاتے ہیں۔ اس قدر خطیر رقم دیکھ کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں ''میری دانست میں تو عبدالرحمٰن نے اپنے اہل و عیال سے ناانصافی کی، ان کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا، سب کچھ ہی لے آئے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے ہیں:

''عبدالرحمٰن اپنے بال بچوں کے لیے بھی کچھ چھوڑا ہے؟'' فرمایا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپ کی خدمت میں لایا ہوں، اس سے کہیں زیادہ اور اچھا ان کے لیے چھوڑ آیا ہوں''۔ ''پھر بھی کچھ پتا تو چلے؟'' عرض کرتے ہیں۔ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اور اس کے رسول نے (انفاق فی سبیل اللہ کے بدلے میں) جس رزق اور خیر کا وعدہ کیا ہے وہ سب کا سب انہی کے لیے چھوڑ آیا ہوں''۔ (بحوالہ حیاتِ صحابہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف یہی نہیں عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ تو ہر موقع پر سب سے آگے ہیں۔ایک بار اشیاء خوردنی سے لدے سات سو اونٹوں کا قافلہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اشارے سے سب کا سب اللہ کی راہ میں دے دیا۔(مسند احمد)

☆ ایک بار امہات المؤمنین کی فوری ضرورت کے لیے چار لاکھ درہم کا باغ ہدیہ کیا۔بوقتِ وفات بھی عجب سماں ہے،سب سے پہلے ارشاد ہوتا ہے۔غزوہ بدر میں شریک اس وقت حیات تمام صحابہ کو میری طرف سے چار چار سو دینار (اشرفی) بطور ہدیہ پیش کرو۔سو صحابہ اس حکم سے فیض یاب ہوتے ہیں۔پھر فرماتے ہیں اب پچاس ہزار گھوڑے اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیئے جائیں۔دولت میں اضافے کا یہی طریقہ عمر بھر اپنانے کے بعد وفات کے بعد تین بیویوں کو آٹھویں حصہ میں سے ایک ایک لاکھ دینار (پونڈ) شرعی حصہ ملا۔غیر منقولہ جائیداد میں سے ایک کو جو حصہ ملا اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ایک بیوی تماضر بنت الاصبغ نے جائیداد کا ''کچھ'' حصہ فروخت کیا تو ایک لاکھ میں فروخت ہوا۔ترکہ میں سونے کی اتنی بڑی اینٹیں چھوڑیں کہ کلہاڑیوں سے کاٹ کی تقسیم کرنے والوں کے ہاتھوں پر آبلے پڑ گئے۔جائیداد غیر منقولہ اور نقدی کے علاوہ ایک ہزار اونٹ،تین ہزار بکریاں اور ایک سو گھوڑے بھی ورثہ میں چھوڑے۔

☆ اور یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں،دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور یکے از عشرہ مبشرہ۔بے سروسامانی کی حالت یہ ہے کہ کہیں سے چھ درہم آئے تو غلے کے لیے رکھ لئے۔اتفاق دیکھئے اسی وقت سائل آ گیا۔اپنے بیٹے سے ان چھ درہموں میں سے ایک لانے کو کہا۔فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا کہ وہ چھ درہم تو آٹے کے لیے رکھے تھے۔علی رضی اللہ عنہ اپنے مربی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی بات دہراتے ہیں کہ ''بندے کا ایمان اس وقت تک سچا نہیں ہوسکتا جب تک اس چیز پہ جو اللہ کے قبضے میں ہے،اپنے قبضے میں موجود چیز کی نسبت زیادہ اعتماد نہ ہو۔'' یہ سن کر فاطمہ رضی اللہ عنہا چھ درہم بھیج دیتی ہیں۔سائل کے رخصت ہوتے ہی اپنے اونٹ کو بیچنے کے لیے جاتا ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک آدمی گزرتا ہے۔علی رضی اللہ عنہ اس سے قیمت دریافت کرتے ہیں تو وہ ایک سو چالیس درہم بتاتا ہے۔علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اونٹ یہاں لاکر باندھ دو۔ قیمت مجھ سے تھوڑی دیر بعد آکر لے لینا۔تھوڑی دیر بعد ایک اور آدمی اونٹ کے مالک کے متعلق استفسار کرتا ہے۔علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اونٹ میرا ہے۔وہ قیمت پوچھتا ہے آپ رضی اللہ عنہ دوسو درہم بتاتے ہیں۔وہ آدمی اسی وقت رقم علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کرکے اونٹ لے جاتا ہے۔علی رضی اللہ عنہ اونٹ کے پہلے بیچنے والے کو ایک سو چالیس درہم بھیج کر باقی ساٹھ درہم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لاتے ہیں۔فاطمہ رضی اللہ عنہا حیرانگی سے دریافت فرماتی ہیں" یہ کیا.....؟"علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔یہ وہی ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہم لوگوں سے کیا ہے۔﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾"نیکی کرنے والے کے لیے اس کی مثل دس گنا ہے"۔

یہ تو قرونِ اولیٰ کی تابناک مثالوں میں چند ایک تھیں۔آج ویسا پختہ ایمان نہ یقین اور توکل مگر پھر بھی خالصتاً رضاءِ الٰہی کے حصول کی نیت سے خرچ کرنے والے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی صداقت نظر آجاتی ہے۔

ایک جگہ افطاری تھی۔ایک خاتون نے اس میں آدھا کلو ڈالڈا گھی دینے کا ارادہ کیا،بعد میں وہ افطاری تو ملتوی ہوگئی مگر صرف نیت ہی کے اجر کے طور پر دوسرے تیسرے دن پہلے تو ڈیڑھ کلو دیسی گھی آگیا۔اس کے بعد مختلف احباب کی جانب سے گھی کی صورت میں جو تحائف آنے شروع ہوئے تو رمضان کے آخر تک پندرہ کلو آچکا تھا۔

ایک گھرانے نے ایک مزدور کو رمضان بھر سحری کھلانے کا ذمہ لیا تو سارا رمضان مختلف جانب سے افطاریوں کا سامان تحائف کے طور پر اس قدر زیادہ آیا کہ رمضان کے بعد بھی چھ ماہ تک ان میں سے کئی اشیاء استعمال ہوتی رہیں۔

کئی خواتین کا تو تجربہ ہی یہی ہے کہ جب ان کا ہاتھ تنگ ہو جائے تو وہ اپنے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجود تمام رقم اللہ کی راہ میں دے دیتی ہیں تا کہ اضافہ ہو جائے۔ اور پھر واقعتاً آمدنی کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے کئی روز تک جاری رہتا ہے۔

☆ ایک اور صاحب جو یتیم بچوں کی پرورش انہیں اپنے گھر میں رکھ کر اپنے بچوں کے ساتھ، اپنے بچوں کی طرح کرتے ہیں، حلفیہ کہتے ہیں کہ کشائشِ رزق کی خواہش ہو تو حکمِ الٰہی کے مطابق یتامیٰ اور مساکین کی کفالت کی جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

''جسے رزق میں اضافے کی خواہش ہے وہ صلہ رحمی کرے'' اس فرمان پر عمل کے خیال سے ایک گھرانے نے (جو اس حکم کے احساس سے قبل رشتہ داری میں مروّجہ لین دین کے مطابق تحائف دیتا تھا) سب قریبی رشتہ داروں کو کپڑے دینے کا ارادہ کیا۔ بظاہر وسائل بالکل نہیں تھے مگر وقت مقررہ تک بارہ ہزار کی رقم اور پینتیس سوٹ غیر متوقع طور پر اکٹھے ہو چکے تھے۔ چنانچہ گھر والوں نے ان میں سے اپنے سوٹ بھی سیئے اور رشتہ داروں کو بھی خوب دیئے۔

ایک اور خاتون نے اس نیت سے ایک سوٹ تحفے میں دیا تو اگلے ہی چند دنوں میں بے شمار سوٹ اور غیر متوقع رقومات آ گئیں۔

ایک بیوہ خاتون کی پنشن صرف 2200 روپے ماہوار ہے۔ گھریلو اخراجات، وسیع مہمان داری اور مہنگائی اتنی رقم سے بہت زیادہ کا تقاضا کرتی ہے مگر اس کے باوجود ان کا گھر ہر مریض رشتہ دار اور احباب میں ۔۔ ہر کسی کے لیے کھلا ہے۔ ہر طرح کے ضرورتمندوں کے لیے ان کا دل فراخ ہے۔ جیب میں صرف پانچ روپے بھی ہوں تو بھی اس کام پر اسی طرح خرچ کرتی ہے جیسے 5000 روپے کی رقم ہو مگر نیت خالصتاً رضاءِ الٰہی کا حصول ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ریٹائرمنٹ کو کئی سال گزر جانے کے باوجود آج تک ان کی مالی مشکلات کا کسی کو کیا انہیں خود بھی احساس نہیں ہو سکا۔

دولت میں اضافے کا یہ نسخہ لاثانی سرمایہ کاری ہے۔ سابقہ دی ہوئی چیز کے بدلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ﴿فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (اس کے لیے دس گنا ہے) کا نفع بھی جب دے دیا تو ظاہر ہے کہ اگلی بار منافع پہلے سے بھی زیادہ آتا ہے۔ یوں منافع در منافع کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ مگر یہاں یہ یاد رہے کہ دولت میں اضافے کے طریقے کے لیے دو اصول مدِ نظر رکھنے از حد ضروری ہیں۔

① نیت خالصتاً رضاءِ الٰہی کا حصول اور نمود و نمائش، ریا کی آلائشوں سے پاک ہو۔

② "اُزْهَدْ فِي الدُّنْيَا" (دنیا میں موجود چیزوں سے بے رغبت رہو) کے حکمِ نبوی ﷺ پر عمل کا خیال ہو۔ اس کے بدلے میں "يُحِبُّكَ اللّٰه" (تم سے اللہ محبت کرنے لگیں گے) کی خوشخبری ہے۔ جب خزانوں کا مالک ہی محبت کرنے لگے! تو پھر کیا کہنے ظاہر ہے کہ وہ اپنی رحمت کے خزانے ایسے بندے پر نچھاور کرے گا ہی۔

مولانا قاسم نانوتوی کا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے، ان کے پاس ایک نواب صاحب دعا کروانے آئے تو جاتے ہوئے پیسوں کی ایک تھیلی پیش کی۔ مولانا نے رقم لینا پسند نہ کیا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ اس نے کافی اصرار کیا لیکن وہ نہ مانے۔ نواب صاحب چلے گئے۔ مولانا جب مسجد سے نکل کر اپنی جوتیاں پہننے لگے تو جوتیوں میں پیسوں کی تھیلی پڑی ہوئی تھی۔ اپنے رفقاء سے کہا دیکھا..... دنیا ایسی خبیث چیز ہے کہ تم اس کے پیچھے بھاگو تو تم سے دور بھاگتی ہے اور جب تم اس سے دور بھاگو تو یہ قدموں میں جوتوں کی طرح آتی ہے۔ تو یہ ہے "اُزْهَدْ فِي الدُّنْيَا" کاش یہ بات راتوں رات دولتمند بننے کے خواہش مند طبقہ کے دل و دماغ میں جاگزیں ہو جائے تو معاشرے کا کوئی فرد غریب نہ رہے۔ دل انسانی ہمدردی کے جذبات سے بھر جائیں۔ معاشرہ اخوت جیسی اعلیٰ اخلاقی قدروں کا آئینہ دار ہو جائے۔ ہر طرف امن و سکون کی حکمرانی ہو جائے مگر کاش..... کاش ایسا ہو جائے۔

(ربیع الاول ۱۴۱۸ھ بمطابق جولائی ۱۹۹۷ء)

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیڑا

آج میرے اظہار کا محور کیڑا ہے، یہ خالقِ کائنات کی ایسی مخلوق ہے جو چھوٹی سے چھوٹی اتنی کہ خوردبین کے سوا نظر نہ آئے۔ چٹکی اور پاؤں میں مسلی جانے والی یہ مخلوق اتنی خطرناک بھی کہ خدائی کا دعویٰ کرنے والے نمرود بادشاہ کے سر پر جوتوں کی بارش کروادے اور توانا سے توانا شخص کو ڈنگ مارے تو ملیریا جیسے خطرناک مرض کا مریض بنا دے، غرض لاتعداد خاندانوں پر مشتمل یہ بے شمار ناموں اور صورتوں کا مالک کیڑا..... کتابوں کا کیڑا..... انتہائی حسین اور منقش..... بڑا مختصر بھی..... اور میلوں لمبا پھنکارتا ہوا کیڑا تو ہم سب کے اوسان پر دہشت طاری کر دینے میں مشہور و معروف ہے۔

لیکن ایک کیڑا..... ایسا بھی ہے جو گھروں میں پلتا ہے، جسے معاشرہ پیار سے پالتا ہے، اس کو توانا کرنے کے لئے اپنے وسائل بروئے کار لانا فیشن سمجھتا ہے۔ اسے روشن خیالی اور وسعتِ نظری کے نام سے نوازتا ہے۔ زمانے کی رفتار سے ہم آہنگی اور ترقی کے حسن و جمال کا مظہر قرار دیتا ہے۔ اپنے دل اور دماغ میں اس کیڑے کو جگہ دیتا ہے۔

میرا خیال ہے کیڑا چاہے کسی نسل سے تعلق رکھتا ہو اس کا مسکن گندے جوہڑ یا گھر کے تاریک کونے سے اسے خالی نہیں پایا گیا لیکن انسانی سوچ فکر اور دماغ کے اس محبوب کیڑے کی قباحتیں چاہے کتنے دلائل کے ساتھ بیان کی جائیں اسے اپنانے والوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اِلّا ماشاء اللہ جنہیں اللہ نے سچائیوں کو قبول کرنے کی صلاحیت سے نوازا ہو۔ لیکن کوئی قبول کرے یا نہ کرے اس کیڑے کی نشان دہی کرنا اور اس کے خطرناک نتائج سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آگاہ کرنا ہمارے اس فریضہ میں شامل ہے۔ جس کا عنوان ہے:

﴿ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾

''تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو''۔

الغرض میرے محورِ گفتگو کیڑے کی نشاندہی میرے ساڑھے تین سالہ چھوٹے بھائی مستغفر نے کی۔ ہوا یوں کہ میں مطالعہ میں مصروف تھی کہ اچانک میرے کان میں اس ننھے منے بھائی کی آواز پڑی ''امی جان دیکھیے کیڑا''۔

ظاہر تھا کہ کیڑے کا نام ہی ایسا ہے کہ اسے سنتے ہی انسان کی حس مدافعت اور تجسس بیدار ہو جاتی ہے۔ لہٰذا امی جان کے ساتھ میری نگاہیں بھی ادھر متوجہ ہوئیں۔ ہم دونوں نے دیکھا تو کیڑا قسم کی کوئی چیز ہمیں نظر نہیں آئی۔ البتہ وہ اپنے گلے میں رسی نما کپڑے کو ٹھیک ٹھوڑی کے نیچے گردن کے اردگرد پیچ وخم دیے ہوئے تھا۔

امی جان نے اس سے وضاحت طلب کرنے کی کوشش کی مگر جس طرح ہم چھوٹے بچوں کی سمجھ میں بات نہ آنے پر جھنجھلا جاتے ہیں، بالکل اسی طرح بعض دفعہ بچے بھی بڑوں کی سمجھ میں بات نہ آنے پر زبان سے تو چاہے کچھ نہ کہیں لیکن ان کے چہرے کا تاثر یہ کہہ دیتا ہے ''بڑے کوڑھ مغز ہیں آپ۔ ہماری بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئی''۔

چنانچہ ایسے ہی تاثر کے ساتھ مستغفر الرحمٰن مزید الفاظ کے استعمال میں بے بسی محسوس کرتے ہوئے دوسرے کمرے میں گئے اور وہاں سے اخبار کے سرورق پر جس پر اکثر شخصیات کی تصاویر تھیں ہم جنہیں روزانہ دیکھتے ہیں۔ ایک شخص کی گردن میں لپٹی ہوئی ٹائی ناٹ پر انگلی رکھ کر بتایا کہ دیکھئے کیڑا۔

ہم دونوں ماں بیٹی نے فوری طور پر اس کو اس دریافت پر داد دی جس پر وہ بہت خوش ہوئے کہ ان کی کوشش کامیاب ہوگئی۔

اب ظاہر ہے کہ ساڑھے تین سالہ مستغفر ابھی اس قابل تو نہیں تھا کہ انہوں نے ٹائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سموسہ ناٹ کو کیڑے سے تشبیہ دے دی لیکن یہ بات تو ضرور ہے کہ انسانی سوچ کے ہر مظہر کے پیچھے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے۔ ہم دونوں ماں بیٹی اسی سوچ میں تھیں کہ منے مستغفر نے یہ تشبیہ دی کیسے؟ آخر وہ کون سا کیڑا ہے جس کی مشابہت ایسی ہو۔ اتنے میں مستغفر صاحب کی دوسری آواز نے ہماری مشکل حل کر دی۔ یہ آواز بھی وہی تھی۔

''امی دیکھئے کیڑا''

اس کے ساتھ ہی جب وہ جوتا لئے ہوئے پیچھے اور کیڑا آگے آگے ہمارے سامنے آیا تو جھینگر تھا۔ جھینگر کا حشر کیا ہوا یہ ہمارا موضوع نہیں ہے، ہمارا موضوع تو وہ تشبیہ ہے جو ننھے مستغفر نے اس کیڑے سے سموسہ ناٹ ٹائی کو دی۔

سموسہ ناٹ ٹائی اور جھینگر کا تقابلی جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ جھینگر کا منہ اور گردن بہت چھوٹا سہی لیکن سموسہ ناٹ ٹائی سے مشابہت رکھتا ہے اور اس کا بقیہ حصہ بھی یقیناً مذکورہ صاحب کی گردن میں بندھی ہوئی ٹائی کا بڑا حصہ (جسے انہوں نے اپنی وی (V) گلے کے سوئیٹر کے اندر کر لیا تھا۔) لیکن جو بقیہ تھوڑا سا حصہ نظر آ رہا تھا وہ بالکل جھینگر کے بقیہ حصے کی طرح تھا۔

مختصر یہ کہ میرے ننھے منے بھائی مستغفر نے تو اپنی معصومیت کے ساتھ کیڑے کو سموسہ ناٹ ٹائی سے مشابہت دے کر داد لے لی مگر میری نگاہ جو جھینگر اور ٹائی کی سموسہ ناٹ کی مشابہت کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔ ٹائی سے مصلوب شخص کے نیچے لکھے ہوئے نام پر جا پڑی۔ نام لکھا تھا ''وقار لاسلام'' یعنی اسلام کا وقار عزت اور شان۔ میں سوچنے لگی اس نام کے معانی سے اس کی صورت کا کیا تعلق۔ معاً میرے ذہن میں علامہ اقبال مرحوم کے وہ اشعار ابھرنے لگے۔

شور ہے ہو گئے دنیا میں مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلماں موجود؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

اور پھر اس کے ساتھ ہی میرا ذہن اس کیڑے کی گہرائی میں جانے لگا۔ وہی کیڑا جسے ہم روشن خیالی اور جدت کے روشن ناموں کے ساتھ اپنائے ہوئے ہیں۔ اپنے معاشرے کی تہذیب وتمدن پہ مارے ہوئے اس کے کنڈل ایک ایک کر کے واضح نظر آنے لگے۔

''میں نے سوچا اسے کالعدم حکمرانوں کی مشابہت پسندی کا کیڑا کہوں یا غلامی پسندی کا کیڑا؟'' افسوس اسے اپنانے سے ہماری تہذیب وتمدن کے آثار آہستہ آہستہ گم ہوتے چلے جارہے ہیں اور کیڑے کے کنڈلوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

تحریر وتقریر میں یہود ونصاریٰ کی سخت مخالفت اور ان کی مشابہت سے انتہائی محبت میں جدت پسندی کے کیڑے کا ستیاناس ہوا السلام علیکم کی جگہ، ہیلو ہیلو! آ گیا۔ فی امان اللہ کی جگہ ٹاٹا بائے بائے، ابو کی جگہ ڈیڈی، امی کی جگہ ممی اور .....نہ جانے کیا کیا آ گیا مگر ہائے افسوس کہ دینی وقومی تشخص چلا گیا۔

طرزِ تشارب وتاکل میں تبدیلی آئی۔ عورت اور مرد کی اپنی اپنی امتیازی شان جو اللہ تعالیٰ نے ان کو بخشی ہے۔ خود ان کا اپنے ایوان جمال وجلال میں فرشتوں سے مکالمہ ہوتا ہے۔ شیطان سے مکالمہ ہوتا ہے لیکن ساری کارروائی میں محترمہ اماں حوا کو پس منظر میں رکھا جاتا ہے تاکہ ان کا احترام برقرار رہے۔

مگر.....زمانے کے ساتھ ساتھ چلنے کے شوق میں یہ کیڑا ایسا دماغ میں گھسا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی پر اتر آئے، اللہ کی عطا کی ہوئی عزت کی جگہ ذلت پسند کر لی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
جب جھکا تو غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''جب تم میں حیا باقی نہ رہے تو جو جی میں ہے کرتے پھرو''۔ (بخاری، کتاب الادب)

استغفراللہ! کاش ہم غور فرمائیں کہ نبی پاک ﷺ کے ان الفاظ میں کتنا دکھ اور ہمدردی ہے ان کا دل دکھا کر ہم کیسے خوش رہ سکتے ہیں۔

مگر..... آہ! ترقی پسندی کے کیڑے کا ستم کہ ہمارے گھر میں نمازوں کا اہتمام ہو نہ ہو۔ ٹی وی لاؤنج ضرور چاہیے تاکہ لوگ ہم کو ترقی پسند شمار کریں۔ ہم رات بھر رقص و سرود دیکھتے رہتے ہیں چاہے ہماری نمازیں جاتی رہیں۔ ہمارے بچوں کے ذہن میں رقص و سرود کا شوق گھس جائے چاہے، ہماری نجات کی کنجی برباد ہو جائے مگر کالعدم مغربی حکمرانوں کی نقالی میں اپنی تہذیب و شان کے فریب کا کیڑا مرنے نہ پائے۔

کاش! ہمیں ہمہ وقت قرآن کی وہ آیت یاد رہے جس میں اللہ تعالیٰ جہنمیوں کا انعام بیان کرتے ہیں تو نہایت حسرت و غم واندوہ سے بھرپور جواب ملتا ہے

﴿ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴾ (المدثر: ٤٤)

''کہ ہم نمازیں ادا نہیں کرتے تھے۔''

مردوں کے دوش بدوش چلنے کے شوق کا کیڑا تو ایسا دماغوں میں پلنے لگا ہے کہ لباس، گفتگو، اور زلفوں کی ساخت میں مرد اور عورتوں کا ہم دوش ہونا مماثلت میں ہم آہنگ ہونا عام ہو گیا ہے۔ اپنے منہ میاں مٹھو بننے اور خود کو اعلیٰ یا کلاسک سوسائٹی کہلانے والے ایسے گھل مل گئے ہیں کہ ان کے اردگرد رسول ﷺ کے اس ارشاد کا مفہوم عتاب بن کر برستا ہے۔

جس کا مفہوم یہ ہے کہ ''عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے۔" (بخاری)

جس طرح اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت انسانی بھلائی کے لئے ضرور پوشیدہ ہوتی ہے اور انسان اسے سمجھ نہیں سکتا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے ہر فرمان میں لاتعداد حکمت کے گوہر پوشیدہ ہوتے ہیں اگر آپ کو اس لعنت کا مفہوم سمجھنا ہو تو یورپ جا کر دیکھئے کہ خواتین و حضرات کے دوش بدوش اور ہم صورت ہونے کے کیڑے نے وہاں کیسی اخلاقی بیماریاں پھیلائی ہیں اور اب وہ ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کس قدر پریشان ہیں، مگر زمانے کے ساتھ ساتھ چلنے کا کیڑا اپنے عمل دخل میں یہاں تک نظر آتا ہے کہ سب کچھ دیکھ کر بھی یہ "زہر" پینے میں سقراط کی طرح ہیروشپ کی شان کا تاج نظر آتا ہے۔ یہ سب دیکھ کر مرحوم اقبال کے یہ شعر دہرانے پڑتے ہیں۔

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار
ہو گئی کس کی نگاہ طرزِ سلف سے بیزار
قلب میں سوز نہیں ، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

آخر میں میں اپنے ننھے منھے بھائی مستغفر الرحمان کی شکر گزار ہوں جس نے مغربی صلیب کو ایک مسلمان کے گلے میں آویزاں دیکھ کر اسے کیڑے کی قبیح ترین تشبیہ دے کر میرے دل و دماغ کو اپنی حالتِ زار پہ چند لمحے غور کرنے کا ماحول فراہم کیا۔

(شعبان ۱۴۱۳ھ۔ فروری 1993 کو حریم ادب میں پڑھا گیا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کم بچے خوشحال گھرانہ

(فیملی پلاننگ کے بارے میں)

انسان کو بہلانے کے لیے شیطان ازل سے مختلف حربے استعمال کرتا چلا آرہا ہے۔ اس کا وار کبھی آگے سے ہوتا ہے اور کبھی پیچھے سے، کبھی دائیں سے کبھی بائیں سے، کبھی آوازوں کے ذریعے اور کبھی اشاروں کے روپ میں، کبھی نیکی کے روپ میں، کبھی بدی کے روپ میں۔ یقیناً ان سب میں سے بدترین، خطرناک اور مہلک وار شیطان کا نیکی کے روپ میں حملہ آور ہونا ہے۔

مسلمانوں کے اجتماعی قتل کی عالمی تحریک خاندانی منصوبہ بندی بھی کچھ ایسی ہی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اسے نئے نئے خوشنما روپ دینا شیطانی مہروں کا دن رات کا کام ہے۔ انہی میں سے ایک منصوبہ بندی کا یہ ''نیک'' جواز بھی ہے کہ کم بچے رکھیں تاکہ ان کی تربیت اچھی ہو سکے، کم کی آخری حد بھی تین ہی ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ ہرگز نہیں، اگرچہ زیادہ مقبول اصول یہی ہے کہ ''بچہ ایک ہو اور وہ ہو نیک''۔

اس خام خیالی کا مضر اثر یہ بھی ہے کہ اکثر دینی ذہن کی حامل عورتوں کے دل کو بھی یہ دلیل لگتی ہے اور وہ اس ابلیس کے جھانسے میں آجاتی ہیں۔ حالانکہ دوسری صورت میں وہ شاید ہرگز ایسا نہ کرتیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے خاوندوں کی اجازت کے بغیر بھی یہ کام کرنے کے لیے یہ انہیں مضبوط جواز نظر آتا ہے اور وہ بچوں کی نیک تربیت کے خیال سے کر گزرتی ہیں۔ یاد رہے کہ نیکی بھی اللہ کے ہاں وہی قبول ہے جو اسوۂ حسنہ کے فریم میں فٹ آتی ہو، لہٰذا اپنی مرضی کی نیکی کس کام کی! کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

''جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہم سے ثابت نہیں تو وہ (اللہ کے ہاں) نامقبول ہوگا''۔

(مسلم، بخاری)

کیا حدیث پاک یا قرآن مجید میں اس نیکی کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔

وہاں تو یہ ہے کہ ﴿ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴾

''بچوں کا قتل ایک بہت بڑی خطا ہے۔'' (بنی اسرائیل)

نیز یہ کہ ''میں قیامت کے دن تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔''

خاندانی منصوبہ بندی کے مختلف طریقوں کے استعمال سے عورتوں کو مختلف اقسام کی پیچیدہ ترین بیماریوں میں مبتلا دیکھا اور شدید تکلیف میں بھی۔ انتہا یہ ہے شیطان کی انسان دشمنی کی، اس کا منشاء یہ ہے کہ عورت وہ تکلیف کیوں اٹھائے جو اس کے لیے باعثِ ثواب ہو، وہ تکلیف اٹھائے جو باعثِ گناہ ہو۔

کوئی پوچھے ان نیک بخت عورتوں سے کہ تکلیف تو ہر دو صورتوں میں اٹھانا ہے تو پھر وہ تکلیف کیوں نہ اٹھائی جائے جس کی ہر درد پر بے حد و حساب اجر کی نوید ہے۔ جو عورت کو تمام گناہوں سے پاک صاف کر کے نومولود بچے کی طرح اس کا اعمال نامہ صاف کر دیتا ہے۔ مگر کیا کیا جائے اس نیک خیال کا کہ تکلیف اپنی اپنی جگہ، بچے کم ہوں گے تو ان کی تربیت تو اچھی ہو سکے گی نا؟ یہاں چند سوال ذہن میں ابھرتے ہیں کہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تربیت کا اصل مفہوم کیا ہے۔.....؟ کیا ایک دنیاوی اعلیٰ معیار کا سوٹڈ بوٹڈ انسان.....جو انگریزی سکولوں میں تعلیمی مراحل طے کر کے بقول شخصے سوچتا بھی اپنی مادری زبان کی بجائے انگریزی میں ہی ہو۔جس کے پاس کار، کوٹھی اور دیگر دنیاوی آسائشو ں کے لوازمات ہوں اور لوگ اس کے مال کی وجہ سے اس سے مرعوب ہوں۔یا پھر..... واقعتاً ایک نیک اور سچا مسلمان جس کی پہچان دینی تشخص اور شرافت ہو۔

اگر جواب اول الذکر کے حق میں ہے تو اس دنیاوی مطمحِ نظر کے لئے تو ممکن ہے کہ دنیاوی عقل میں آنے والی ترکیبیں ہی درست ہوں لیکن اگر خواہش نیک اور سچا مسلمان بنانے کی ہے تو مالی اعتبار سے ہر طبقے سے تعلق رکھنے والا بچہ مسلمان بن سکتا ہے، خواہ اس کا تعلق ادنیٰ طبقے سے ہو یا اعلیٰ طبقے سے۔ایسا تو ایک اوسط درجے کے بلکہ کم از کم معیار زندگی میں ہونا بھی ممکن ہے۔

غرض یہ کہ سچا مسلمان بنانے کا انحصار معیشت پر ہے ہی نہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اگر بچوں کو دینی سوچ دی جائے تو وہ غربت میں بھی مجرم نہیں بنتے اور اگر سوچ صحیح نہ ہو تو منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہونے والے بھی مجرموں کی صفِ اول میں جگہ پا لیتے ہیں۔

یہ تو تھا تربیت کے حوالے سے معاشی مسئلہ جس کا زیادہ تر تعلق مردوں سے ہے۔

خواتین دوسرا جواز یہ پیش کرتی ہیں کہ ہم میں زیادہ بچوں کی تربیت کی استطاعت نہیں، زیادہ بچوں سے توجہ منتشر ہو جائے گی اور کسی بچے کو بھی صحیح توجہ نہیں ملے گی۔

یہ تو نفسیات کا ایک مسئلہ ہے کہ آیا ایک یا دو بچے زیادہ تربیتی الجھنوں کا سبب بنتے ہیں یا زیادہ بچے۔اس وقت ہمارا موضوع یہ نہیں۔البتہ یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ کیا اچھی تربیت کرنا صرف انسانی کوششوں ہی پر منحصر ہے یا اس میں کچھ اللہ کی مدد کی بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہوتی ہے۔

تاریخ عالم بتاتی ہے کہ ایسا ہرگز نہیں، اگر ایسا ہوتا تو نوحؑ کا بیٹا کبھی طوفان میں غرق نہ ہوتا۔ آدم علیہ السلام کے گھر میں قابیل جنم نہ لیتا۔ اور دوسری طرف آزر کے گھر میں ابراھیم علیہ السلام پیدا نہیں ہوتے اور نہ ہی ہلاکو کا بیٹا مسلمان ہو کر تاریخ عالم کا رخ بدل دیتا۔

یقیناً والدین کی تربیت بچے کی شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔'' (صحیح مسلم)

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ انسانی خواہش اور کوشش ایک تدبیر اور اللہ کی اس پر معاونت انسان کی تقدیر ہے جس کے ذریعے ہی تدابیر بھی بارآور ہوتی ہیں۔ ورنہ نہیں۔

لہٰذا اگر راستہ وہ اختیار کیا جائے، جس میں اللہ کی معاونت ساتھ چھوڑ دے تو کیا پھر بھی ہم اپنی کوشش میں کامیاب ہو سکیں گے، اللہ کا تو فرمان ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُمْ مُّحْسِنُونَ﴾

''اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو (حرام امور) سے بچتے اللہ سے ڈرتے اور احسان کی راہ اختیار کرتے ہیں''۔

احسان..... جس کا مفہوم نبی اکرم ﷺ نے یہ بتایا کہ ہر وقت یہ تصور ہو کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں اور اگر یہ ناممکن ہو تو تصور یہ ہو کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔

لہٰذا کیا ناجائز امور اختیار کر کے ہم بچوں کی تربیت میں اللہ کی معاونت حاصل کر سکتے ہیں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ روز قیامت یہ بھی تو کہہ سکتا ہے

﴿اَلْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾(الجاثیۃ)

''آج کے روز ہم تمہیں اسی طرح بھلا رہے ہیں جس طرح تم نے اس دن کی ملاقات کو دنیا میں بھلا رکھا تھا اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور تمہارے لیے کوئی مددگار نہیں ہے۔''

اس کا تو وعدہ ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾(البقرۃ:۲۸۶)

بچے زیادہ ہونے کی صورت میں کیا وہ اپنے بندوں کی استطاعتِ تربیت اور ہمت سے واقف نہیں، آخر حساب بھی تو اسی کے مطابق لے گا۔

یہاں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ کیا بچے کم رکھے جانے کی صورت میں حساب سخت ہونے کا امکان زیادہ نہیں ہوگا؟

اللہ تعالیٰ بھی اگر کہنے لگا کہ ہاں بھئی دو ہی تو تھے بتاؤ کیا کارنامہ سرانجام دیا، بڑا زعم تھا اپنی تربیت کا۔ اور اسی زعم کی خاطر تم نے معصوم روحوں کا گلا گھونٹنے سے بھی دریغ نہ کیا، اس طرح وہ دو بچے اگر دوزخ میں جانے لگے اور دوسری طرف وہ تلف شدہ بچے بھی بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ''انہیں کس جرم میں قتل کیا گیا'' کی تصویر بنے ہمارے گریبانوں پر ہاتھ ڈالے ہوئے ہوں گے تو پھر.....

زیادہ بچوں کی صورت میں تو ہوسکتا ہے کہ اس وقت کچھ رعایت ہو جائے۔ دنیا میں دیکھنے میں آتا ہے کہ بیک وقت زیادہ ذمہ داریاں سنبھالنے والے ملازم کی رعایت ہو جاتی ہے۔ دو کی صورت میں تو مراد یہ ہوئی کہ ہم نے یہ سمجھ لیا کہ بچے دنیا میں لانے کا اختیار بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلتیاً ہمارا ہے اور ان کی تربیت کی ذمہ داری بھی کلیتاً ہماری۔

اس صورت میں ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے حال پر نہ چھوڑ دے کہ ہاں سنبھالو اپنے بچے بھی اور ان کی تربیت کی ذمہ داری بھی۔ تم نے مجھے اپنے معاملات سے بے دخل کر دیا تو میں بھی اب تم سے کوئی واسطہ نہیں رکھنے کا۔ کیونکہ

﴿نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى﴾ (النساء:۱۱۵) ''جس طرف کا بھی کوئی راستہ اختیار کرتا ہے ہم اسے اسی طرف موڑ دیتے ہیں'' کا مفہوم تو کچھ یوں ہی نظر آتا معلوم ہوتا ہے۔

اپنی عقل تو یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ حضرت انسان خصوصاً ہم صنف نازک کے کندھے اس قابل ہو سکتے ہیں کہ قُوَّۃٌ مَتِیْن، ایک طاقتور اور مضبوط ہاتھ بٹانے والے کا دامن چھوڑ کر سارا بوجھ اپنے نحیف کندھوں پر اٹھا لیں۔ سچ تو یہ ہے کہ

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درازی عمر کا راز

آپ ایک ماں ہیں، آپ کے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں، موت کا خوف ہر وقت آپ پر لرزہ طاری کیے رکھتا ہے، یہ خیال آتے ہی ان کی معصوم صورتیں آپ کی نگاہوں کے سامنے پھرنے لگتی ہیں، ہائے اللہ! میرے بعد ان کا کیا ہوگا؟ اگر اللہ نہ کرے میاں نے دوسری شادی کر لی تو میرے یہ پھول سے بچے سوتیلی ماں کے ظلم وستم سے کملا ہی تو جائیں گے۔

آپ ایک باپ ہیں، آپ اپنے بچوں کو اپنی زندگی میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں، ان کی تعلیمی اور معاشی ترقی کا فکر ہر وقت آپ کو دامن گیر رہتا ہے، بچے ابھی چھوٹے ہیں یہ خیال آتے ہی کہ اگر اللہ نہ کرے اس حالت میں میرا وقتِ اجل آ گیا تو پھر..... آپ لرز جاتے ہیں ان ننھی منھی جانوں کے مستقبل کا کیا ہوگا؟ یہ یتیمی کے داغ کا کیسے سامنا کریں گے؟ بیوی اپنی نازک کمر پہ بیوگی کا بوجھ کیسے اٹھائے گی؟

آپ ایک تاجر ہیں، آپ کا کاروبار ایک نازک مرحلے میں داخل ہو چکا ہے، آپ کی شب وروز کی محنت ٹھکانے لگتی نظر آ رہی ہے بس چند روز کی بات ہے، اللہ نے کیا تو نتائج شاندار ہوں گے لیکن اگر مجھے ابھی موت آ جائے تو..... اس خیال سے آپ کانپ جاتے ہیں۔ میرے کاروبار پر میرا پارٹنر قبضہ کر لے گا، ہیرا پھیری کرنا تو وہ خوب جانتا ہے یہ تو میں ہوں جو اپنی عقل سے اسے ہاتھ دکھانے کا موقع نہیں دیتا اگر میں نہ رہا تو میری ساری محنت ڈوب جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ایک سیاستدان ہیں، آپ کی شہرت کنکوا کا بہت اونچا اڑ رہا ہے، دنیا بھر میں آپ کی سیاست کی دھاک بیٹھ چکی ہے، وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ آپ کا منتظر ہے، ایسے میں اگر موت آدبوچے تو..... یہ خیال آپ کو سر سے پاؤں تک لرزا دیتا ہے، میرے حریف میری پارٹی کو کمزور کر دیں گے، میری اپنی پارٹی کے لیے دی ہوئی ساری قربانیاں رائیگاں جائیں گی۔ کیا میں وزارتِ عظمیٰ کی حسرتِ ناکام دل ہی میں لیے چلا جاؤں گا؟

آپ ایک مصنف ہیں، ادبی تخلیقات آپ کی متاعِ عزیز ہیں، ان کی سلامتی کو آپ اپنی سلامتی سمجھتے ہیں، موجودہ تخلیقات کے علاوہ بہت سی تخلیقات، خیالات اور منصوبوں کی شکل میں آپ کے ذہن میں پرورش پا کر صفحۂ قرطاس پر مرتسم ہوا ہی چاہتی ہیں، بعض اوقات تنہائی میں بیٹھے ہوئے آپ اپنے تحریری منصوبوں پر غور کرتے ہیں تو اپنے آپ کو ان تحریروں کے وجود میں آنے کے بعد ان کے بل پر آسمانِ شہرت کی بلندیوں میں اڑتا ہوا پاتے ہیں لیکن اگر آپ کو انہیں صفحۂ قرطاس پر منتقلی سے قبل موت آلے تو پھر..... اس خیال سے آپ کو جھرجھری سی آجاتی ہے۔

آپ ایک نوجوان ہیں، مستقبل کے حوالے سے بے شمار منصوبے اور امیدیں آپ کے دل کے نہاں خانوں میں پوشیدہ ہیں، ان کی تکمیل کو آپ اپنی زندگی سمجھتے ہیں لیکن اگر آپ کو نوجوانی ہی میں موت آدبوچے تو پھر..... اس خیال سے آپ اپنا دل مسوس کر رہ جاتے ہیں..... اس خیال کو جلدی سے جھٹک دینے کی کوشش کرتے ہیں..... کہ ایسا خیال بھی آپ کو اپنے شہرِ آرزو کی بربادی کے مترادف محسوس ہوتا ہے جو آپ کو گوارہ نہیں۔

غرض یہ کہ آپ جو بھی ہیں معاشرے میں جس بھی حیثیت کے مالک ہیں، بلاشبہ درازیِ عمر کی خواہش آپ کے دل میں پوشیدہ ہے، اس کا اظہار کبھی تو برصغیر کی معروف دعا ''دودھوں نہاؤ، پوتوں پھلو'' کی صورت میں ہوتا ہے، کبھی ایرانیوں کی دعا ''ہزار سال بزی'' کی صورت میں ہوتا ہے، کبھی یہودیوں کی خواہش:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ﴾ (البقرۃ:۹۶)

''ان میں ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کو کاش وہ ہزار برس عمر دیا جائے اور یہ امر اسے عذاب سے نہیں بچا سکتا کہ اسے بڑی عمر دی جائے'' کی صورت میں ہوتا ہے۔ کبھی ہندوؤں کے آواگون کے نظریے کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی شاعر کی اس حسرتِ ناکام کی شکل میں:

عمرِ دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

اللہ کے ایسے خوش قسمت بندے بہت کم ہیں جو اللہ سے ملاقات کے شوق میں بے قرار ہوں اور رفیقِ اعلیٰ کی رفاقتوں کی حلاوت کے راز دار ہونے کی بناء پر انہیں اس حیاتِ فانیہ کی بجائے حیاتِ ابدیہ کے جلد سے جلد امین بن جانے کی خواہش ہو۔ اس حقیقت سے ہم میں سے کون واقف نہیں کہ عمر کی رسی خالقِ کائنات کے ہاتھ میں ہے چاہے تو کھینچ لے چاہے تو دراز کر دے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جب اس کا مقرر کردہ وقت آ جائے تو پھر وہ آگے ہو سکتا ہے نہ پیچھے۔ البتہ اپنے بندوں کی تسکین کے لیے اس نے کچھ ضابطے بھی مقرر فرما دیے ہیں اور پھر ان سے زندگی کو مشروط کر دیا ہے۔ اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ دراز عمر بھی اتنی اچھی ہوتی ہے جس میں ہمارے قویٰ صحیح اور تندرست رہیں، ہم کسی دوسرے کے محتاج نہ ہوں بصورت دیگر درازیِ عمر ارذل العمر کی صورت میں وبالِ جان بن جاتی ہے کہ علاوہ ازیں دراز عمر بھی وہی ہمارے لیے فائدہ مند ہے جو نیکیوں سے مالا مال ہو۔ بہر حال اس جملہ معترضہ سے قطع نظر آیئے ہم دیکھیں کہ عمر کے مالک اللہ رب العالمین نے عمر کی درازی کے لیے کیا ضابطہ بتایا ہے؟ کیوں نہ ہم بھی اسے اپنا کر اپنی تمام جائز خواہشات کی تکمیل کے لیے مہلت حاصل کر لیں۔

اللہ کے نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کی عمر میں درازی اور اس کے رزق میں فراخی ہو اسے چاہیے صلہ رحمی کرے''۔

(صحیح بخاری کتاب الادب، صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صلہ رحمی والدین اور ان کے رشتہ داروں ہی سے حسنِ سلوک کا نام ہے۔ چنانچہ اگر عمر میں درازی کی خواہش ہے تو والد والدہ کی خدمت کیجئے۔ ماموں، خالہ، چچا اور پھوپھی کی خدمت میں کوئی دقیقہ نہ رہنے دیجئے۔ ان کی خوشیوں کو اپنی خوشیوں پر مقدم جانیے۔ نانا، نانی اور دادا، دادی سے ہر طرح حسنِ سلوک کیجئے، ان سے ملنے جایئے، ان کی خدمت کیجئے، ان کی ضروریات پوری کیجیے۔ رشتہ دار بیمار ہوں تو ان کی عیادت کیجئے، یہ بھی صلہ رحمی کا ایک پہلو ہے۔ ایک بار عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیماری میں ان کے رشتہ دار ان کی عیادت کے لیے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے صلہ رحمی کی۔ (ابن کثیر)

صدقہ دینا ہو تو حدیث کے مطابق غریب رشتہ داروں کو دے کر دگنا اجر کمایئے۔ (نسائی)

رشتہ داروں کو تحائف دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایک ریشمی جوڑا دیا تو انہوں نے صلہ رحمی کرتے ہوئے اپنے مشرک ماں جائے بھائی کو مکہ معظمہ بھیج دیا۔ (بخاری)

اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے رقوم کی شکل میں بھی سلوک کیجئے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والی سب سے زیادہ سچی اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی کوئی نہیں دیکھی۔ (مسلم)

ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے سالانہ وظیفہ کی رقم بارہ ہزار درہم بھیجی تو انہوں نے اپنے اعزہ میں تقسیم کر دی۔ غریب رشتہ داروں کی کفالت کیجیے، یہ بھی صلہ رحمی کا ایک پہلو ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک رحمی رشتہ دار مسطح بن اثاثہ کی کفالت کرتے تھے۔

اللہ نے جائیداد دے رکھی ہے تو اپنے رشتہ داروں کو بھی دیجئے۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنی چچا کی بیٹی (زینب بنت زید بن خطاب) کو رہنے کے لیے عمر بھر کو ایک گھر دے دیا تھا۔ (بخاری، الادب المفرد)

اگر گھر نزدیک ہوں تو کھانا پکا کر بھیجئے۔ دور ہوں تو جاتے ہوئے کھانے کے لیے پھل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کی شکل میں کچھ لے جایئے۔شعب ابی طالب کی محصوری کے دور میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام انہیں کھانا بھیجا کرتے تھے۔خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کی پھوپھی تھیں۔اسلام لانے کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا" کیا مجھے جاہلی دور کی صلہ رحمی کا ثواب ملے" گا؟ تو آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔(مسند احمد)

اگر دینے کو کچھ نہیں تو ان سے اچھی بات کہیے۔خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیجئے۔ان پر احسان نہ جتایئے،ان کا دل نہ دکھایئے۔اللہ تعالیٰ خود کہتے ہیں ﴿قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ نیز فرمایا﴿قُوْلُوْا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ رشتہ داروں کے متعلقین کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کیجیے، کیونکہ رسول اللہ نے اسے بھی صلہ رحمی کا ایک پہلو بتایا ہے۔

صلہ رحمی کرتے ہوئے مسلکی اختلاف یا نظریاتی اختلاف کو آڑے نہ آنے دیجئے۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے نسبی رشتہ داروں سے فرمایا:

"اے بنی عبد مناف اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔اے بنو کعب بن لوی،اے بنی عبد مناف،بنو ہاشم اپنے آپ کو آگ سے چھڑالو..... بے شک اللہ کے سامنے تمھارے لیے میرا کوئی اختیار نہیں۔علاوہ اس کے کہ میرا تمہارا رحم کا تعلق ہے سو اسے میں تر رکھوں گا۔"(یعنی صلہ رحمی کروں گا)(مسلم،بخاری)

رشتہ داروں پر خرچ کرتے ہوئے تنگدستی کا خوف دل میں نہ لایئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے" جو پسند کرتا ہے کہ اس کا رزق کشادہ ہو اور موت میں تاخیر ہو وہ صلہ رحمی کرے"۔(بخاری و مسلم)

اگر وہ آپ کی دل آزاری کریں تو ذہن میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقعہ لے آیئے۔بھلا ان سے بڑھ کر بھی کسی کو دل آزاری کا موقع پیش آیا ہوگا۔ان کے زیر کفالت رحمی رشتہ دار مسطح بن اثاثہ منافقین کے جھانسے میں آکر واقعہ افک میں تہمت لگانے والوں میں شامل ہو گئے۔بیٹیوں والوں کے لیے اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ اپنے زیر کفالت شخص کی زبان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی مطہرہ وصدیقہ بیٹی کے بارے میں اذیت ناک الزامات سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں کیا کیفیت ہوئی ہوگی۔ آخر باپ تھے گوارا نہ ہوسکا، کہ ایسے احسان فراموش کے ساتھ صلہ رحمی کا سلسلہ جاری رکھیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا۔

''تم میں سے صاحب فضل و وسعت قسمیں نہ کھائیں کہ اللہ کی راہ میں رشتہ داروں مسکینوں اور مہاجروں کو کچھ نہ دیں گے، چاہیے کہ درگزر کریں اور معاف کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور اللہ سو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔ (النور: ۲۲)

یہ سنتے ہی سر تسلیم خم کر دیا اور ان کی کفالت کا ذمہ دوبارہ لے لیا۔ یقیناً صلہ رحمی کے نتیجے میں ہمارے دلوں پر طعن و تشنیع کے لگنے والے تیر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچنے والی اذیت کے مقابلے میں کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ میرے کچھ اولوالارحام ہیں وہ مجھ سے تعلق توڑ دیتے ہیں اور میں درگزر کرتا رہتا ہوں، وہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔ میں ان پر احسان کرتا ہوں مگر وہ میرے ساتھ برائیاں کرتے ہی رہتے ہیں، تو کیا ان سے بدلہ نہ لوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نہیں اگر ایسا کرو گے تو تم سب کے سب چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ تو صلہ رحمی کرتا رہ۔ یاد رکھو جب تک تم صلہ رحمی کرتے رہو گے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ ہر وقت ایک معاونت کرنے والا فرشتہ رہے گا۔ (ابن کثیر)

یقیناً عمر کی درازی کے وعدے کے بدلے میں یہ سودا مہنگا نہیں۔ آپ کو اپنے منصوبوں کی تکمیل کا موقع بھی مل جائے گا۔ آپ کی آرزوئیں بھی اللہ پوری کریں گے اور نیکیوں میں بھی اضافہ ہوگا، کیونکہ اللہ کا تو کہنا ہے

﴿ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ﴾ (البقرۃ: ۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔''

چنانچہ عمر کی درازی کی خواہش ہے تو رشتہ دار صلہ رحمی کے باوجود کیسا ہی برا سلوک کیوں نہ کریں، آپ کو دیکھ کر ان کے تاثرات کیسے ہی برے کیوں نہ ہوں، انہیں آپ کی آمد کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے، آپ اللہ کے حکم کے سامنے اپنی نام نہاد خودی کو سر بسجود کر دیجئے کہ اسلام کی معراج یہی ہے۔

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

(۱۱ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۶ جولائی ۱۹۹۷ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدائے سامری

برائی کتنے روپ کیوں نہ بدل لے اس کی پہچان فطرتِ سلیم کے ذہن سے نہیں مٹ سکتی۔ اس کے لیے وہ ہمیشہ قابلِ نفرت رہتی ہے۔ ضمیر اس سے وابستگی کا سرِعام اظہار کرنے کی اجازت کبھی نہیں دیتا۔

نبی اکرم ﷺ نے تو برائی کی پہچان ہی یہ بتائی کہ

"الا ثم ما حاك في نفسك و كرهت ان يطلع عليه الناس"۔

"گناہ وہ ہے جس کی کھٹک تم اپنے دل میں محسوس کرو اور تم اس سے لوگوں کا مطلع ہونا ناپسند کرو۔"

گویا برائی ایک ایسی نوکیلی چبھن ہے جو کسی بھی فعل کی شکل میں ظہور پذیر ہوتے ہوئے اپنے فاعل کے قلب و ذہن پر ثبت ہو جاتی ہے۔ اگر برائی کرنے والے کی فطرت کلیتہً مسخ نہ ہو چکی ہو تو اپنی برائی پر لوگوں کا مطلع ہونا اسے شاق گزرتا ہے۔ چنانچہ ایک شریف آدمی تو برائی سے منسوب ہونے کے امکانات کے قریب جانے سے بھی گریزاں رہتا ہے۔ سٹے بازار کی طرف وہ کبھی رخ نہیں کرتا۔ اگر مجبوراً وہاں سے گزرنا بھی پڑے تو منہ چھپاتا ہے کہ کوئی دیکھ نہ لے۔

ہیرا منڈی سے گزرنا کون شریف آدمی پسند کرتا ہے۔ اگر کبھی اشد مجبوری سے ان راستوں سے گزرنا پڑے تو یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ کوئی جان پہچان والا شخص دیکھ نہ لے۔

چرسیوں اور افیونیوں کے محلے سے گزرنا کسی صورت گوارا نہیں ہوتا۔

اور وجہ.....؟ صرف یہی فکر کہ عزت کی سفید پیشانی بدنامی سے داغدار نہ ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخصیت پر دینی اور اخلاقی اثرات جتنے گہرے ہوں اتنا ہی برائی سے انتساب ناگوار گزرتا ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ جن دینی گھرانوں کی نئی نسل میں گھٹیا بازاری ناولوں اور رسالوں کا زہر سرایت کر رہا ہے وہ بھی چھپ چھپا کر پڑھتے ہیں تاکہ کسی کو پتا نہ چلے۔

پچھلے دنوں بے راہروشاعری پر مبنی ایک کتاب کسی دینی گھرانے کی دکان پر نظر آئی۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے ہاں یہ کتاب کیسے؟

انتہائی ندامت کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے بتایا "کہ یہ ہماری نہیں ہمارے ملازم کی ہے۔"

اس سے پوچھا گیا تو اس نے بھی شرم وندامت کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ "میں کسی لائبریری سے لے کر آیا تھا۔ مہربانی ہوگی کسی کو پتا نہ چلنے دیجئے گا کہ یہ میں لے کر آیا تھا۔"

برائی کو چھپانے کا یہ طرز عمل جہاں انسانی نفسیات کی اس گتھی کو کھولتا ہے جس کی نشاندہی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کی ہے:

﴿يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَايَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ﴾(النساء:۱۰۸)

"وہ لوگوں سے تو چھپاتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپا سکتے۔"

وہاں سامری کی یاد بھی آتی ہے جس کے بارے اللہ نے فرمایا کہ یہ خود کہے گا:

"لَامِسَاس".....مجھے کوئی نہ چھوئے۔

کیا برائی کے تمام انداز اور ان کو چھپانے کی انسانی فطرت زبان حال سے سامری کی صدائے "لَامِسَاس" ہی کی بازگشت نہیں؟

ہے کوئی اس صدا پر کان دھرتے ہوئے بنی اسرائیل کے سے عبرت ناک انجام سے بچنے والا؟

(۲۰ رجب ۱۴۱۹ھ ۱۱ نومبر ۱۹۹۸ء)

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نامحرم افراد سے مزاح

عربی کا مشہور مقولہ ہے۔ ''المزاح فی الکلام کالملح فی الطعام ''یعنی جس طرح کھانے میں نمک کی افادیت مسلّم ہے اسی طرح کلام میں مزاح کی اہمیت بھی مسلم ہے۔ مزاح گفتگو میں دلچسپی اور شگفتگی پیدا کرتا ہے۔ بسا اوقات مزاحیہ انداز میں کہا ہوا ایک جملہ تاثیر میں ہزاروں سنجیدہ جملوں پر بھاری ہوتا ہے۔ مزاح، قولاً، فعلاً اور تحریراً تینوں طرح کیا جاتا ہے۔

زندگی کے دیگر پہلوؤں کی طرح مزاح کے حوالے سے بھی اسلام میں رہنما نکات ملتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے بہترین عملی نمونہ قرار دیا ہے۔ مزاح آپ کی گفتگو کا ایک اہم جزو تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام کتبِ سیرت کا ایک گوشہ اس کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔

اس کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مزاح کے الفاظ کیسے ہوں؟ انداز کیا ہو؟ کب کیا جائے؟ اور سب سے اہم یہ کہ کس سے کیا جائے؟

مزاح کس سے کیا جائے؟ اس حوالے سے اسے تین قسموں میں بانٹا جاسکتا ہے۔

① غیر متعین اشخاص سے مزاح

② کسی مخصوص طبقے کے افراد کے ساتھ مزاح

③ متعین فرد سے مزاح

ہمارا موضوع متعین فرد سے مزاح ہے یہ کسی عورت سے بھی ہوسکتا ہے۔ اور مرد کا مرد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بھی۔ اسوہ حسنہ میں یہ دونوں مثالیں ملتی ہیں لیکن کسی مرد کا عورت سے یا کسی عورت کا کسی مرد سے مزاح..... جب کہ دونوں میں کوئی محرم رشتہ نہ بھی ہو..... اس کے متعلق اسلامی تعلیمات سوچنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔

مطالعہ بتاتا ہے کہ اسلام دو نامحرم افراد میں غیر سنجیدگی اور بے تکلفی کو مستحسن نہیں کہتا۔

کیوں! وجہ صاف ظاہر ہے کہ وہ یہ نہیں چاہتا کہ مسلمان معاشرے میں ''حیا'' سے عاری فضا پھیلے۔ بے حیائی پر مبنی علمی اقدام تو کجا! کسی فرد کے دل میں ایک لمحے کے لیے بھی ایسا کوئی خیال آنے پائے۔ چنانچہ اس نے ایسے عوامل کو انگیخت کرنے والے یا اس کا سبب بننے والے تمام چور دروازے بلکہ چھوٹے چھوٹے سوراخ بھی حفظِ ماتقدم کے طور پر بند کر دیے ہیں۔ اسلام میں نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم، گھروں میں داخلے کے لیے اجازت کو لازمی قرار دینا، نامحرموں سے پردہ، سسرالی رشتہ داروں کو موت سے تشبیہ دے کر ان سے پردہ میں سختی، تصویر کی حرمت تاکہ غضِ بصر کا حکم دیے جانے والے مسلمان کسی نامحرم کو نظر جما کر نہ دیکھ سکیں..... سب اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔ آواز کے بارے میں انتہائی احتیاط، بجنے والے زیور اور پاؤں زور زور سے مار کر چلنے سے منع کر دیا کہ ان کی آواز ہی فتنے کا باعث نہ بن جائے، عورتوں کو حکم دیا:۔

﴿اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ (الاحزاب:۳۲)

''اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی میں مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے بلکہ صاف سیدھی بات کیا کرو۔''

قرطبی لکھتے ہیں۔ یعنی لہجہ میں کوئی لوچ اور دانستہ طور پر اختیار کی ہوئی شیرینی نہ ہو بلکہ غیر معمولی درشتی اور خشونت ہونی چاہیے اور آواز میں ضرورت سے زیادہ بلندی نہ ہو۔ مولانا ثناءاللہ امرتسری ''تفسیر القرآن بکلام الرحمان'' میں لکھتے ہیں کہ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مراد یہ ہے کہ اجنبیوں سے گفتگو کرتے ہوئے آواز میں نرمی نہ پائی جائے۔اور قُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوْفاً سے مراد یہ ہے کہ لہجے میں کچھ درشتی ہونی چاہئے۔

مولانا مودودی رقم طراز ہیں: ''یعنی ضرورت پیش آنے پر کسی مرد سے بات کرنے میں مضائقہ نہیں لیکن ایسے مواقع پر عورت کا لہجہ اور اندازِ گفتگو ایسا ہونا چاہئے جس سے بات کرنے والے مرد کے دل میں کبھی یہ خیال تک نہ گزر سکے کہ اس عورت سے کوئی اور توقع بھی قائم کی جاسکتی ہے۔اس کے لہجے میں کوئی لوچ نہ ہو،اس کی باتوں میں کوئی لگاوٹ نہ ہو۔اس کی آواز میں دانستہ کوئی شیرینی گھلی ہوئی نہ ہو جو سننے والے مرد کے جذبات میں انگیخت پیدا کردے اور اسے آگے قدم بڑھانے کی ہمت دلائے۔اس طرزِ گفتگو کے متعلق اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کسی ایسی عورت کو زیب نہیں دیتا جس کے دل میں اللہ کا خوف اور بدی سے پرہیز کا جذبہ ہو۔دوسرے الفاظ میں یہ فاسقات وفاجرات کا طرزِ کلام ہے نہ کہ مومنات متقیات کا۔(تفہیم القرآن،۴/۸۹)

دوسری طرف مردوں کے لیے بھی ایسی گفتگو کرنے کی حوصلہ شکنی کی گئی جو صنفِ مخالف کے مائل ہونے کا سبب بن سکتی ہو۔

انجشہ نبی اکرم ﷺ کے غلام تھے۔آواز خوبصورت تھی،سفر میں اکثر حدی خوانی کے فرائض سرانجام دیتے،ایک روز حسبِ معمول حدی پڑھ رہے تھے،اونٹوں پر امہات المومنین سوار تھیں۔ذرا سوچئے کہ ہودج میں سوار خواتین دنیا بلکہ کائنات بھر کی عفت مآب اور متقی خواتین ازواج النبی ﷺ جن کے بارے میں افواہوں پر یقین کرنے والوں کو تنبیہ کی گئی۔

﴿لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ﴾(نور: ۱۲)

''اسے سنتے ہی مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلا صریح بہتان ہے۔"

اور حدی خواں کون؟ رسول اللہ ﷺ کے پروردہ غلام، خادم اور صحبت یافتہ انجشہ مگر پھر بھی مومنوں کے لیے اسوۂ حسنہ کی مثال قائم کرنے کو نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا۔

انجشہ آہستہ آہستہ! آبگینوں کا خیال رکھو۔ (بخاری)

یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ صنف نازک کے دلوں کے پرعصمت آبگینے اس پرکشش آواز کی کاٹ سے چکنا چور ہو جائیں۔ اگر حدی میں خوش الحانی کی لطافت دلوں پر اثر انداز ہوتی ہے تو مزاح میں اندازِ بیان کی لطافت۔.....

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا مزاح عورتوں سے بھی ملتا ہے اور مردوں سے بھی لیکن غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام خواتین یا تو ان کی محرم خواتین تھیں یا پھر عمر رسیدہ خواتین۔

نبی اکرم ﷺ نے مزاح اور خوش بیانی کو سب سے زیادہ اپنی بیوی اور اہل وعیال کے لئے مستحسن بلکہ مستحب قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہر وہ کام جس میں اللہ کا ذکر نہیں وہ فضول ہے سوائے چار کاموں کے، نشانہ لگانے کے مقامات کے درمیان چلنا، گھڑ سواری کی تربیت حاصل کرنا، اپنی بیوی سے خوش طبعی کرنا، تیراکی سیکھنا۔ (المعجم الکبیر الطبرانی، السلسلۃ الاحادیث ۳۱۵)

آپ ﷺ کی اپنی زندگی میں ازواجِ مطہرات سے خوش بیانی اور مزاح کی مثالیں موجود ہیں۔

اس کے علاوہ چند مثالوں پر غور فرمایئے۔

☆ ایک مرتبہ ایک بڑھیا خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت عطا کرے" آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔"

یہ فرما کر آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ واپس گھر آئے تو عائشہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہا نے عرض کیا" یارسول اللہ! جب سے آپ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی، یہ رورہی ہے۔" فرمایا! اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہوکر۔ (شمائل نبوی)

نبی اکرم ﷺ کے مزاح کی یہ خاصیت تھی کی وہ حقیقت پر مبنی ہوتا تھا۔ آپ ﷺ مزاح میں جھوٹ سے اجتناب فرمایا کرتے تھے۔ مذکورہ بالا مزاح جہاں سچائی پر مبنی ہے وہاں اس میں مخاطب خاتون عمر رسیدگی کی حدود میں ہیں۔

☆ کتب احادیث سے ایک اور خاتون کا تذکرہ ملتا ہے جو سواری کے لیے اونٹ مانگتی تھیں مگر نبی اکرم ﷺ اونٹ کا بچہ دینے پر اصرار کرتے رہے۔ تھوڑی دیر مزاح کرنے کے بعد فرمایا کہ ہر اونٹ، اونٹ کا بچہ ہی ہوتا ہے۔ اس مزاح کے حسن سے قطع نظر مزاح کی جانے والی خاتون کی شخصیت پر غور کریں معلوم ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گود میں کھلانے والی ان کی آزاد کردہ لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا تھیں۔ جنہیں آپ ﷺ اُمّی بَعْدَ اُمّی کے قابل فخر اعزازی الفاظ سے یاد کیا کرتے تھے۔ یعنی" میری ماں کے بعد میری ماں"۔ گویا یہ بھی نامحرموں کی ذیل میں نہیں آتی تھیں۔

☆ انہی کا دوسرا واقعہ ہے کہ ایک بار نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائیں اور کہا کہ میرے میاں آپ کو بلاتے ہیں۔

فرمایا وہی نا! جن کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔

کہنے لگیں! نہیں اللہ کی قسم نہیں۔ تو رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

''سفیدی تو ہر شخص کی آنکھ میں ہوتی ہے۔''

سفیدی سے ان کی مراد آنکھ کے حلقے کے گرد کی سفیدی تھی۔

☆ سیرۃ الصحابہ کی کتب میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایک مہاجر خاتون سے مزاح کا ذکر ملتا ہے جو ام المومنین کے پاس تشریف فرما تھیں۔ یقیناً وہ پردے میں ہوں گی کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حفصہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ''کون ہیں؟''

انہوں نے نام لیا تو خوش طبعی سے کہنے لگے، ''اچھا وہ حبشہ والی۔ ہم لوگ آپ سے زیادہ ثواب کے مستحق ہیں۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہجرت کی سعادت حاصل کی اور آپ لوگوں نے تنہا۔''

نبی اکرم ﷺ تک یہ بات پہنچی تو فرمایا: ''نہیں حبشہ والے زیادہ اجر کے مستحق ہیں انہوں نے دو ہجرتیں کیں۔''

کتب سیرت سے پتا چلتا ہے کہ یہ خاتون عمر رسیدہ تھیں۔

مذکورہ بالا سطور کی روشنی میں یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ اسلام کس حد تک نامحرم مردوں اور عورتوں کی آپس میں بے تکلفی کو پسند کرتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے سسرالی نامحرم رشتہ داروں کے بارے میں موت کی مثال دے کر ان سے پردے کرنے کی سختی کی ہے۔ یقیناً اس ممانعت میں اللہ تعالیٰ کے پیش نظر وہ خرابی تھی جو آج دیور، بھابھی اور بہنوئی سالی کے آپس میں ضرب المثل کی حد تک مذاق اور بے تکلفی کی صورت میں نظر آتی ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ بعض نامحرم رشتہ داروں سے پردہ کرنے والی خواتین یا بظاہر دینی ذہن کے حامل افراد بھی اس معاملے میں احتیاط نہیں کرتے حالانکہ آیت فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ کی رو سے مسلمان خاتون کے لیے حجاب ایک اہم ستون ہے۔

آپس میں مزاح کو خوش خلقی کا مظہر تصور کیا جاتا ہے اور بسا اوقات نامحرموں کے معاملے میں اس حوالے سے احتیاط برتنے والوں کو مختلف انداز سے مطعون کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خوش خلقی مستحسن ضرور ہے مگر صرف وہی جو حدود اللہ کی پابند ہو۔ یہ بات تو تھی گفتگو میں مزاح کی۔

آج کل ادب خصوصاً صحافت میں مخالف اصناف میں سے متعین افراد سے مزاح کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رجحان بھی زور پکڑ رہا ہے۔ سیاستدانوں اور ادیبوں پر لکھے جانے والے مزاحیہ تعارفی خاکوں میں اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ جس کی ذات یا ذاتیات کو مزاح کا موضوع بنایا گیا ہے وہ ہم صنف ہے یا صنف مخالف۔

خصوصاً ادیبوں کے آپس میں ایک دوسرے پر لکھے جانے والے مضامین میں باتیں یہ عام پائیں جاتی ہیں۔

تحریر پر غور کیا جائے تو تحریر امزاح قولاً مزاح کی نسبت نتائج کے لحاظ سے زیادہ سنگین ہے۔ کیونکہ اسے بار بار پڑھ کر مزا لیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس میں بھی احتیاط ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''عورت''

ام زبیر صاحبہ کے افسانوں کے آئینے میں

صنف نازک ہمیشہ سے تحریر کا اہم موضوع رہی ہے۔ دورِ حاضر میں آزادیِ نسواں کی تحریکوں نے اسے مزید فروغ دیا۔ اردو ناول اور افسانہ میں ڈپٹی نذیر احمد اور راشد الخیری سے لے کر موجودہ دور تک عورت کے بے شمار روپ دکھائے گئے ہیں۔ جدید افسانہ نویسوں نے عورت کے چند مخصوص پہلوؤں ہی کو اپنا موضوع بنایا۔ تحریکِ آزادیِ نسواں کے مقاصد کے پیشِ نظر انہوں نے چادر، چار دیواری، مولوی اور دین کو عورت کا بڑا دشمن بتایا۔ عورت کے ذہن میں معاشرے کی اخلاقیات اور مرد کے خلاف باغیانہ رویوں کی خوب پرورش کی، اسے اپنی محرومیوں کا احساس دلایا اور معاشرے کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی ترغیب دی۔

ایک خاتون ہونے کے ناطے سے محترمہ ام زبیر کی افسانہ نگاری کا محور بھی عورت ہی ہے مگر افسانہ نگاری کی عمومی روش کے برعکس ان کے افسانوں میں عورت ایک نئے روپ میں سامنے آتی ہے۔ یہ عورت نہ مجبور ہے نہ لاچار۔ یہ جی دار ہے، حیادار ہے، بہادر ہے، مضبوط دل والی ہے۔ فولادی عزم کی مالک ہے۔ باہمت ہے، تندیِ بادِ مخالف سے ٹکرا جانے والی ہے، اس کے مقصدِ حیات کے سامنے آنے والی ہر رکاوٹ اس کے پختہ عزم سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ افسانے عورت کی جرات اور شجاعت کا جو روپ پیش کرتے ہیں، اسے اس حدیث کے آئینے میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔

''طاقت ور وہ نہیں جو کشتی میں دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ وہ ہے جو اپنے غصے پر قابو پا لے۔(متفق علیہ)

شور مچالینا، واویلا کرنا، لڑ جھگڑ لینا یہ تو ہر کوئی جانتا ہے مگر اعلیٰ وارفع نصب العین کی خاطر اپنے جذبات پر پختہ بند باندھ لینا یہ ہر کسی کے اس کی بات نہیں۔

جدید افسانہ نگار عورت کو بزدلی سے نجات دلانے کی دعوے دار ہیں مگر ان میں اور ام زبیر میں فرق یہ ہے کہ وہ معاشرے کو مرد اور عورت کے دو متحارب گروپوں میں تقسیم کر دیتی ہیں مگر ام زبیر ان کے اختلافات کو ناخنِ تدبیر سے سلجھا کر معاشرے کو اتفاق و محبت سے ہمکنار کرنے کی خواہاں ہیں۔ان کی نمائندہ عورت بے دین کے سامنے تو ڈٹ جاتی ہے مگر جہاں اپنی دنیاوی خواہشات کو قربان کرنے کا موقع آئے وہاں بچوں اور گھر کے لیے ایثار کی مثال قائم کر دیتی ہے۔آیئے! ذرا ام زبیر صاحبہ کے افسانوں کے آئینے میں اسی کردار کے خدوخال ملاحظہ کریں۔

مقصدِ حیات:

کسی بھی سفر کی کامیابی کے لیے اس کی منزل کا تعین ضروری ہے، بصورتِ دیگر مسافر انجان راہوں پر بھٹکتے ہوئے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔مگر منزل پا لینے کی بے مثل خوشی اسے نصیب نہیں ہوتی۔زندگی کا کٹھن سفر بھی کسی منزل کے تعین کے بغیر ممکن نہیں۔ام زبیر کے افسانے اس تعین کے لیے بخوبی رہنمائی کرتے ہیں۔ان کے کرداروں کے سفر زندگی کی تمام تگ ودو میں اپنے مقصدِ حیات '' ابتغاء وجہ اللہ ''رضائے الٰہی کی تلاش کے لیے وقف ہیں۔رضائے الٰہی ان کے سفر کی ایک ایسی منزل ہے جس کے لیے وہ سب کچھ قربان کر دینے پر تیار ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''یہ ادھورے خواب'' کی ایک مہاجر خاتون رضیہ ہے، قیام پاکستان کے بعد ایک بڑے میاں اسے رہنے کا مکان دلواتے ہیں مگر وہ سارا مکان لینے سے انکار کرتے ہوئے کہتی ہے'' میاں جی! یہ ساری گھر ہستی اور ساز وسامان اس وقت تک اہمیت رکھتے ہیں جب تک ہمارے سامنے کوئی ''مقصد'' نہیں تھا، اب تو ہمارے سامنے ایک بڑا کام اور ایک بلند تر مقصد ہے کہ سب نے مل کر اس پاکستان کو نمونے کا ملک بنانا ہے۔ اب ہمیں گھر ہستی کے اتنے بڑے جھنجھٹ پال کر کیا کرنے ہیں۔ کم سے کم ضروریاتِ زندگی رکھنی ہیں اور زیادہ سے زیادہ وقت اپنے مقصدِ زندگی کو دینا ہے''۔

''پختہ بند'' کی فوزیہ اپنے سخت گیر اور بخیل خاوند کی تمام کج رویوں کو کشادہ دلی سے برداشت کرتی رہی مگر کیوں؟

''اسے تو ایک آئیڈیل زندگی گزارنی تھی، اس کی حیات کا ایک مقصد تھا، وہ سمجھتی تھی کہ یہ ساری رکاوٹیں ہیں میرے ''مقصد'' تک پہنچنے کے لیے، ان ساری رکاوٹوں کو عبور کر جانا ہی کامیابی ہے''۔

اس کا نظریہ یہ تھا کہ ''اپنی کشتیِ حیات کا لنگر اللہ کے بھروسہ پر زندگی کے بحرِ بے کراں میں کھول دینا چاہیے اور اپنے آپ کو اس کی سرکش موجوں کے سپرد کر دینے کی بجائے تعلیم وتربیت، تہذیب اور شرافت کے چپوؤں سے سہارا لینا چاہیے۔''

''اور پھر جب کئی برسوں کے بعد صبر وضبط کا یہ پختہ بند ٹوٹا تو بے چینی، اضطراب اور پریشانی کے سیلاب میں وہ خود اس کے بچے اور گھر سب بہہ جانے لگے..... مگر ایک دن گھمسان کی جنگ کے بعد اس کے سوئے ہوئے احساسات بیدار ہو گئے کہ اپنا مقصدِ حیات اور اپنی نیکی کسی کے پیچھے کیوں ضائع کروں؟ یہ کہاں کی عقل مندی ہے۔ بچوں کی خاطر مجھے اپنی جان کے آگے پختہ بند باندھنا پڑے گا اور اس متعفن گندگی سے نکلنا پڑے گا''۔ (صفحہ ۴۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اسے شدت سے احساس ہوا کہ راشد سے مقابلہ کر کے وہ ہار گئی ہے، بے شک اس وقت وہ جیت جاتی ہے۔ راشد خاموش ہو جاتا ہے مگر اس کی یہ جیت بھی ''ہار'' ہے کیونکہ وہ اپنے مقصد کو فراموش کر بیٹھی ہے اور اپنے لیے متعین کردہ راہ سے بھٹک گئی ہے۔ بھلا میرا عمل کسی کے عمل کے تابع کیوں ہو''؟ (صفحہ ۴۸۔ پختہ بند)

ازدواجی الجھنیں:

اُمِ زبیر کے افسانوں کی عورت کے ہر مسئلے کا حل اس کے مقصدِ حیات میں پوشیدہ ہے۔ ازدواجی الجھنیں بھی اسی ناخنِ تدبیر سے سلجھائی جاتی ہیں۔

مذکورہ بالا افسانہ ''پختہ بند'' اس کی ایک واضح مثال ہے جس میں انا پرستی، ہٹ دھرمی اور اپنی بات پر قائم رہنے کی بجائے حسنِ تدبیر اور خاموشی سے معاملات سلجھانے کی ترغیب ہے۔ اس کا مرکزی کردار ''فوزیہ'' نے اپنے والد کی خواہش کے احترام میں ایک سخت گیر شخص کی رفاقت یہ سوچ کر قبول کر لی کہ

''ازدواجی زندگی میں کسی نہ کسی طرح اپنی عادت پر پابندی لگانی پڑتی ہے۔ زبان و جذبات کو بے قابو نہ ہونے دوں گی۔ دنیا کے نشیب و فراز علم کی روشنی میں اگر طے نہ کروں تو میرے اور جاہل لڑکی میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ زندگی عمل سے نکھرتی ہے اور عمل کا موقع اسی میدان کار میں ہے..... ''علم کی ڈگری، مطالعہ، اللہ پر ایمان۔ یہ سب کچھ انسانیت کو بہتر بنانے کے لیے وسائل ہیں۔ اپنی کشتیِ حیات کا لنگر اللہ کے بھروسہ پر زندگی کے بحرِ بے کراں میں کھول دینا چاہیے''۔ (حیات نو۔ صفحہ ۷)

سالہا سال اس عزم پر قائم رہنے کے بعد ایک دن شیطان نے اس پختہ بند میں دراڑ پیدا کر دی تو گھر درہم برہم ہو گیا۔ بالآخر جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ کہیں یہ کشمکش بچوں کی تربیت میں بگاڑ نہ پیدا کر دے۔ بھلا میں اپنا مقصدِ حیات اور نیکی کسی کے پیچھے کیوں ضائع کروں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترمہ ام زبیر صاحبہ کا وہ معرکتہ الآرا فسانہ جس کے بارے میں نعیم صدیقی صاحب نے کہا کہ اگر ممکن ہوتا تو میں سب تحریریں دے کر یہ افسانہ ام زبیر صاحبہ سے لے لیتا۔اس کے مرکزی کردار عالیہ اور زینب، بہو اور ساس کے رشتے میں منسلک، دو بلند ہمت بیویوں کے کردار ہیں۔زینب کی زندگی ایک انتہائی تلخ مرد کی رفاقت میں گزری۔اس نے بصد مشکل بچوں کی تربیت کو شاہراہ مستقیم پر گامزن رکھنے کی کوشش کی بچے بگڑے تو نہیں مگر بیٹا نفسیاتی مریض بن گیا۔اسے اعصابی دورے پڑنے لگے۔نفسیاتی معالج کے علاج نے کافی حد تک ٹھیک کر دیا مگر بیماری مکمل طور پر دور نہ ہوئی،اس کی رفاقت کے لیے زینب نے عالیہ جیسی حوصلہ منداور باہمت لڑکی کا انتخاب کیا۔شادی سے قبل ہی اسے سارے حالات سے آگاہ کر کے سوچ سمجھ کر یہ چیلنج قبول کرنے کی نصیحت کی۔عالیہ نے سوچا۔

"خالہ زینب مجھے عزیمت کے مقام پر دیکھنا چاہتی ہیں۔یکا یک اس کے وجود میں انوکھے سے عزم، جرات کی جوت چمک اٹھی۔میں کوئی کمزور سی ہستی تو نہیں ہوں،اللہ کی عطا کردہ عقل وفہم کو آزمایا جاسکتا ہے۔شادی بیاہ تو ہونے والے ہی ہیں۔آج نہ سہی تو کل ہونا ہی ہے پھر خالہ زینب جیسی ہمدرد ہستی کا ساتھ کیوں نہ دوں۔ہوسکتا ہے میں بھی کسی اور کے لیے نمونہ بن جاؤں اور کوئی میرے وجود سے فیض پا سکے۔یہ خیال آتے ہی اس نے اپنی والدہ کی مخالفت کے باوجود خالہ زینب کے حق میں فیصلہ دے دیا۔چنانچہ عالیہ کی تدبیر نے ظفر کی بکھری ہوئی شخصیت کو سمیٹ دیا۔اس نے اس کی کج رویوں کو حوصلے سے برداشت کیا۔اس کی ساس اور نندوں نے بھی بھرپور تعاون کیا۔ظفر کبھی کبھی سوچتا کہ "عورت کو اگر کامل اختیارات و آزادی حاصل ہو تو بلاشبہ وہ بکھری شخصیتوں کو جوڑ بھی سکتی ہے،انہیں استحکام عطا کر سکتی ہے،اپنی فطرت کا حسن ونکھار اس معاشرے پر بکھیر سکتی ہے جس کی روشنی سے ذہنوں سے اندھیرے دور ہوتے ہیں اور گھروں میں چراغ جل اٹھتے ہیں"۔

(الاؤ اور پھوار۔صفحہ ۶۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج کل یہ خیال عام ہے کہ خاوند تو مجازی خدا ہے، اس کی خواہش کے احترام میں بے پردگی یا بے دینی اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ام زبیر کے افسانے عورت کے ایسے کمزور کردار کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں، وہ عورت کو ایمانی لحاظ سے پہاڑوں جیسا مضبوط دیکھنا چاہتی ہیں۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

''ہمت'' کی زبیدہ کا خاوند بچوں کو عیش و آرام میں رکاوٹ سمجھتا تھا۔ نمازوں پر طعن کرتا۔ برقعہ پکڑ کر کسی اور کو پکڑا دیا۔ زبیدہ نے اسے مجازی خدا سمجھتے ہوئے پردے کو خیر باد کہہ دیا۔ بال کٹوا لیے۔ مخلوط محفلوں میں ساتھ دینا شروع کر دیا مگر جب خاوند کی بے راہ روی خطرناک حدوں کو چھونے لگی تو بچے لے کر ماں کے پاس آ گئی۔ ایسے میں اس کی ملاقات اپنی ہمسائی سے ہوئی جس کا نظریہ یہ تھا کہ:

''میں مانتی ہوں کہ اکثر مرد ظلم کرتے ہیں۔ عورتوں کی قدر نہیں کرتے لیکن اگر عورت گھر چھوڑ دے تو اس طرح مرد کا ہاتھ ظلم سے رک نہ جائے گا۔ اس کا علاج تو یہی ہے کہ عورت چٹان بن جائے..... چٹان میں سرکش لہروں، تند و تیز ہواؤں کے رخ موڑ دینے کی طاقت ہوتی ہے..... بیوی اگر اپنے ایمان و اسلام پر سختی سے جمی رہے، ہر جائز کام میں شوہر کی اطاعت کرے، غلط کاموں میں ساتھ دینے سے صاف انکار کر دے، اپنی اصول پرستی میں کبھی لچک پیدا نہ ہونے دے تو پھر مرد کی طاقت نہیں کہ اس پر ظلم و زیادتی کر سکے۔ اگر بالفرض کر بھی لے تو عورت کے مضبوط ارادے اور حسنِ عمل کی وجہ سے آخر اس کے آگے جھکنا پڑے گا..... اگر عورت خاوند کے ہر حکم کو دین و مذہب کا درجہ دینے لگے تو پھر مرد کا حوصلہ بڑھنے لگے گا اور ہر قسم کی زیادتی کرنے میں کوئی باک نہیں ہوگا جو چاہے گا منوا لے گا اور توقع رکھے گا کہ اس کی ہر جائز و ناجائز خواہش کو پورا کیا جائے''۔ (دامِ فریب۔ صفحہ ۱۶)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قصور مرد کا نہیں:

جدید خاتون افسانہ نگاروں کا ایک پسندیدہ موضوع عورت کی مظلومیت ہے۔ مرد کے عورت پر مظالم کے بیان سے عورت کی مظلومیت میں کمی آئی یا نہیں۔ مرد اور عورت کے مابین ایک گہری اور وسیع خلیج ضرور حائل ہوئی۔ اس طرز فکر نے انہیں دو متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ تصور عام ہو گیا ہے کہ ''مرد ہوتے ہی ایسے ہیں'' جب حلیفِ سفر ہی ایک دوسرے کے حریف بن جائیں تو سفر کس طرح پُرسکون ہو سکتا ہے۔ ام زبیر صاحبہ عورت کو تنگ نظری سے نکال کر وسعتِ نظری کا حامل بنانا چاہتی ہیں۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ قصور مرد کا نہیں جہالت کا ہے۔

''کبھی یوں بھی ہوتا ہے'' کی ''راشدہ'' اسی کی قائل ہے، اس کی سہیلیاں اسے کئی اعلیٰ تعلیم یافتہ مردوں کے تلخ رویوں کی مثالیں دیتی ہیں مگر اس کا کہنا ہے کہ:

''دین کا علم نہ ہونے کی وجہ سے لوگ بھٹکتے ہیں۔ اللہ نے مردوں اور عورتوں کو مساوی حقوق دے کر بھیجا ہے، دنیا کا انتظام بہتر طریق پر چلانے کے لیے دونوں کو زندگی کی طویل کٹھن راہوں کا ایک دوسرے کا ساتھی بنایا ہے مرد عورت کے لیے قوتِ بازو ہے۔ حاکم و محکوم کا سوال ہی نہیں پھر ایک دوسرے سے نفرت کیوں''؟

مگر یہی راشدہ ایک گزیٹڈ آفیسر کی بیوی بننے کے بعد خود بھی اس المیے سے دوچار ہو جاتی ہے۔ خاوند کے تلخ رویے اسے اعصابی دوروں اور دل کا مریض بنا دیتے ہیں۔ کوئی چارہ کار نہ پا کر وہ بچوں کے ساتھ میکے آ جاتی ہے، ایسے میں اس کی ایک سہیلی استفسار کرتی ہے کہ

''راشدہ! کیا اب بھی تمھارا خیال ہے کہ یہ مرد ظالم نہیں ہوتے اب تو تمھارا تجربہ بھی ہے۔

''تجربہ اپنی جگہ مگر اصول اپنی جگہ مسلّم، یہ سب کچھ اسی لیے تو مرد جائز سمجھتے ہیں کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی یا عورت کی حیثیت نہیں سمجھتے۔ اللہ کا خوف نہیں ہے"۔ وہ جواب دیتی ہے۔

"اسلم بھائی تو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ انہی کے رویے کی بدولت تم اس حال کو پہنچی ہو"؟

مگر..... اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے مگر رفعت! وہی دین کا علم نہیں ہے جو دوسروں کے حقوق کی صحیح پہچان کرواتا ہے۔ اس علم کے بغیر تو انسان خودغرض وحریص بن جاتا ہے۔ میں تو ہمیشہ کی طرح اسی نظریہ حیات کو صحیح مانتی ہوں اور برملا کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کے لیے قوتِ بازو بنایا ہے۔ حاکم ومحکوم نہیں۔ یہ ہماری نادانی ہے جو ہم میں سے اکثر مسلمان نہیں سمجھتے کہ عورت اور مرد زندگی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں"۔ (صفحہ ۵۱۔ دام فریب)

اس افسانے میں راشدہ کے نظریے کے مطابق ایک مثالی مرد کی تصویر بھی دکھائی گئی ہے۔

خاندانی تعلقات:

مشترکہ خاندانی نظام نے قریبی رشتوں خصوصاً بھاوج، ساس بہو، اور دیور جٹھانی کے تعلقات میں کشیدگی پیدا کر دی ہے۔ مگر ام زبیر کے افسانوں کی عورت بلند ہمتی اور اپنے مضبوط کردار کی بدولت اس کشیدگی سے نبٹتی نظر آتی ہے۔ وہ اپنے وسیع ظرف پر طعن وتشنیع کے تمام تیر جھیل لیتی ہے۔ اُن کی چبھن کو مقصدِ حیات کو پا لینے کی آرزو کے سہارے نکال پھینکتی ہے، وہ اتفاق، اتحاد، محبت اور ملائمت کی علمبردار ہے۔

عذرا چچی کے سسرال والوں نے انہیں ہر طرح سے زچ کیا۔ بڑی جٹھانی نے تو ان کے کردار پر شرمناک الزامات لگا کر خاوند کو بھی ان سے بدظن کر دیا۔ یہ سازش کھلنے کے تھوڑے ہی عرصے بعد بڑی جٹھانی فوت ہو گئیں تو عذرا چچی نے ان کے بچوں کی پرورش کی پیش کش کر دی۔ خاوند نے انہیں بڑی جٹھانی کا طرزِ عمل یاد دلاتے ہوئے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو.....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''عذرا چچی کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ افسوس بڑی بھابھی اللہ کو پیاری ہوگئیں، ان کی اپنی عادت تھی اللہ معاف کرے۔ میں نے کبھی کسی سے بدلہ لینے کا سوچا تک نہیں، ہر ایک کا اپنا اپنا عمل ہے جسے اسے آخرت میں بھگتنا ہے مجھے بھی اللہ کو جواب دینا ہے''۔

(صفحہ ۵۹۔ دامِ فریب)

پھر یہی عذرا چچی خاوند کی بیماری کے بعد خود محنت کر کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلواتی ہیں۔ بچی کی شادی لیے عالی شان جہیز تیار کرتی ہیں کہ اسے ماں کی کمی محسوس نہ ہو مگر شادی کے موقع پر بڑی بوڑھیوں کی زبان سے یہ بات نکل ہی جاتی ہے۔

''ہاں بھئی..... عذرا نے سب کچھ دیا لیکن اگر اپنی ماں ہوتی..... تو..... رانی کو ماں کے پیار کی کمی رہ گئی''۔ اس بات نے عذرا کے برسوں کا ضبط ریت کے تودے کی مانند گرا دیا، دل بھر آیا مگر..... معاً ایک خیال، ایک غیر مرئی سی قوت اس کے دل و دماغ میں جاگ اٹھی، میں یہ سب کچھ کس لیے کرتی رہی، اپنے دل کے لیے، یا لوگوں کے لیے، یا اللہ کے لیے، اگر اللہ کے لیے تھا تو اس میری خدمت کا صلہ اللہ ہی دے گا یہ تو دنیا ہے اور یہ شیطان کا مکر و فریب ہے جو وہ اس دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے۔ اس خیال نے اس میں پھر عزم و ہمت کی بجلی دوڑا دی۔'' (دامِ فریب۔ صفحہ ۶۴)

اور آیئے اب ایک جٹھانی کے مثالی کردار کی طرف: ''کمان کا تیر'' میں بڑے بھائی کو چھوٹا بھائی آزمائش کی گھڑی میں مالی امداد کے ذریعے سہارا دیتا ہے مگر اس کی بیوی سے یہ برداشت نہیں، ہوتا وہ جٹھانی کو اٹھتے بیٹھتے طعنے دیتی ہے مگر جٹھانی کی سوچ یہ ہے۔

''وہ ایک طرف تو تعلیم یافتہ تھی اور دوسری طرف اللہ سے ڈرتی بھی تھی اور اسے توکل بھی تھا، تقدیر پر ایمانِ کلی تھا کہ کل کی عزت اور آج کی ذلت اسی کی طرف سے ہے۔ اس لیے وہ بڑھ چڑھ کر جواب دینے کی بجائے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھتیں کہ یہ سب اسی مالک کے رنگ ہیں۔ جس پر جو چاہے چڑھا دے اور یہ رنگ اور وارے نیارے سدا رہنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے نہیں"۔ (حیات نو۔ صفحہ ۲۱)

"سبز قدمی" میں بڑی آپا کا کردار بیک وقت ایک مثالی نند اور مثالی ساس کا کردار ہے۔ صبیحہ پیدا ہوئی تو ماں مر گئی۔ رشتہ داروں نے اسے سبز قدمی کے خطاب سے نوازا۔ سوتیلی ماں کی مار کھاتے اور طعنے سنتے جوان ہوئی۔ شادی کے وقت اللہ نے نصیب کھول دیا۔ انجینئر ساجد ایک ایسے کلب کا رکن تھا جس کے ممبروں نے عہد کیا تھا کہ معاشرے کی اصلاح کریں گے، اسلامی شریعت کی پابندی کریں گے، شادی کے انتخاب میں یہ شرائط تھیں کہ لڑکی خوب صورت نہ ہو، نیک با اخلاق ہو، دولت مند نہ ہو، زیادہ پڑھی لکھی نہ ہو۔ جہیز وغیرہ کی مانگ نہ ہو۔ دیگر رسومات نہ ہوں۔ ساجد کی بڑی آپا کو یہ خوبیاں صبیحہ میں نظر آئیں اور یوں وہ منتخب ہوگئی۔ شادی کے بعد کافی عرصے تک تو اپنی اس مطمئن مسرور زندگی پر خواب کا دھوکا ہوتا رہا۔ بڑی نند نے اس کی ہر طرح سے ہمت افزائی کی۔ اسے کسی غلطی پر کبھی برا بھلا نہ کہا۔ ایک دن چائے کے قیمتی سیٹ کی پیالی ٹوٹ گئی تو کہا تو کیا کہ "صبیحہ پیالی ٹوٹ گئی ہے تو کوئی بات نہیں، تباہ ہو جانے والی چیز کا اتنا غم نہیں کرتے، جاؤ کپڑے تبدیل کر آؤ۔ ان پر جو چائے کی چھینٹیں پڑ گئی ہیں، داغ نہ پڑ جائیں۔ انہیں پانی میں ڈال آؤ"۔ ڈانٹ ڈپٹ سننے کی عادی صبیحہ حیران ہی تو رہ گئی۔

ایک اور ایسے ہی موقع پر صبیحہ نے اپنی غلطی پر اظہارِ افسوس کیا تو بڑی آپا بولیں:

"تو کیا ہوا؟ غلطی انسانوں سے ہوتی ہے"۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں رانی! یہ برتنوں کا سیٹ بڑا قیمتی تھا جو خراب ہو گیا۔ یہ چیزیں بار بار خریدی جا سکتی ہیں مگر دل سب سے زیادہ قیمتی ہے جو ایک دفعہ ٹوٹ جائے تو خریدا نہیں جا سکتا اور جوڑنا بھی مشکل ہے"۔

(صفحہ ۱۳۵۔ دام فریب)

بہوؤں کے ذرا ذرا سے کام پر نکتہ چینی، عیب جوئی، اکثر ساسوں کا پسندیدہ مشغلہ ہوتا ہے۔ اگر یہ سوچ اپنا لی جائے تو یقیناً ننانوے فیصد جھگڑوں کا خاتمہ ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''گھر کی رونق'' کی نسیمہ اپنی ساس کے رویے سے شاکی ہے۔ خاوند اسے حوصلہ رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ لکھتی ہیں۔ نسیمہ کے پاس بڑا حوصلہ کہاں سے آتا، صبر، حوصلہ اور عالی ظرفی آخرت کی جزا و سزا پر یقین و ایمان کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان صرف اللہ کی رضا کے لیے نیکی کرے تو اس کا دل دوسروں کے برے سلوک سے نہیں ٹوٹتا ورنہ قدم قدم پر حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ نیکی کی راہ میں آگے بڑھ ہی نہیں سکتا۔ جب تک وہ خلوصِ نیت سے یہ اصول نہ بنالے کہ نیکی کر اور دوسروں سے توقعات وابستہ نہ کر، تمام تر اجر کی توقع اللہ سے رکھ''۔ (حیاتِ نو۔ صفحہ ۲۸)

مگر یہی نسیمہ جب بیمار پڑ جاتی ہے تو گھر بھر بے چین ہو جاتا ہے۔ عامر اس کی جی جان سے تیمارداری کرتا ہے۔ یہ صورتِ حال ساس کے بارے میں اس کی سوچ کو مثبت رخ دے دیتی ہے۔ وہ سوچتی ہے کہ ''عامر جیسا انسان جس ماں کا بیٹا ہے اس کی تو بہت قدر کرنی چاہیے۔ عامر کی باتوں نے زندگی کی قدر سکھائی ہے۔ یہ کتنی انمول شے ہے جس کو ذرا سی حقیر باتوں کے پیچھے گھن لگا لیتے ہیں''۔ (صفحہ ۳۱)

''الاؤ اور پھوار'' کی خالہ زینب ایک بہترین ساس کا کردار ہے جو شادی سے قبل ہی بہو کو گھر کے کٹھن حالات سے آگاہ کر دیتی ہیں اور شادی کے بعد بھی اس سے محبت اور تعاون کی مثال قائم کر دیتی ہیں۔

اصلاحِ رسومات:

ہمارا معاشرہ بے شمار ایسی فضول رسومات میں جکڑا ہوا ہے جنہوں نے کم آمدنی والوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ خوشی اور غمی کی یہ رسومات بال بال قرض میں جکڑ دیتی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ رسومات شروع کرنے، انہیں نباہنے اور انہیں اپنی ناک کا مسئلہ بنا لینے میں عورت ہی پیش پیش ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ عورت ہی ان رسومات کے نقصانات کا سب سے زیادہ شکار ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ام زبیر کے افسانوں کی عورت رسومات کے خلاف دیوار بن کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ ''فرض یا قرض'' (مطبوعہ بتول) میں ایک لڑکی اور لڑکا (دونوں منگیتر اور کزن ہیں) باہمی مشورے اور تدبیر سے اپنے بزرگوں کو لایعنی رسومات سے روک دیتے ہیں۔

اسی طرح ''سبز قدمی'' میں انجینئر ساجد جس کلب کا رکن ہے اس کے ممبروں کی شادی کے متعلق یہ شرائط ہیں کہ

① ۔ نیک اخلاق لڑکی ہو، ② ۔ خوب صورت نہ ہو، ③ ۔ دولت مند باپ کی بیٹی نہ ہو، ④ ۔ کسی ادارے میں ملازم نہ ہو، ⑤ ۔ زیادہ پڑھی ہوئی نہ ہو، ⑥ ۔ بالکل گھریلو ٹائپ کی با پردہ لڑکی ہو''۔

فریقین کے درمیان یہ معاہدہ ضروری تھا کہ ① ۔ جہیز کی مانگ نہ ہو، ② ۔ بڑی باراتیں نہیں جائیں گی، ③ ۔ باراتوں کا کھانا نہیں ہوگا۔ ہر ممبر اپنی حیثیت کے مطابق بری زیور کپڑا اپنے گھر میں بیوی کو دے گا۔ (صفحہ ۱۳۲۔ دام فریب)

انجینئر ساجد کی باجی معاشرے کے عمومی چلن سے انوکھی ہیں، ان شرائط کو تسلیم کرنا اپنی ناک کا مسئلہ نہیں بناتیں بلکہ ان شرائط کے مطابق لڑکی ڈھونڈ کر ساجد کی پوری حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔

افسانہ ''رہن'' میں امجد کی چھوٹی بہن اپنی والدہ کو بھائی کے لیے ایک غریب مگر نیک سیرت لڑکی کے انتخاب کی ترغیب دیتی ہے۔ اس کے خیال میں بھاری بھرکم جہیز سے زیادہ نیک سیرت، پرسکون زندگی کی ضمانت ہے۔

''ہے نا میرا خاندان'' (الاؤ پھوار) میں لڑکی کا رشتہ کرنے میں غربت کو نظر انداز کرتے ہوئے نیکی اور شرافت کو ترجیح دینے کی ترغیب ہے۔

دولت کا دامِ فریب:

ام زبیر صاحبہ کے افسانوں میں عورت دولت کے دامِ فریب سے متنفر ہے۔ ان کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خیال میں اصل دولت پیسہ نہیں دینی اخلاق ہے۔ افسانہ ''دامِ فریب'' کا مرکزی خیال یہی ہے۔ فائزہ عرصہ بعد اپنے بھائی سے ملنے جاتی ہے تو امارت نے وہاں کے درودیوار اور انداز تبدیل کر دیے ہیں۔ بے تکلفی، اپنائیت اور پرخلوص محبتوں کی جگہ تکلفات، تصنع اور اجنبیت نے لی ہے۔ فائزہ اس مادیت پرستی کو قطعاً پسند نہیں کرتی، بھائی کے گھر سے وہ تحائف سے لدی پھندی جاتی ہے مگر مطمئن نہیں۔ گھر واپسی پر خاوند کو دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیتی ہے۔ ام زبیر لکھتی ہیں۔

''نعیم ہکا بکا رہ گیا، وہ نہ جان سکا کہ اس کے رکے ہوئے آنسو بھائی اور بھابھی جان کی دینی بے حسی اور اخلاقی موت پر تھے، آج ایک ہمدرد پا کر بہہ نکلے''۔

ام زبیر عورت کو قناعت پسند دیکھنا چاہتی ہے جو کم از کم ضروریاتِ زندگی کے ساتھ اپنے معیارِ بندگی کو بلند کرنے کی کوشش میں مصروف رہے۔

''خول'' میں اپنی مالی بدحالی خصوصاً معیارِ زندگی بلند نہ کر سکنے کی وجہ سے پریشان نگہت اپنی سہیلی شہناز سے اس کی مطمئن زندگی کا

راز پوچھتی ہے۔ نگہت کے خیال میں شہناز کا گھر بھی بے رونقی کا شکار ہے کیونکہ وہاں جدید آرائشی سامان، فرنیچر وغیرہ موجود نہیں۔ کہتی ہے کہ ''مگر تمھارے دسترخوان سے تو امارت ٹپکتی ہے۔ کیا روپے پیسے کا مصرف کھانا پینا ہے؟ جب کہ کھانا صرف پیٹ میں چلا جاتا ہے اور گھر کی عمدہ آرائش یا اچھا لباس تو سب کی نگاہوں میں آتا ہے''؟

نگہت کا کردار درحقیقت ہمارے نمائش پسند معاشرے کا نمائندہ کردار ہے۔ شہناز اپنی حالت کو اطمینان بخش بلکہ بہت اچھا قرار دیتی ہے تو نگہت اس سے اس اطمینان کا گر پوچھتی ہے وہ جواب دیتی ہے۔

''یہ کوئی خاص گر کی بات نہیں۔ صرف دل پر قابو پانے کی بات ہے۔ اگر ایک دفعہ ایک انسان اس دل پر قابو پا لے تو پھر یہ منزل آسان ہو جاتی ہے..... جو چیزیں کم اہمیت کی ہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان کی طرف سے دل کو روک لینا چاہیے"۔

نگہت کہتی ہے کہ "جیتے جی تو ہر چیز کی ضرورت ہوتی ہے"۔

شہناز کا جواب ہے کہ "تم مجھ سے پوچھتی ہو کہ میرے پاس کون سا گر ایسا ہے جس کو اختیار کر کے میں مطمئن ہوں تو سب سے پہلی بات یہ ہے کہ میرے نزدیک پیارے رسول ﷺ کی یہ حدیث مبارک ہے کہ جس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں کہ اپنے سے کم تر انسان کو دیکھو۔ جو تمھارے پاس ہے اس پر مطمئن اور خوش ہو جاؤ اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اگر اللہ مجھے زیادہ دیتا تو وہ میرے اخلاق کے حق میں برا ہو سکتا تھا"۔ (صفحہ ۱۴۰)

"دوسری بات یہ ہے کہ وہ اشیاء جن کے بغیر کام چل سکتا ہے، وہ میرے نزدیک فضول خرچی کے سوا کچھ نہیں۔ سوسائٹی میں رہتے ہوئے بے ہنگم اور کھوکھلے قرضوں تلے دبی ہوئی زندگی راتوں کی نیند اچاٹ کر دیتے ہیں۔ تھوڑی سی جرات سے اپنے مصنوعی خول سے باہر جو اپنے اردگرد تن رکھا ہے نکل آئیں تو اطمینان و سکون سے دل بھر جائیں۔" (صفحہ ۱۱۱)

غرض یہ کہ ام زبیر کے افسانوں کی عورت پختہ ایمان و عمل سے بہرہ ور ایک مثالی عورت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عروسی ملبوسات

لباس بیک وقت سترِ عورت کا کام بھی دیتا ہے اور آرائش کا ذریعہ بھی ہے۔ گرمی سردی سے بچاتا بھی ہے اور معاشی و ملّی پہچان کا آئینہ دار بھی۔ اللہ کی طرف سے نازل کی گئی اس نعمت پر انسان اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے۔

یوں تو ہر عورت فطری طور پر آرائش و زیبائش کی دلدادہ ہے اور یہ اس کا حق بھی ہے لیکن دلہن بننے پر اس کی زینت و آرائش اپنی جگہ بہت اہم ہے۔ زمانۂ قدیم ہی سے تقریباً ہر معاشرے میں دلہنوں کی آرائش کرنا ان کا حق مانا گیا ہے اور اس پر عملدرآمد بھی پورے زور شور سے کیا جاتا ہے۔

اسلام نے بھی عورت کے دلہن بننے کی صورت میں اس کی آرائش کے حق کو تحفظ مہیا کیا ہے۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی تو ان کو دلہن بنا کر آپ کے گھر بھیجا گیا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی پر رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''تمہارے پاس کیا ہے''؟ انہوں نے عرض کیا ''کچھ نہیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''وہ حطمی زرہ کیا ہوئی''۔ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''وہ تو ہے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''جاؤ اسے جا کر بیچو''۔ علی رضی اللہ عنہ نے اسے چالیس درہم میں بیچا اور پھر اس رقم سے رسول اللہ ﷺ نے دو چکیاں، ایک مشکیزہ، ایک بستر جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی منگوایا۔ نیز خوشبو منگوائی اور فرمایا ''فاطمہ بھی عورت ہے''۔ یعنی آرائش اس کا بھی ویسا ہی حق ہے جیسا تمام عورتوں کا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے ہاں ایک زعفرانی رنگ کا جوڑا تھا جو مدینہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کے لیے ان کی شادی کے موقع پر انہیں پہنایا جاتا۔ (صحیح بخاری)

دورِ حاضر میں جب ہم دلہنوں کے حق آرائش کا جائزہ لیتے ہیں تو عہدِ رسالت کی دلہنوں کے مقابلے میں آج کی حالت یکسر مختلف نظر آتی ہے فیشن اور تفاخر کی دوڑ نے انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑا۔

دلہنوں کے لیے تقریباً 91,81 کی تعداد تک جوڑے والدین کی طرف سے اور تقریباً اسی حد تک سسرال کی طرف سے بنائے جا رہے ہیں۔ دلہنوں کے لیے میک اپ کا سامان ہزاروں کی مالیت کا خریدا جا رہا ہے، تقریباً پانچ پانچ چھ چھ قسم کے جیولری سیٹ ہوتے ہیں۔ پرس تک پانچ پانچ سو روپے میں خریدے جا رہے ہیں۔..... جوتیوں پر پانچ پانچ ہزار روپیہ خرچ کرنا ایک معمول کی بات ہے۔ شادی والے دن دلہن کو جو جوڑا پہنایا جاتا ہے، لہنگا، غرارہ، ساڑھی، بنارسی سوٹ اور شلوار قمیض وغیرہ ان پر 30,30 ہزار کی رقم اٹھ جاتی ہے۔ ایک خاتون کو سنا وہ مہنگائی کا رونا رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کیا کریں بہن بہو کے لیے 20 ہزار ہی کا غرارہ خریدا ہے۔ سننے والی خاتون نے کہا۔ ہاں! مجبوری ہے اب اتنا تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ گویا اگر مہنگائی نہ ہوتی تو کم از کم ۵۰ ہزار کا غرارہ یا لہنگا سوٹ ہونا چاہئے تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ اتنی محنت اور قیمت سے تیار کیے گئے کپڑے صرف ایک بار یا چند بار پہنے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کا کوئی مصرف نہیں ہوتا۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اسلام میں اگر جائز کام حدود سے تجاوز کر جائیں تو وہ ناجائز کاموں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اسلام میں بخل کرنا کسی طرح بھی پسندیدہ نہیں لیکن اسراف کو بھی ناجائز اور مبذرین کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔

بحیثیت مسلمان مال و دولت ہمارا اپنا نہیں بلکہ یہ اللہ کی امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَمْوَالَهُمْ وَأَنفُسَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب ہم نے ایمان قبول کر کے اپنے مال اور جان کا سودا اللہ کے ہاتھوں کر دیا ہے تو پھر ہمیں یہ کب حق پہنچتا ہے کہ ہم اس میں اپنی مرضی سے تصرف کریں۔

زیور کے بارے میں تو یہ اطمینان ہوتا ہے کہ وہ اپنی قیمت رکھتا ہے اور ضرورت پڑنے پر اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے لیکن عروسی ملبوسات، سامانِ آرائش، اور جوتوں پر اس قدر خرچ کا کیا فائدہ ہے۔

شادیوں پر اس قدر دھڑا دھڑ خرچ کرنے میں نام ونمود کا بھی بڑا ہاتھ ہے، صرف لوگوں سے یہ کہلوانے کے لیے ''فلاں نے تو اتنی خوبصورت مہنگی اور بڑی بری بنائی، یا جہیز دیا۔''

دوسری وجہ سٹیٹس ہے۔ جب امیر لوگ بڑھ چڑھ کر خرچ کرتے ہیں تو غریب اس کام کو اہم رسم سمجھ کر.....اور خود کو بھی انہی کے ہم پلہ ثابت کرنے کے لیے قرض لے کر خرچ کرتے ہیں۔

شادی میں زرِ کثیر صرف کرنے کے رجحان کا سب سے بڑا ذمہ دار میڈیا ہے۔ اخبارات ہر بڑے آدمی کی شادی پر دلہا دلہن کی تصویر دینا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ میاں بیوی کے انٹرویو کے ساتھ ان کی شادی کی تصویر ضرور دی جاتی ہے۔

نیلام گھر جیسے پروگراموں میں دلہا دلہن کو مدعو کر کے ان کے جسم ولباس کی آرائش کی جاتی ہے۔ مصنوعات بنانے والے اپنے کپڑے کے لیے ''عروسی ملبوسات'' ماڈل گرلز کے ذریعے دلہا دلہن کو اپنے عروسی ملبوسات پہنا کر پیش کرتے ہیں۔

اس قسم کی فضولیات پر دھڑا دھڑ خرچ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم میں سے اب ہر ایک خود غرض اور لالچی ذہنیت کا حامل ہو چکا ہے، ہم اپنے نفس کو خوش کرنے کے لیے تو روپے پیسے کو آگ لگانا پڑے تو بھی اس سے دریغ نہیں کرتے، لیکن ہمیں اپنے پڑوسی کے بارے میں یہ تک معلوم نہیں ہوتا نہ ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس نے پیٹ بھر کر رات کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھانا کھایا ہے کہ نہیں..... دورِ حاضر کی معاشی سوچ نے ہمیں کارل مارکس کا پیدا کردہ معاشی حیوان بنا دیا ہے۔

ہم مہنگائی مہنگائی پکارتے نہیں تھکتے۔'' حکومت قومی خزانہ لوٹ رہی ہے، عیش کر رہی ہے۔ عوام بے چارے دو وقت کی روٹی کو ترس رہے ہیں''۔ جیسی خیال آرائی کرنا ہم اپنا حق سمجھتے ہیں۔

حکومتی ارکان چلاتے ہیں خزانہ خالی ہے۔ سابقہ حکومت نے ملک کو دیوالیہ کر دیا ہے۔ عوام پر ٹیکس کا بوجھ بڑھا دیتے ہیں۔ بنیادی ضروریات کو بھی دن بہ دن مہنگا کرتے چلے جاتے ہیں۔

سٹیٹس کی دوڑ میں..... نام ونمود کی خواہش..... اور بے جا خرچی نے ہمارے اندر سے اسلامی مواخات کا جذبہ کھرچ کھرچ کر نکال دیا ہے۔

اگر ہم مسلمانوں کے حالات کو اسلامی مواخات کی نظر سے دیکھیں تو ہمیں ہزاروں گھرانے بے گھر نظر آئیں گے جو سخت سردی میں ننگے آسمان تلے ٹھٹھرتے رہتے ہیں۔ ہزاروں لڑکیاں جہیز نہ ہونے کی وجہ سے ماں باپ کے گھروں میں بیٹھی بڑھاپے کی دہلیز پار کرتی نظر آئیں گی..... کتنے ہی کنوارے نوجوان وسائل نہ ہونے کی وجہ سے نکاح جیسے بنیادی حق سے محروم پائیں گے۔ لاکھوں غریب بچے سڑکوں پر کاغذ اور ہڈیاں چنتے نظر آئیں گے تاکہ وہ زندگی کا رشتہ برقرار رکھ سکیں۔ عالمی سطح پر کشمیر، فلسطین، بوسنیا، چیچنیا، افغانستان وغیرہ بھی ہماری توجہ کے مستحق ہیں۔ جہاں مسلمانوں پر صرف مسلمان ہونے کے جرم میں ان سے زندگی کا حق بے دردی سے چھینا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اہلِ ایمان سے جان اور مال دونوں طلب کرتا ہے لیکن اگر ہم جان دینے سے ہچکچاتے ہیں تو کم از کم مالی مدد تو کر سکتے ہیں۔

کیا ہم یہ نہیں کر سکتے کہ عہدِ رسالت کی طرح اگر 2 ہزار کا ایک عروسی جوڑا تیار کر بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیں تو اس سے کم از کم 200 دلہنیں تو فائدہ اٹھائیں؟

اور والدین بھاری بھرکم شادی کے جوڑے کی رقم اسلامی اخوت کے جذبے کی نذر کریں۔

اس سلسلے میں ان لڑکیوں پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے جن کی شادی ہو رہی ہے کہ وہ سسرال اور والدین دونوں پر دباؤ ڈال کر اس اسراف سے جان چھڑائیں۔

جس طرح آج وہ والدین کا گھر چھوڑ کر سسرال کے ہاں جا رہی ہیں۔ اسی طرح انہیں یہ دنیا چھوڑ کر اس دنیا کی طرف جانا ہے جہاں ہمارے مال و اعمال کا محاسبہ ہونا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ عروسی شہ خرچیاں وہاں ہمارے لیے وبال جان بن جائیں لیکن اسلام کی حد کے اندر رہ کر وہاں زخرفِ خضر اور عَبْقَرِیِّ حِسَانِ کے ملبوسات کی حق دار بن جائیں گی۔ ان شاء اللہ۔

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ اکیلی نہیں

(نوبیاہتا لڑکیوں کے لیے)

(اس مضمون کی مخاطب صرف وہ سعادت مند لڑکیاں ہیں جن کی زندگی کا نصب العین اللہ کا انسان کے لیے مقرر کردہ نصب العین (عبادت) ہے:
﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ﴾)

رشتہ طے ہو جانے اور شادی ہونے کے وقفے کے دوران ہر لڑکی اندیشوں کے پرخار فاصلے طے کرتی ہے' اگر خاندان میں شادی ہو تو پہلے سے واقفیت ہونے کی بناء پر آنے والے مسائل اور ذمہ داریاں واضح طور پر نظر آ رہی ہوتی ہیں لیکن اگر خاندان سے باہر ہو تو کئی موہوم اور اَن جانے خوف اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں' یقیناً ہر لڑکی ان مسائل پر سوچتی اور مستقبل میں ان سے نبرد آزما ہونے کے امکانات کی فکر کرتی ہے۔ ایسی صورت حال میں لڑکی کو بہت سے مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ ایک طرف تو اس کا پیدائش سے لے کر جوانی تک کا ساتھ شفیق والدین اور عزیز بہن بھائی چھوٹ رہے ہوتے ہیں' پھر ہمارے معاشرے کی روایات کی وجہ سے یہ علم یا ضمانت بھی نہیں ہوتی کہ اسے جلدی جلدی ان سے ملنے کی اجازت بھی ملا کرے گی یا نہیں۔ دوسری طرح سسرالی ذمہ داریاں اور مسائل کا انبار سامنے ہوتا ہے' یقیناً ایسے میں حقیقی مسائل ہی نہیں مستقبل اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے کچھ حقیقی اور غیر حقیقی دونوں قسم کے مسائل یکساں اہمیت رکھتے اور فکر و پریشانی میں اضافہ کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعوری طور پر ایک مسلمان لڑکی کے لیے سب سے بڑا مسئلہ یا خوف اپنے نظریات سے تصادم کا ہوتا ہے۔ اگر والدین سمجھ دار ہوں تو وہ کبھی بھی اپنی بیٹی کے مزاج یا نظریات سے مختلف مزاج و نظریات والے گھرانے کے ساتھ اسے منسلک نہیں کرتے۔ بصورت دیگر خاندانی رواج، سٹیٹس، تعلقات، رشتہ داریاں، برادری اور اپنی من مانی کرنے کی ضد میں آ کر..... لڑکی کا رشتہ طے کرتے ہوئے اسے کئی قسم کی بیڑیاں پہنا دیتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں لڑکی اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرتی ہے، یوں لگتا ہے جیسے کسی چوراہے پر پہنچ کر ساری عمر راہنمائی کا فریضہ انجام دینے والی شخصیتوں یا والدین نے بچے کی انگلی چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ پکڑ لیا ہو اور بچے کو خود یہ کچھ معلوم نہ ہو کہ مجھے کدھر جانا ہے؟ کس طرف مڑنا ہے؟ اپنی منزل تک کیسے پہنچنا ہے؟

ہے مشکل یہ سفر بھی، راہ بھی اے جادہ پیماؤ
کہیں آتا ہے دوراہا، کہیں آتا ہے چوراہا

اس میں بھی دو صورتیں ہوتی ہیں یا تو خاوند دین پسند ہوتا ہے لیکن اس کے گھر والے برائے نام مسلمان ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے خاوند کے ساتھ گھر والوں کا رشتہ نازک اور لڑکی کا رشتہ نازک ترین ہوتا ہے۔ ان سے نہ تو واضح اختلاف کرنا آسان ہوتا ہے اور نہ اتفاق، لیکن بہر حال ایک گونہ تسلی ضرور ہوتی ہے کم از کم خاوند تو اپنا ہم مشرب ہے۔

دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ لڑکا تو دیندار نہیں ہوتا لیکن اس کے گھر والے دیندار ہوتے ہیں اور والدین گھر والوں کی دینداری دیکھ کر رشتہ طے کر لیتے ہیں، یہ صورتِ حال لڑکی کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اس کی اصل قسمت جس کے ساتھ منسوب ہوتی ہے نہ تو وہ اس کی خواہشات کو رد کر سکتی ہے اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی عمل درآمد کر سکتی ہے۔ تیسری صورت میں لڑکا اور اس کے خاندان والے بھی دین سے برگشتہ ہوتے ہیں، یہ صورت سب سے زیادہ اذیت ناک ہوتی ہے۔ ایک مسلمان لڑکی ان تینوں صورتوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوہری کشمکش میں مبتلا ہوتی ہے۔ایک طرف اس کے اپنے ایمان وعمل کو خطرہ ہوتا ہے اور دوسری طرف مسلمان ہونے کے ناطے اس کے لیے یہ بھی قابلِ مفاہمت نہیں ہوتا کہ وہ سسرال والوں کو اپنی راہوں پر رہنے دے اور خود اپنی راہ پر۔گویا یہ ''نہ دوسرے کے مسلک کو چھیڑو نہ اپنے مسلک کو چھوڑو'' والا غیر شرعی طریقہ ہے۔نظریات کا یہ اختلاف ترقی پسندی 'روشن خیالی' آباؤ اجداد کی اندھا دھند تقلید' بدعات وشرک' کیمونزم' لبرل ازم' انکارِ حدیث وغیرہ کئی صورتوں پر مشتمل ہوسکتا ہے۔شریف' باحیا دیندار لڑکیاں مجبور ہوتی ہیں' وہ والدین کی مرضی پر صاد کر دینا ہی قبول کر لیتی ہیں۔البتہ بعض لڑکیاں ڈٹ جاتی ہیں اور صرف دین دار جگہ پر ہی رشتہ کرانے پر زور دیتی ہیں پھر لڑکیوں کی ڈٹ جانے کے باوجود کوئی شنوائی نہیں ہوتی اور اس معصوم کو آزمائشوں کے کنویں میں دھکا دے دیا جاتا ہے۔

شادی کے وقت عمر کم ہوتی ہے' جذبات نوخیز اور جوش وجذبہ اپنے پورے عروج پر' لہٰذا یہ تینوں چیزیں مل کر اس کی کسک کو مزید تیز کر دیتی ہیں۔اور وہ ذہنی انتشار' دباؤ اور وہ بے اطمینانی کا شکار ہو جاتی ہے۔

پردے کا مسئلہ:

پردے کا مسئلہ بھی دیندار لڑکیوں کے لیے سسرالی زندگی میں خصوصاً انتہائی اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔نظریاتی اختلاف پردے کے مسئلے پر بری طرح اثر انداز ہوتا ہے۔پردہ کرنے پر سسرال کی طرف سے طعنے دیئے جاتے ہیں۔ملامت کی جاتی ہے' استہزاء اور تحقیر کرتے ہوئے نعوذ باللہ قرآنی احکامات کا بھی مذاق اڑایا جاتا ہے۔ہر طرح یہ کوشش کی جاتی ہے کہ لڑکی پردہ ترک کر دے۔

رشتہ دار نامحرم مردوں سے پردہ کرنے پر بعض دینی گھرانوں میں بھی سخت برافروختگی پائی جاتی ہے۔سسرالی رشتہ دار اپنے نامحرم رشتہ داروں سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''الحمو موت'' سسرالی نامحرم رشتہ دار موت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ سسرال میں خاوند اور سسر کے علاوہ کوئی بھی محرم نہیں ہوتا لیکن بہر حال خاوند کا رشتہ اپنے بھائیوں' بہنوئیوں' چچا زاد اور خالہ اور ماموں وغیرہ کے بیٹوں سے بہت قریبی ہوتا ہے۔ انہوں نے اس گھر میں آنا جانا بھی ہوتا ہے چنانچہ سسرال میں یوں بھی پردہ کرنے والی خواتین کی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ اس پر مختلف باتیں بنائی جاتی ہیں کہ یہ رشتہ داریاں قطع کرنا چاہتی ہے..... مغرور ہے..... ہماری نیتوں پر شک کرتی ہے..... وغیرہ وغیرہ۔

میکے والے گھر میں بسا اوقات والدین یا دونوں میں سے کوئی ایک پشت پناہی کرنے والا ہوتا ہے' لیکن سسرالی گھر میں ایسا ہونا ہر جگہ ممکن نہیں ہوتا' یہاں اگر خاوند ساتھ دینے والا ہو تو خیر' ورنہ لڑکی کی زندگی میں کانٹے بکھر جاتے ہیں۔ بعض بے غیرت مرد صرف اپنے رشتہ داروں میں ہی نہیں اپنے دوستوں کے سامنے بھی بیوی کو بے پردہ آنے پر مجبور کرتے ہیں۔

حلال وحرام:

معاشی حوالے سے حلال وحرام کا مسئلہ بھی انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ حرام کا ایک لقمہ تمام نیک اعمال کو ضائع کر دیتا ہے' نماز' روزے' تلاوت' عبادت' صدقہ وغیرہ کچھ بھی تو قبول نہیں ہوتا۔ بسا اوقات لڑکیاں ایسے گھرانوں میں چلی جاتی ہیں جو حلال وحرام کا خیال نہیں رکھتے۔ رشوت' بیمہ' انعامی بانڈ' بینکنگ' سود' غیر شرعی انداز سے زمین داری کرنا' غرض ان میں سے کوئی نہ کوئی قباحت ان کی آمدنی میں پائی جاتی ہے۔ لڑکی نے ظاہر ہے جس گھر میں جانا ہے وہیں سے کھانا بھی ہے۔ حرام مال کا کھانا اس کے لیے سخت اذیت کا سبب بن جاتا ہے مگر اس کا حل کیا ہو؟ شادی کے فوراً بعد تو کچھ کرنا یا سوچنا بھی ممکن نہیں ہوتا۔

شرک وبدعات:

توحید وسنت اور شرک وبدعت باہم متضاد ہیں' ان میں مفاہمت کبھی ہو ہی نہیں سکتی۔ بعض لڑکیوں کی شادی ایسے گھرانوں میں ہو جاتی ہے جہاں شرک وبدعات کا عام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چلن ہوتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بجائے پیروں' فقیروں سے عقیدت ہوتی ہے۔ گیارہویں اور ختم وغیرہ کا رواج عام ہوتا ہے' غیر شرعی اذکار اور درود و وظائف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ایسے گھرانے میں رہنے والی کا ان سب سے لاتعلق رہنا بھی ممکن نہیں ہوتا۔ کسی نہ کسی طرح اسے بالواسطہ یا بلاواسطہ ان کاموں میں ملوث ہونا پڑتا ہے اور یہ رویہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اصول ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ سے مطابقت نہیں رکھتا۔ تجربے اور مشاہدے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نظریات کا اختلاف سب سے زیادہ سنگین ہوتا ہے۔ مشرق و مغرب کی طرح شرعی اور غیر شرعی نظریات میں کبھی اتفاق نہیں ہو سکتا۔ یہ اختلاف بسا اوقات اتنا شدید ہوتا ہے کہ حقیقت میں نکاح بھی باقی نہیں رہتا۔ مثلاً انکارِ حدیث' الحاد' تشکیک' شیعیت' قادیانیت وغیرہ مگر لڑکی ماحول یا دیگر کئی وجوہات کی بناء پر علیحدگی بھی اختیار نہیں کر سکتی۔

سسرالی گھر کی معاشرت:

ہمارے معاشرے پر ہندوانہ اثرات کی خاصی زیادہ چھاپ ہے' اس میں روایتی ساس' بہو پر حکم چلانا اپنا حق سمجھتی ہے۔ بہو کو ہر وقت مختلف کاموں میں جوتے رکھنا' اس کی ہر بات اور ہر کام میں کوئی نہ کوئی نقص نکالنا' خاوند سے بہو کی بے جا شکایات لگانا ایک عام روایت ہے۔ لڑکی سسرالی گھر میں خونی رشتوں کی ہمدردی سے محروم ہوتی ہے اگر خاوند سمجھدار اور ہم درد ہو تو خیر' بصورت دیگر چکی کے دو پاٹوں کے درمیان بری طرح پھنس جاتی ہے۔

جہیز:

ہمارے یہاں ہندوانہ طرزِ معاشرت نے جہیز کے فتنے کو پروان چڑھایا ہے۔ لڑکیاں کم جہیز لائیں یا جہیز لے کر ہی نہ آئیں' دونوں صورتوں میں طعنے دیئے جاتے ہیں اور اگر بہت سارا جہیز بھی ساتھ لے آئیں تو بھی اس کی چیزوں میں نقص نکالا جاتا ہے۔ غرض اس غریب کی کسی طرح جان نہیں چھوٹتی۔ طرح طرح کے طعنے اس کے جگر کو چھلنی کرتے رہتے ہیں۔ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو وہ مسائل ہیں جو تقریباً ہر ایک کو پیش آتے ہیں۔ بعض کو ان میں سے کوئی ایک اور بعض کو کسی ایک مسئلے کا بھی سامنا نہیں کرنا پڑتا لیکن بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جن سے ہر لڑکی کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سرِ فہرست اپنے خاوند سے اجنبیت اور مزاج سے ناواقفیت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ لڑکی کا بنیادی رشتہ ہوتا ہے اور سب سے زیادہ ناواقفیت بھی اسی سے ہوتی ہے۔ مزاج سے ناواقفیت بعض اوقات بڑے بڑے مسائل پیدا کر دیتی ہے۔

مسلسل جهاد اور دینی ذمه داریاں:

ان سب مسائل سے نبرد آزما ہونا دراصل مسلسل جہاد کا متقاضی ہے۔ ایک طرف خاوند یا سسرال والوں سے اجنبیت اور مزاج سے واقفیت کا فقدان یا بے تکلفی کا فقدان، دوسری طرف ﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم:۶) ''بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے'' اور ''وانذر عشیرتک الاقربین'' ''اور ڈرایئے اپنے خاندان والوں اور رشتہ داروں کو'' کا حکم۔ سسرال والوں کی دینی فروگذاشتوں پر لڑکی خاموش نہیں رہ سکتی۔

الله پاک میرے ساتھ ہے:

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کے مادی سہاروں میں والدین سب سے بڑا سہارا ہوتے ہیں۔ شادی سے قبل ہر کٹھن موقع پر ان کی راہنمائی یا ہر اچھے کام پر ان کی حوصلہ افزائی اور تعاون کی ذمہ داریاں والدین ہی نے نبھانا ہوتی ہیں لیکن شادی کے بعد جہاں سب کچھ اور چھوٹ جاتا ہے وہاں والدین کی تجربہ کار، دور اندیش اور پختہ کار راہنمائی سے بھی محرومی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گویا لڑکی کے لیے یہ ایک یاد دہانی ہوتی ہے کہ یہ دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں ہے، جس سرح تمہیں ابھی برسوں کا ساتھ اور شفقت کو چھوڑ کر ایک دوسرے اجنبی گھر اجنبی افراد میں آنا پڑا، اسی طرح تمہیں اس دنیا کو بھی چھوڑ کر اپنے اصل مستقر قبر کی طرف جانا ہے، لہٰذا اس کے لیے ابھی سے اسی طرح فکر مند ہونا شروع کر دو جس طرح سسرال میں پہنچ کر اپنی بہتری اور خیر وعافیت کے لیے فکر مند تھی۔ نیز اس میں ایک بڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبق یہ بھی ہے کہ دنیا کے تمام رشتوں میں سے کوئی بھی ہمیشہ ساتھ رہنے والا نہیں۔ اصل مولا اور حقیقی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا' جو اپنے بندوں کے حال سے بے خبر نہیں ہوتا' جس کی نظر سے اپنے بندے اور اس کے مسائل لحظہ بھر کے لیے بھی اوجھل نہیں ہوتے۔ جو اپنے بندوں پر بے انتہا شفیق اور مہربانی ہے۔

سسرال میں پیش آنے والے مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لیے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ سسرال کے اکیلے پن اور اجنبیت کے ماحول میں وہ کون سی صفات ہیں جنہیں پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کی حقیقی معاونت' اس کا ساتھ اور راہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ سسرالی ماحول میں ذرا سی تکلیف پہنچنے پر بے اختیار اپنے والدین اور بہن بھائی یاد آ جاتے ہیں کہ ان کا ایسے موقع پر کیا رویہ ہوتا تھا۔ اس حقیقت سے قطع نظر کہ ان کے سامنے لڑکی کی حیثیت ایک بچی کی اور ان کا سلوک والدین کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ جب کہ سسرال میں لڑکی کو بچی نہیں بلکہ عاقل' بالغ اور پختہ کار سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا ان کا اس کے ساتھ سلوک بھی اس کے مطابق ہوتا ہے۔ اکثر لڑکیاں والدین سے سسرال کا موازنہ کر کے دل کی کسک میں مزید اضافہ کر لیتی ہیں۔ یہ طریق کار بلاشبہ درست نہیں۔

شروع شروع میں والدین کی جدائی نیندیں بھی اچک لیتی ہے۔ ان کے ساتھ گزارے ہوئے دن یاد آتے ہیں۔ بعض لڑکیاں تو ان کی یاد میں باقاعدہ روتی بھی ہیں۔ ایسے میں اگر اللہ تعالیٰ پر توکل' اعتماد اور اس کے ستر ماؤں سے زیادہ شفیق ہونے پر یقین رکھا جائے تو کافی حد تک کیفیت مختلف ہوتی ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾

''اور تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو سب دیکھ رہا ہے''۔

لہٰذا اکیلے پن کے احساس کو ختم کرنا اطمینان اور یک سوئی سے عبارت زندگی گزارنے کے لیے از حد ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سسرالی تعلقات

محترمہ بنت الاسلام کی تحریروں کے آئینے میں

یوں تو ازدواجی زندگی اول تا آخر آزمائشوں ہی کا مجموعہ ہے، تاہم عملی طور پر ان سے زیادہ واسطہ ازدواجی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد ہی پڑتا ہے۔ نئے رشتوں کا ہجوم، نئی ذمہ داریاں، انجان راستے، اولاد کی تربیت.....

ہمارے معاشرے میں رہن سہن کے مروجہ طریقوں میں اسلامی احکام سے رُوگردانی نے یہ زندگی مزید پیچ در پیچ بنادی ہے۔ اس کی مثال کچھ ایسے بھول بھلیوں کے راستے کی سی ہوگئی ہے جس میں لاکھ کوشش کے باوجود بسا اوقات منزل ہاتھ آتے آتے رہ جاتی ہے۔

کبھی نفس کو منایا جاتا ہے تو سسرالی تعلقات روٹھ جاتے ہیں اور کبھی نفس ہی روٹھ کر کسی دوسرے کو منانے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس کے مقابلے میں کبھی ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے تو اس کے بالمقابل اور بالکل برعکس سسرال والوں کی رضا.....

یہ مراحل یوں تو مرد و عورت ہر ایک کے لیے کٹھن ہوتے ہیں مگر عورت ہونے کی حیثیت سے ہم عورتوں ہی کے مسائل کو زیادہ بہتر طور سے سمجھ سکتے ہیں، محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کی تحریروں میں اسلامی رہنما اصولوں پر عمل کرنے والی خواتین کے مثالی کردار ابھرتے ہیں۔

متضاد ماحول میں لڑکی کیا کرے؟ نئے مسائل سے کیسے نبرد آزما ہو؟ خاوند کے ساتھ کیا برتاؤ ہو وغیرہ۔ دین کے رہنما اصولوں کو سلیقے اور حکمت "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" کے مطابق ہم تک پہنچانے کا فریضہ محترمہ بنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاسلام صاحبہ نے خوب سرانجام دیا ہے۔

وہ غم اور ہوتے ہیں، فردوس کی راہ، چراغ اشک، سہارا، سب میں کوئی نہ کوئی نکتہ ضرور موجود ہے۔ سخت مزاج سسرال کے مقابلے میں صبر وضبط، احسن سبق محترمہ بنت الاسلام صاحبہ نے قرآن وحدیث سے اخذ کر کے اپنے افسانوں کے ذریعے ہم تک خوب پہنچایا ہے۔

انہوں نے جا بجا یہ حقیقت ذہن میں بٹھانے کی کوشش کی ہے کہ وہ غم اور ہوتے ہیں جن کا غم کھایا جاتا ہے۔ یہ غم بھی بھلا کوئی غم ہیں جنہیں ہم غم سمجھتے ہیں۔ لیجئے! غموں کی تو عمارت ہی ڈھے گئی سارے مسائل تو غم ہی سے پیدا ہوتے ہیں جب غم کے بارے میں تصور ہی بدل گیا تو پھر غم کیسا؟

''وہ غم اور ہوتے ہیں'' کا مرکزی کردار دو سہیلیاں ہیں جن کے سسرال کے افراد خوب تلخ مزاج ہیں لیکن دونوں سہلیوں کا جوابی رویہ ایک دوسرے سے متضاد ہے۔ ایک سہیلی ساس کی ڈانٹ ڈپٹ سن کر روتی ہے جب کہ دوسری اس کے مثبت پہلو ذہن میں بٹھا لیتی ہے کہ اچھا اس کا مطلب ہے کہ آئندہ مجھے یوں نہیں کرنا چاہیے ورنہ اماں جان ناراض ہو جاتی ہیں۔

کشور تزئین کی ساس کا تلخ رویہ دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے پوچھتی ہے ''آخر تم پر اثر کیوں نہیں ہوتا''؟

وہ جواب دیتی کہ ''اگر وہ بول رہی ہیں تو ٹھیک ہی بول رہی ہیں۔ ویسے اگر وہ غلط بھی بول رہی ہوں تو بھی کیا ہے کشور! یہ باتیں غم کرنے والی تھوڑی ہوتی ہیں، وہ غم کرنے والی باتیں تو اور ہوتی ہیں''۔ (ص:۴۷)

کشور اور تزئین کی آمدنی متوسط ہے۔ کشور کو گھر میں مہنگی اشیاء جمع کرنے کا شوق ہے۔ شوق پورا نہ ہونے پر وہ اپنی اس ''محرومی'' پر کڑھتی رہتی ہے لیکن جب تزئین سے اس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تذکرہ کرتی ہے تو محترمہ بنت الاسلام صاحبہ تزئین کی زبان میں عورتوں کے اس عمومی مسئلے پر یوں گویا ہوتی ہیں:

''لو بھلا اس میں غم کی کیا بات ہے۔ بھئی کھانا کپڑا مل جاتا ہے۔ دوسری ناگزیر ضرورتیں بھی پوری ہو ہی جاتی ہیں۔ اب اگر فضول چیزیں نہ خریدیں گے تو کیا قیامت آ جائے گی۔ بچی میں ہزار مرتبہ سمجھا چکی ہوں کہ ایسی باتوں کا غم نہ کیا کرو۔ وہ غم والی باتیں اور ہوتی ہیں''۔

عورتوں کو خاوندوں کے منہ سے کفایت شعاری کی تلقین بھی اکثر پسند نہیں آتی۔ ان کے خیال میں وہ ہر طرح کی کفایت شعاری سے کام لے رہی ہوتی ہیں۔ ان خواہشات کا گلا گھونٹ رہی ہوتی ہیں لیکن وہ بے کار میں کفایت شعاری کا درس دے رہے ہوتے ہیں۔ اس کی شکایات کشور تزئین سے کرتی ہے تو تزئین جواب دیتی ہے:

''ارے دس دفعہ لیکچر دیتے ہیں تو کیا ہوا! میرے میاں تو دن میں بیس دفعہ اس موضوع پر فصاحت و بلاغت کے دریا بہاتے ہیں مگر میں نے تو کبھی برا نہیں مانا بلکہ کاپی پنسل لے کر ان کی ناقابل عمل تجاویز کو نوٹ کر لیتی ہوں تاکہ انہیں تسلی رہے کہ میری باتوں پر توجہ دی جا رہی ہے..... ذرا خیال تو کرو کشور کہ ان غریبوں کے کندھوں پر بوجھ کتنے ہیں۔ آخر بے چارے اس کے سوا اور کر بھی کیا سکتے ہیں کہ کفایت شعاری کا نام لے لے کر ہی دل کو تسلی دیتے رہا کریں۔ تم بھلا کاہے کو کڑھتی ہو۔ تمہارے کون سے کان گھسے جاتے ہیں سنتے ہوئے۔ انہیں لیکچر دیتے رہنے دیا کرو تم، بس سن لیا کرو''۔

''توبہ ہے تزئین' میں نے جھلا کر کہا!'' ایک بات آخر انسان کتنی بار سنے۔ اللہ کی قسم بار بار وہی ذکر سنتے سنتے کان پک جاتے ہیں اور دماغ پھٹنے لگتا ہے''۔

''اے رہنے بھی دو' تزئین بولی!'' آج تک کوئی کان پکتا اور کوئی دماغ پھٹتا دیکھا تو نہیں، میں سمجھتی ہوں یہ صرف کہنے ہی کی باتیں ہوتی ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہوتا، ایک بات کو بار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بار سننے سے بس ذرا دل کو مظبوط کرنے کی ضرورت ہے، میں کہتی ہوں کشور! تم ذرا دل کو مضبوط کرو۔ کفایت جتنی ہو سکے کر لیا کرو کیونکہ اب یہ چیز تقریباً ناگزیر ہو گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی تمہیں لیکچر پلاتے رہنے پر مصر ہو تو اس لیکچر کو سن لیا کرو۔ بس اپنی جان نہ کھایا کرو۔ میں کہتی ہوں آخر تمہاری سمجھ میں یہ بات کب آئے گی کہ اپنی جان اور صحت تندرستی بڑی قیمتی چیزیں ہیں۔ انہیں یونہی غم کے آگے نہیں ڈال دینا چاہیے، وہ غم والی باتیں تو اور ہوتی ہیں"۔

اس کے جواب میں کشور سوال کرتی ہے کہ تمہیں کس چیز نے اتنا غم پروف بنا دیا ہے؟

"مجھے تو کچھ پرانے غموں نے غم پروف بنا دیا ہے"..... زندگی میں کچھ بڑے بڑے غم آئے اور ان سے میں اس درجہ متاثر ہوئی کہ وہ میرے ذہن اور دل پر ایک مستقل نقش چھوڑ گئے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب ان کے مقابلے میں نسبتاً ہلکی قسم کے غم مجھے غم لگتے ہی نہیں۔ میرے دل میں یہ بات سما چکی ہے کہ جو زندگیاں ان بڑے غموں سے بچی ہوئی ہیں وہ درحقیقت غموں سے خالی ہیں"۔

"کوئی بڑا غم بتاؤ تو مجھے پتا بھی چلے کہ وہ کون سی مصیبتیں ہیں جن کا غم کرنا تمہارے نزدیک جائز ہے"۔

اس کے جواب میں تزئین اپنی کم سنی میں والد کی جدائی کا صدمہ سہنے کا تفصیلاً تذکرہ کرتی ہے کہ کس طرح اس غم نے دن کا سکوں اور رات کا چین حرام کر دیا تھا کہتی ہے، "میں سمجھتی ہوں کہ انسانی جان سب سے زیادہ قابل قدر شے ہے۔ باقی سب کچھ اس کے بعد آتا ہے اگر ہم گھروں میں آسائش و زیبائش نہ کر سکیں تو کیا۔ اللہ انسانی جانوں کی خیر رکھے خوشیوں کے اصل ماخذ تو یہ ہیں نہ کہ بے جان اشیاء تو پھر یہ انسان جو ہماری زندگیوں کے سہارے ہیں ان سے اگر کبھی کوئی تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے"؟

"تو پھر تمہارا مطلب ہے کہ غم صرف کسی کی موت ہی کا ہو سکتا ہے؟ اور دنیا میں کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصیبت ایسی نہیں جس کا غم کرنا درست ہو"۔

اس کے جواب میں تزئین سن ۱۹۶۵ء میں پاکستان پر ہندوستان کی حملے کے وقت پر اپنی دلی کیفیت بیان کرتی ہے کہ کس طرح اس غم نے اب جان کا غم بھی بھلا دیا تھا اور دنوں اور راتوں کو تڑپ تڑپ کر دعائیں کیں اور قسمیں کھا کھا کر اللہ سے وعدے لئے کہ وہ میرے گھروندے کو سلامت رکھے، میں کبھی کسی چھوٹی شے کا غم کرنا اس کی ناشکری سمجھوں گی۔ پھر اللہ نے میرے دعائیں سن لیں اور میرے وطن کو بچالیا اور میں آج ایک آزاد ملک کی فضاؤں میں سانس لے رہی ہوں، اس خوشی اور اطمینان کے مقابلے میں وہ حقیر الجھنیں کیا حیثیت رکھتی ہیں، جن کے باعث تم روتی جھگڑتی رہتی ہو۔ (صفحہ:۵۹)

اپنا گھر سلامت رہے، اس کے اندر بیٹھ کر انسان دال ساگ بھی کھالے۔ چلو ایک وقت بھوکا بھی رہ لے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ یقین کرو مجھے واقعی ان حقیر باتوں سے کوئی دکھ نہیں پہنچتا۔ جنہیں لے کر تم مہینوں بیٹھی جھینکتی رہتی ہو۔ اس سے بڑھ کر مادی خوشحالی اور کیا ہوسکتی ہے کہ انسان کے پاس مہربان انسان موجود ہوں اور انسان ظالم اور دشمن انسانوں کی غلامی سے بچا رہے۔ اللہ ہمارے گھروں کو ہماری بچیوں کو سلامت رکھے، ہمارے وطن کو سلامت اور مامون رکھے۔ اگر کسی وقت کوئی بزرگ اپنا جلال دکھا بھی دے یا کبھی ہمیں دل سے بے کار شے کی خواہش کو دبانا بھی پڑ جائے تو اس میں ایسی غم کرنے کی بات کیا ہے آخر؟ دیکھ کشور چاہے تمہاری ساس دن میں بیس مرتبہ بولیں یا سلیم بھائی دن میں تیس دفعہ تمہیں کفایت شعاری پر لیکچر پلائیں تم ذرا دل میلا نہ کرنا، وہ صرف منہ سے ایک بات ہی تو کہتے ہیں، کوئی تمہیں قتل کرنے تو نہیں آ جاتے۔ چلو تم ہی سمجھ لو کہ ہمارے شوہر سخت گیر ہیں..... اتنا شکر کرو کہ لچے لفنگے نہیں ہیں۔ گھروں میں حرام کمائی تو نہیں لاتے اور اگر انصاف سے دیکھو تو ایسے سخت گیر بھی نہیں"۔

افسانے "چھوٹی چھوٹی باتیں" کا موضوع بھی یہی ہے۔ مرکزی کردار کا سسرالی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاندان خاصا بڑا ہے۔ سب قریب قریب رہتے ہیں۔ ساس کافی بدمزاج اور تلخ اخلاق ہیں ۔سسرالی افراد کی جائیداد کافی زیادہ ہے جس کی وجہ سے آئے دن جھگڑے ہوتے رہتے ہیں اور پھر بھاوج کی باتیں بھی سنتی ہے، وہ اپنی اول الذکر سہیلی کو بڑا خوش قسمت سمجھتی ہے، اس کے لئے کوئی علیحدہ کمرہ نہیں، جس میں پرائیویسی ہو جبکہ اول الذکر سہیلی کے پاس ایسا کمرہ ہے، خاوند آوارہ گرد ہے۔ تین بیٹیوں اور بیٹے کا بوجھ اس پر ہے، اس کا کردار ایک گوالن ہے، بالکل اَن پڑھ، قرآن مجید ناظرہ بھی نہیں پڑھی ہوئی۔ غربت اور افلاس کا یہ عالم کہ قمیض پھٹی ہوئی ہے مگر دوسری خریدنے کو پیسے نہیں۔ اس نے سردیاں بھی بغیر سویٹر کے ایسی قمیض میں گزار دی ہیں لیکن اس کے باوجود خوش اور مسرور ہے بڑی خوشی سے بتاتی ہے کہ میرے بیٹے کلوا نے تیسرا سپارہ بھی ختم کر لیا ہے۔ شادی سے قبل کلوا کی ماں ایک دیندار گھرانے میں کام کرتی تھی، وہیں سے اسے اللہ، رسول، نماز، قرآن سے واقفیت ہوئی۔ شادی کے بعد نااہل خاوند اور زندگی کی بدقسمتیوں سے کلوا کی ماں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی تھی کہ زندگی حقیر چیز ہے، اپنی عاقبت درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنی عاقبت درست کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ وہ یہی سمجھتی تھی کہ اس کا بیٹا کلوا قرآن مجید پڑھ جائے۔ شروع شروع میں اسے بڑی محنت کرنی پڑی۔ بچہ کند ذہن تو نہیں لیکن از بد شوق تھا، ماں مسجد کی طرف بھیجتی، وہ نگاہ بچا کر گولیاں کھیلنے چلا جاتا۔ آخر ماں نے مناسب سمجھا کہ روزانہ اسے خود مسجد چھوڑ کر آنے کی بجائے کچھ دیر وہاں بیٹھی رہے اور پھر چھٹی کے وقت اسے ساتھ لے کر آئے۔

بچے کی بدشوقی سے بڑھ کر تکلیف دہ باپ کا رویہ ہے وہ اسے صبح صبح جگانے پر کہتا:

''اس مولوی کی بچی نے لڑکے کو بیمار کر کے چھوڑنا ہے، آئی بڑی نماز پڑھنے والی''۔

بچے کو کھیلنے پر اکساتا۔ سسرالی رشتے دار جن کے بچے آوارہ گرد تھے اسے طعنے دیتے اور مذاق اڑاتے لیکن کلوا کی ماں میں بچے کی عاقبت سدھارنے کا جذبہ اتنا شدید ہو چکا تھا کہ با

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ربار شکست کھاتی مگر پھر نئی ہمت سے شروع ہو جاتی۔ آخر اللہ نے اس کی سن لی، نئے مولوی صاحب آئے تو وہ اس کے جذبے سے متاثر ہو کر کلوا کو پیار سے مانوس کرنے لگے اور یوں کلوا اب تیسرے پارے پر تھا۔

کلوا کی ماں اپنی ایک مہربان کو سسرال والوں کے طعنوں کے متعلق بتا کر کہتی ہے:

''انہیں تو بس مجھے طعنے دینے میں ہی مزا آتا ہے اور سچ پوچھئے تو جس دن سے بچے کو خیر سے پڑھنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے، مجھے کسی کی بات بری ہی نہیں لگتی''۔

''اپنے منہ سے باتیں کرتے ہیں کرتے رہیں میرا کیا بگڑتا ہے۔ اللہ میری آخرت درست کر دے۔ اس زندگی کا کیا ہے۔ اس نے تو ختم ہو جانا ہے۔ دیکھتے دیکھتے اتنی بیت گئی۔ پتہ بھی نہیں چلا جو باقی ہے اس کے گزرنے کا کون سا پتا چلنا ہے۔ بس وہ زندگی ٹھیک ہو جائے جس نے ختم نہیں ہونا''۔ (وہ غم اور ہوتے ہیں، صفحہ:۲۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقل اور عقل

سیانوں سے بارہا سنا کہ نقل کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے.....لیکن نا معلوم ہماری تجدد پسند خواتین مغربی تہذیب کی نقالی کرتے ہوئے اپنی عقل کو کہاں سنبھال کر رکھ دیتی ہیں۔ان کے طرز عمل سے اسے تلاش کرنے کے لیے ہزار مغز ماری کرنے کے باوجود وہ ایسے غائب ہوتی ہے جیسے ''گدھے کے سر سے سینگ''۔

نہیں بھئی! یہ محاورہ تو ان کے ہاں آوٹ آف ڈیٹ قرار پا چکا ہوگا، ہم یوں کہہ سکتے ہیں جیسے تجدد پسند خواتین کے سر سے دوپٹہ!

ہم نے بارہا ان کے پُر مغز مقالات کا مطالعہ کیا، ان کی تقریریں سنیں، جن کا مقصد ایڑی چوٹی کا زور لگا کر.....اوہو! ایڑی چوٹی نہیں ایڑی سر کا.....کیوں کہ چوٹی تو ان خواتین کے ہاں متروک ہو چکی ہے، اب تو مختلف ہیئر سٹائل کا دور ہے۔چاہے وہ چڑیا کے گھونسلے جیسی کٹنگ ہو یا کوئے کے گھونسلے جیسی۔

ہاں! تو ان کا مقصد ایڑی اور سر کا زور لگا کر ثابت کرنا ہوتا ہے کہ مرد عرصہ ہائے دراز سے عورتوں کے حقوق غصب کرتے چلے آرہے ہیں، انہیں چادر اور چار دیواری کا جھانسہ دے کر دنیا کی رنگینیوں سے محروم رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔اس مقصد کے لیے وہ بعض قرآنی آیات کا مفہوم بدلنے سے بھی باز نہیں آتیں، جس کا شاہکار ''حجاب و تاج'' کے اہتمام سے شائع ہونے والی کتاب ''قرآن اور پردہ'' ہے۔

عورتوں کو مرد کی حاکمیت سے آزادی دلانے.....اور اسے مرد کے شانہ بشانہ کھڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے ان کی کوششیں بار آور ہو رہی ہیں یا نہیں؟.....ان میں کچھ معقولیت بھی ہے یا نہیں؟.....فی الحال ہمارا یہ موضوع نہیں، اس وقت تو ہمارے ذہن میں ''قرآن اور پردہ'' نامی کتاب ہی میں دیا گیا ایک اقتباس گھوم رہا ہے:

''ایک مشہور سماجی تنظیم کی کارکن خاتون اپنی تنظیم کے ممبران کی فہرست تیار کر رہی تھی۔ تمام خواتین کے نام مسز کے سابقے پر مشتمل تھے۔ نام لکھتے ہوئے اس خاتون نے روانروی میں ایک غیر شادی شدہ عورت کے نام کے ساتھ مس کی بجائے مسز کا سابقہ لگا دیا''۔

یہ واقعہ پڑھ کر ہمیں فوراً خیال آیا کہ نقل کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم نے ان تمام خواتین کے ناموں کی فہرست پر نظر ڈالی جو ہمارے ملک میں آزادیِ نسواں کے لیے جدوجہد کر رہی ہیں، جو صبح و شام عورتوں اور بچوں کو ان کے باپ اور خاوندوں کے ظلم سے آزادی دلانے کی پُرزور کوشش کر رہی ہیں۔ ان سب ناموں کے ساتھ شوہروں کے نام کا لاحقہ اس طرح چپکا ہوا تھا جیسے ''چولی کے ساتھ دامن''.....شوہروں کا نام اس طرح غالب تھا کہ خواتین کا اپنا نام ڈھونڈنا مشکل ہو رہا تھا۔ ان کے نام پکار پکار کر یہ کہہ رہے تھے کہ آزادی کی طویل جدوجہد کے باوجود ابھی تک ہم نے نام کی حد تک بھی مرد سے آزادی حاصل نہیں کی، ہم تو تعارف اور پہچان میں بھی مرد کی غلام ہیں۔ مغربیت کی نقالی کے شوق میں مسز کا تاج تو سر پر بڑے شوق سے رکھ لیا لیکن یہ بھول گئیں کہ انہوں نے اپنی ذات، اپنا تشخص اور اپنا تعارف تک مرد کی جھولی میں ڈال دیا۔

اسلام جس کی اقدار و روایات سے وہ دامن چھڑانے کے لیے پیچ و تاب کھا رہی ہیں، میرے سامنے اس کی متبع نام ور خواتین کی فہرست گھومنے لگی۔ ان میں کوئی عائشہ صدیقہ ہے کوئی خدیجۃ الکبریٰ، کوئی فاطمہ اور کوئی مریم، کوئی ہاجرہ کوئی سارہ، کوئی عمرہ کوئی زینب، ان لاکھوں محترم اور نام ور خواتین میں کوئی بھی خاتون اپنے تعارف کے لیے اپنے خاوند کے نام کی محتاج نہیں۔ اس کا اپنا ایک تعارف ہے، اس کی اپنی ایک شخصیت ہے، اس کا نام غلامی کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئینہ دار نہیں۔ اسے رب کریم نے آزاد پیدا کیا اس لیے وہ آزاد ہے۔ اطاعتِ الٰہیہ اور اطاعتِ رسول ﷺ کے حصار میں وہ اپنے ناظم الامور قوام کی اطاعت گزار اور وفا شعار ضرور ہے، کتنی خوب صورت تعریف کی ہے الرجال کی علامہ فرید وجدی نے:۔

"یہ تو یقینی امر ہے کہ عورت معاشی حیثیت سے لاکھ آزاد ہو جائے مگر وہ کسی صورت مرد کی حاکمیت سے باہر نہیں ہو سکتی کیونکہ دنیا کی قدیم ترین تاریخ سے موجودہ دور تک کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا جس میں عورتوں نے مردوں پر غلبہ پالیا ہو، یہ اس بات کا تاریخی ثبوت ہے کہ کارکنانِ قدرت نے عورت کی پیشانی، سرنوشتِ اطاعت لکھ دیا ہے کیونکہ ورڈ آف گاڈ بھی ورک آف گاڈ سے مختلف نہیں ہو سکتے۔ یہ ہے الرجال..... کا خدائی فیصلہ! جو بدل نہیں سکتا اور جو بھی اس ابدی و سرمدی فیصلے کو بدلنے کی کوشش کرے گا اس کو منہ کی کھانی پڑے گی۔ (المرءۃ المسلمہ، ص ۳۸، بہ عنوان "عورت اور اسلام")

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشوروں کی برسات

ننھی عفرا کی پیدائش کے ساتھ ہی تجربہ کار خواتین کے مفت مشورے ملنے شروع ہو گئے۔ ابھی ہم ہسپتال ہی میں تھے کہ ایک مریضہ کی والدہ دیکھنے آئیں اور ساتھ ہی یہ مشورہ بھی دے گئیں کہ بچی کی ٹھوڑی کو درمیان سے تھوڑا تھوڑا دباتی رہنا بہت خوبصورت ہو جائے گی گویا تکلفاً چاہِ ذقن بنانے کی ترکیب بتائی جا رہی تھی۔

ایک اور محترمہ مشورہ دے گئیں کہ اس کی ناک کو سامنے والے نچلے حصے سے دباتے ہوئے اوپر کی طرف کھینچنا، اونچی ناک اچھی لگتی ہے۔

ایک صاحبہ کا مشورہ تھا کہ اس کی ناک کے نیچے ہونٹ کے اوپر والا حصہ دباتی رہنا، حسنِ اتفاق کہیے کہ کچھ دنوں کے بعد عفرا کے ماموں جان کی شادی تھی۔ جتنی بھی خواتین آئیں سب ساتھ ساتھ عفرا کو بھی دیکھ رہی تھیں، مبارک باد کے ساتھ ساتھ مشورہ دینے کی خیر خواہی بھی کرتی جا رہی تھیں۔

کسی کا خیال تھا کہ سر کو باندھنے سے سر بہت خوبصورت بنتا ہے، گول مٹول سا..... کسی کے خیال میں دوپٹے کو بل دے کر دونوں طرف گانٹھ لگا دیں اور ان گانٹھوں کے درمیان بچی کا سر رکھیں۔ کسی کا کہنا تھا کہ اس طرح تو کان باہر نکل آئیں گے لہٰذا یہ طریقہ صحیح نہیں، سر کے نیچے چائے پینے والے کپ کی ہم جلیس پرچ رکھنی چاہیے۔ ایک محترمہ پلیٹ رکھنے کا مشورہ بھی دے چکی ہیں..... کچھ محترمات کا کہنا یہ تھا کہ سر کے نیچے گتا رکھنا چاہیے۔ مگر ایک اور بہن کے خیال کے مطابق تو لیے کو دونوں طرف سے چار مرتبہ تہہ کر کے درمیان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکہرا کر کے سر کے نیچے رکھ دیں، تو سر خوبصورت بنے گا۔ چاولوں اور ریت والے تکیے کا مشورہ بھی موصول ہو چکا ہے۔ ایک خاتون نے کہا تکیہ جیسا بھی رکھیں کندھوں کے نیچے کپڑا ضرور رکھیں، اس سے سر زیادہ لمبا نہ ہو جائے۔ ایک نے مشورہ دیا کہ دودھ پلاتے ہوئے سر کے نیچے کلائی کی بجائے ہاتھ رکھا جائے اور دوسرے ہاتھ سے ماتھے کو دبایا جائے تو پیشانی خوب چوڑی ہو جاتی ہے۔ نیز یہ کہ نہلانے کے بعد تو ماتھا ضرور دبائیں۔

ہم جیسے ناقدروں نے ایسے قیمتی مشوروں کی غالباً خاطر خواہ قدر نہ کی، ایک محترمہ نے عفرا کے سر کی چوٹی کو سر بلند دیکھ کر کفِ افسوس ملتے ہوئے کہا، اس افسوسناک صورتِ حال کا حل یہ ہے کہ ایک اینٹ پر کپڑا لپیٹ لیں اور جب بھی بچی کو لٹائیں کندھوں کے نیچے کپڑا رکھ کے لٹائیں اور پیچھے کی جانب سے سر کے ساتھ اس اینٹ کو لٹکا دیا جائے۔

بعض محترمات نے مشورہ دیا کہ بچی کو الٹا لٹا کر اس کی پیٹھ پر مالش کرنا.....اس طرح سینہ اور کمر چوڑی ہو جائے گی۔ بعض نے مشورہ دیا کہ ٹانگوں کو کپڑے سے باندھ دیا جائے تو بچہ دیر تک سوتا ہے اور ٹانگیں بھی سیدھی اور مضبوط رہتی ہیں۔

غرض یہ کہ ہمارے پاس سر، ناک، چوٹی، کندھے، ٹھوڑی، ماتھا، سینہ، کمر اور ٹانگیں بنانے کے اتنے مشورے جمع ہو چکے ہیں کہ ہم چاہیں تو ان مشوروں کو عام کرنے کے لیے ایک دفتر کھول سکتے ہیں۔ اور بہت سی صاحباتِ ذوق کا بھلا کر سکتے ہیں لیکن ہم شاید بہت ہی بے ذوق ہیں، تبھی تو ان مشوروں کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں گو پھر بھی ''مجھے یاد ہے کچھ ذرا ذرا''.....کے مصداق ان مشوروں کو یادکی پوٹلی سے نکال کر کاغذ پر بکھیر دیا ہے۔

ہمیں پہلی بار احساس ہوا بلکہ احساس دلایا گیا کہ خواتین کی نظر میں بچے کی صورت کتنی اہمیت رکھتی ہے.....سچ پوچھیے تو ہمارے کان ان رنگا رنگ مشوروں کو وصول کرتے کرتے یہ سننے کو ترس گئے کہ ہمیں اس کے سر کو اللہ کے حضور جھکنے کا عادی کیسے بنانا ہے.....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی پیشانی راہ حق میں کیسے خاک آلود ہو سکتی ہے؟.....اس کے قدموں کو ایمان پر ثبات کیسے مل سکتا ہے؟.....روز قیامت اس کی ناک اونچی رکھنے کے لیے ہمیں کن کن کوششوں کو بروئے کار لانا ہوگا۔؟.....اسے حیا کا پیکر بنانے کے لیے کس قسم کی سیرت گری کرنا ہوگی؟.....اس کے سینے کو قرآن کی روشنی دینے کے لیے کس قسم کی آہِ سحر گاہی سے گزرنا ہوگا؟ خدیجہؓ اور عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی سیرت سے مزین کرنے کے لیے کس قسم کے طریق تربیت کو اپنانا ہوگا؟.....اسے عمارہؓ خولہؓ، خنساؓ اور صفیہ رضی اللہ عنہم جیسی اللہ کے لیے دلیر خاتون بنانے کے لیے اس کے دل کو کن ولولوں کی آماجگاہ بنانا ہوگا؟....اس کے ہاتھوں کو کس طرح وہ قوت مہیا کرنا ہوگی جس کی بدولت اسے دائیں ہاتھ میں اعمالنامہ عطا ہو؟..... اس کی شاہراہِ حیات کو کن نشاناتِ راہ پر گامزن کرنا ہوگا جس سے یہ صراط مستقیم کے جادہ پیماؤں کی ہم سفر ٹھہرے؟.....اس کے دماغ کو کتاب وسنت کا متعلم بنانے کے لیے کس قسم کے علم وحکمت سے سیراب کرنا ہوگا؟...

کاش! ہمیں کوئی اس قسم کے مشورے بھی دیتا!!!

(یہ مضمون مریم خنساء نے اپنی وفات سے صرف اماہ قبل لکھا)

❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفاتِ اولاد پر صبر واجر

والدین اور اولاد کا رشتہ ایک ایسے انوکھے تعلق، محبت اور شفقت کا حامل ہے جس میں ماں باپ کے دل میں بچے کے لیے ہمدردی اور پیار کے بے پناہ سمندر ٹھاٹھیں مارتے نظر آتے ہیں۔ بچہ جانور کا ہو یا کسی انسان کا، والدین کا اس سے شفقت کا انداز دیدنی ہوتا ہے۔ یہ تعلق خونی وجسمانی لحاظ سے ایسا ہے جو قطع ہو ہی نہیں سکتا جب کہ دنیا کے باقی تمام تعلق قطع کیے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا تصور دینے کے لیے والدین اور خصوصاً ماں ہی کی مثال دی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ میں ایک ماں کو بچے کی تلاش میں دیوانہ وار ادھر ادھر پھرتے دیکھا، بالآخر بچہ مل گیا تو وہ اسے سینے سے لگا کر دودھ پلانے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا "کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ ماں اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی"؟ صحابہ نے کہا "ہرگز نہیں" آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس ماں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے اور وہ یہ نہیں چاہتا کہ بندوں کو آگ میں ڈالے۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبہ، رقم الحدیث ۲۸۵۴، صحیح بخاری، کتاب الادب)

اللہ تعالیٰ نے اولاد کے تعلق کو بطور مثال اور بطور ایک حقیقت ایسے تمام مواقع پر بیان فرمایا جو فرحت یا دہشت کی انتہائی کیفیت کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ چنانچہ دنیا کی دل فریبیوں اور اس کی خواہشات کا تصور دیا تو فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ﴾ (آل عمران:١٤)

''لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی باڑی بڑی زینت دار لگتی ہے مگر یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے''۔

خوشحالی کا تصور دیا تو فرمایا:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا. يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا. وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾(نوح:١٠-١١)

(نوح نے) کہا ''اپنے پروردگار سے معافی مانگو وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے مینہ برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور ان میں تمہارے لیے نہریں بہا دے گا''۔

قیامت کی ہولناکی کا تصور دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾(الحج:٢)

''جس دن تو اس کو دیکھے گا کہ تمام دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر پڑیں گے اور لوگ تجھ کو بدحواس نظر آئیں گے لیکن وہ بدحواس نہیں ہوں گے بلکہ (عذاب دیکھ کر مدہوش ہو رہے ہوں گے) بے شک اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوگا''۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میدان حشر میں انسان اپنے علاوہ ہر ایک ناطے دار اور دوست کو بھول کر صرف اپنی ذاتی مصیبت میں گرفتار ہوگا۔اس مصیبت کے باعث اسے صرف اپنی نجات کی پڑی ہوگی۔اس روز اولاد جیسی پیاری نعمت جس کے لیے والدین ہر قسم کی تکلیفیں دنیا میں برداشت کرتے ہیں اس کو بھی بھول جائیں گے۔چنانچہ فرمایا:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ. وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ. وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ. لِكُلِّ امْرِىءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ﴾(العبس :٣٤-٣٧)

''اس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹے سے' ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہوگا جو اسے (مصروفیت کے لیے) بس کرے گا''۔

اللہ نے اپنے بندوں میں سے خاص امام الناس ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش کی تو وہ بھی اولاد کے ذریعے۔پہلے اسے اپنے سے جدا کرنے کا حکم دیا اور پھر ذرا بڑا ہونے پر اپنے ہاتھوں خود اسے ذبح کرنے کا۔

والدین کے ساتھ بچے کی محبت ہی کی وجہ سے بچے کو والدین سے الگ کرنا ایک جرم قرار پایا۔نیز چونکہ اولاد سے والدین کو بے انتہا محبت ہوتی ہے' اس لیے اس کی محبت میں یہ امکانات سب سے زیادہ ہوتے ہیں کہ والدین ممنوع امور میں نہ جا پڑیں' جیسے ان کی خواہشات بجا ہوں یا بے جا پورا کرنا' خواہشات پورا کرنے کے لیے حرام میں پڑ جانا' جو اولاد کا دشمن ہو اس سے دشمنی کرنا' زندگی بھر ان کے خوش حال مستقبل کے لیے لگاتار محنت کرنا اور ان کے لیے اسباب مہیا کرنے ہی میں جتے رہنا۔اسی لیے رب کریم نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾

بچوں کی آزمائش دو طرح ہوتی ہے۔دے کر آزمانا تربیت کے لحاظ سے اور لے کر آزمانا صبر کے لحاظ سے ہے۔اولاد کی والدین سے جدائی اور اس پر غم ایک فطری جذبہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس غم پر صبر کرنا ان امور میں سے ہیں جن کی جزا جنت النعیم ہے۔اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

"عن ابی سعید رضی الله عنه أَنَّ النِّسَاءَ قُلْنَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِجْعَلْ لَنَا یَوْمًا فَوَعَظَهُنَّ وَقَالَ اَیُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الوَلَدِ کَانُوْا حِجَاباً مِنَ النَّارِ قَالَتْ امْرِأَةٌ وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ"(بخاری،کتاب العلم)

''ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ عورتوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ ہمارے لیے وعظ کرنے کا ایک دن مقرر فرما دیجئے تو آپ ﷺ نے عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''جس عورت کے تین بچے مرجائیں وہ بچے اس کے لیے دوزخ سے آڑ بنیں گے''۔ایک عورت نے پوچھا''یارسول اللہ! ﷺ دو بچے بھی''؟ آپ ﷺ نے فرمایا''اور دو بچے بھی''۔

طبرانی میں اس حدیث کا مفہوم اس طرح ہے:

''جس مسلمان کے تین بچے بلوغت سے قبل وفات پا جائیں قیامت کے دن انہیں لاکر جنت کے دروازے پر کھڑا کر کے جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔وہ کہیں گے ہم تب تک جنت میں داخل نہ ہوں گے جب تک ہمارے والدین بھی داخل نہ ہوں۔ان سے کہا جائے گا جاؤ تم اور تمہارے والدین دونوں جنت میں داخل ہو جاؤ''۔(طبرانی باسناد جید)

ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اِذَا مَاتَ وَلَدُ الرَّجُلِ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالیٰ لِلْمَلٰئِکَةِ اَقَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ ؟فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ اَقَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ قَالَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَیَقُوْلُ ابْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَیْتَ الْحَمْدِ"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مسند احمد' جامع ترمذی' ابن حبان)

جب کسی مسلمان کے بچے کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتے ہیں کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ اثبات میں جواب دیتے ہیں۔ اللہ عزوجل پوچھتے ہیں "کیا تم نے اس کے دل کے ٹکڑے کی روح قبض کر لی"؟ وہ پھر اثبات میں جواب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں "ہاں تو پھر میرے بندے نے کیا کہا"؟ فرشتے جواب دیتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور ان للہ پڑھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے بندے کے لیے جنت میں گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو"۔

ایک حدیث میں ہے:

"لَا يَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلٰثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَلِجُ النَّارَ اِلَّا مَحِلَّةَ الْقَسَمِ"۔ (متفق علیہ)

جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں پھر وہ صبر کرے تو صرف قسم پوری کرنے کے لیے وہ آگ میں جائے گا"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يَقُوْلُ اللّٰهُ وَمَا لِعَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَاءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ اِلَّا الْجَنَّةَ" (صحیح بخاری)

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب میں اپنے مومن بندے کے کسی عزیز کو فوت کر لوں اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کی جزا میرے پاس صرف جنت ہے"۔

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان السقط ليراغم ربه اذا ادخل ابويه النار فيقال ايها السقط المراغم ربه ادخل ابويك فيجرهما بسرره حتى يدخلها الجنة"

(ابن ماجہ' مشکوٰۃ المصابیح' کتاب الجنائز)

کچا حمل بھی اپنے رب سے جھگڑا کرے گا جب کہ ان کے ماں باپ دوزخ میں داخل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا حکم دیا جائے گا تو کہا جائے گا" اے کچے حمل اپنے رب سے جھگڑنے والے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کرلے۔ وہ ان کو اپنے آنول سے کھینچے گا یہاں تک کہ ان کو جنت میں داخل کردے گا"۔

رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا "اللہ سے ڈر اور صبر" کر اس عورت نے کہا تم اپنی راہ لگو تم پر میرے جیسی مصیبت نہیں آئی"۔

دراصل اس عورت نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ جب اسے بتایا گیا کہ یہ نبی ﷺ تھے تو وہ آپ کے دروازے پر آئی تو دیکھا کہ دروازے پر کوئی دربان نہیں ہے۔ عورت نے کہا "میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا" آپ ﷺ نے فرمایا:

"اَلصَّبْرُ عِنْدَالصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى"

"صبر ابتدائے صدمہ کے وقت ہے"۔ (متفق علیہ)

صبر کی یہی وہ کیفیت ہے جس پر مومن کے لیے اجرِ عظیم کی بشارت دی گئی ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی بھی عجب حالت ہے اگر اسے بھلائی پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے اور شکر کرتا ہے اور اگر اسے مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اللہ کی تعریف کرتا اور صبر کرتا ہے پس مومن اپنے ہر کام میں اجر حاصل کرلیتا ہے حتیٰ کہ اس لقمے میں بھی جو وہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے۔

(شعب الایمان بیہقی)

لیکن اس کے لیے دو شرطیں ہیں کہ آدمی کا خاتمہ کفر اور شرک پر نہ ہو اور یہ کہ اس کے مرنے پر ایسا صبر کیا ہو جیسا صبر کرنے کی احادیث میں تاکید ملتی ہے۔ بچہ والدین کے لیے جنت کا سامان تیار کرنے والا پیشرو ہے اسی لیے بچے کے جنازے میں مندرجہ ذیل دعا پڑھی جاتی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّذُخْرًا وَّاَجْرًا" (صحیح بخاری، کتاب الجنائز)

"اے اللہ! اس بچے کو ہمارے لیے پیشوا، پیش رو، ذخیرہ اور باعث اجر بنا"۔

آیئے! دیکھیں کہ صبر واستقامت میں سب سے اعلیٰ رسول اللہ ﷺ کی بچے کی وفات پر کیفیتِ صبر:

آپ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہیں..... یہاں تک کہ جگر گوشہ گود ہی میں رفیقِ اعلیٰ کے پاس چلا گیا..... آنکھوں میں رکے ہوئے آنسوؤں کی آبشار برسنے لگی۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا "اے اللہ کے رسول ﷺ آپ بھی روتے ہیں"؟ فرمایا:

"ہاں یہ اللہ کی رحمت ہے"..... نیز فرمایا:

"ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقك یا ابراھیم لمحزونون" (متفق علیہ)

"آنکھ آنسو بہا رہی ہے، دل رنجیدہ ہے، مگر ہم کہتے وہی ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو، اے پیارے ابراھیم اللہ کی قسم ہم تیری وجہ سے مبتلائے رنج ہیں"۔

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ کی بیٹی ام کلثوم کی تدفین کے وقت حاضر تھا۔ رسول اللہ ﷺ قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی چشم ہائے مبارک سے آنسو جاری تھے"۔ (بخاری، کتاب الجنائز)

ذرا اور آگے چلیے کہ اولاد کا غم اپنی اولاد کے غم سے بھی بڑا ہوتا ہے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب نے نبی ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا فوت ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ تشریف لائیے۔ آپ ﷺ نے (بیٹی کو) سلام کہلا بھیجا اور فرمایا:

"ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہٗ باجل مسمی فلتصبر ولتحتسب"۔

"جو لے جائے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہے اور جو وہ رہنے دے وہ بھی اسی کا ہے اور ہر چیز کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے لہٰذا چاہئے کہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے"۔

آپ کی بیٹی نے دوبارہ پیغام بھیجا اور قسم دی کہ ضرور تشریف لائیں تو آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور کچھ اور آدمی آ گئے۔ بچے کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی گود میں دے دیا گیا۔ اس کی جان نکل رہی تھی۔ آپ ﷺ کے آنسو بہنے لگے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا "اے اللہ کے رسول یہ کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"هذه رحمة جعلها الله في قلوب عباده فانما يرحم الله من عباده الرحماء"

"یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتے ہیں جو رحم دل ہوتے ہیں"۔ (متفق علیہ)

اولاد سے جدائی پر صبر کی ایک اور زریں مثال تاریخ کے انہی صفحات پر ابھرتی ہے۔ ام سلیم اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہما کا بیٹا شدید بیمار ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کسی کام کے لیے گھر سے باہر نکلتے ہیں۔ واپسی تک بیٹا اللہ کے حضور پہنچ چکا ہے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا بیٹے کو نہلا دھلا کر کوٹھڑی میں لٹا دیتی ہیں۔ دل جگر گوشے کی جدائی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے مگر آخر آپ ہیں کون؟ وہی خاتون جن کا مہر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا ہے۔ آخر اس کی بھی تو لاج رکھنا ہے ایمان تو نام ہی صبر استقامت اور ہر کسی سے خیر خواہی کا ہے۔ یہ دلدوز خبر خاوند کے کانوں تک کیسے پہنچائیں۔ اسی شش و پنج میں ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں، آتے ہی بچے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ فرماتی ہیں "پہلے سے زیادہ پرسکون ہے"۔ وہ مطمئن ہو کر کھانا کھاتے ہیں۔ رات کو ازدواجی حقوق کی ادائیگی اطمینان سے کرنے کے بعد ام سلیم رضی اللہ عنہا بڑے حکیمانہ انداز سے پوچھتی ہیں "ابوطلحہ بتلایئے اگر کوئی اپنی چیز عاریتاً کسی کے پاس رکھوائے اور پھر ان سے واپس مانگے تو کیا انہیں ان کا انکار کرنے کا حق ہے"؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگے ''ہرگز نہیں''۔ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تو پھر اپنے بیٹے کی وفات پر صبر کیجئے اور اجر کی امید رکھیے۔ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی شفقت پدری چھلکنے لگتی ہے۔آزردہ ہوکر پوچھتے ہیں ''مگر وہ ہے کہاں''؟ام سلیم رضی اللہ عنہا انہیں کوٹھری میں لے گئیں۔ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بچے کو دیکھتے ہیں آنکھ سے آنسو رواں ہیں اور لب پر انا للہ وانا الیہ راجعون۔نبی اکرم ﷺ کو خبر پہنچتی ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں ''اس صبر کے اجر میں اللہ تعالیٰ نے اس رات تم دونوں کے لیے ایک اور لڑکا کا بیج بو دیا ہے''۔(زوائد الہیثمی)

چودہ صدیوں میں حائل وقت کی رکاوٹیں پھلانگتے ہوئے عہدِ نبوی ﷺ میں پہنچیں تو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے ایک صحابی نظر آتے ہیں۔یہ جب بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ان کا چھوٹا بچہ ہمراہ ہوتا۔وہ کبھی پشت سے کندھے پر چڑھتا اور کبھی گود سے۔چند دن قبل اس کی وفات ہوگئی۔والد نے اس خیال سے مجلسِ نبوی میں آنا چھوڑ دیا کہ بچے کی یاد آجائے گی۔نبی اکرم ﷺ کو علم ہوا تو آپ اس سے ملنے تشریف لے گئے اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا: بتاؤ تمہیں کون سی بات پسند ہے، کیا یہ کہ تم اس سے عمر بھر فائدہ اٹھاتے یا یہ کہ (قیامت کے روز) تم جنت کے جس دروازے پر بھی جاؤ گے دیکھو گے کہ وہ تم سے پہلے وہاں پہنچا ہوا تمہارے لیے دروازہ کھول رہا ہے۔

صحابی نے عرض کیا! ''رسول اللہ ﷺ بلاشبہ مجھے یہی بات پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت کے دروازے پر پہنچ کر میرے لیے دروازے کھولے''۔آپ ﷺ نے فرمایا ''ان شاء اللہ تیرے لیے ایسا ہی ہوگا''۔

(مشکوۃ المصابیح' کتاب الجنائز میں اسی مضمون کی حدیث مسند احمد کے حوالے سے ہے اور مولانا اسماعیل سلفی نے حاشیے میں لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔نسائی' کتاب الجنائز' فی التعزیۃ' البانی نے اسے صحیح قرار دیا' احمد اور حاکم نے اسے اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے۔از نبی کریم بحیثیت معلم' ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب)

تاریخ کے انہی صفحات پر عہد صحابہ کے دور کے باب میں ایک اور تصویر ابھرتی ہے۔ابو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسان اپنے دو بچوں کی وفات پر بہت زیادہ غمگین ہیں۔ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔لہٰذا ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔''آپ نے اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں کوئی حدیث سنی ہو تو بتایئے تا کہ ہمارے دل کو کچھ سکون پہنچے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حافظے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان جگمگانے لگتا ہے:

''چھوٹے بچے جنت کے دعامیص یعنی چھوٹے کیڑے ہیں، وہ اپنے باپ یا والدین کے کپڑوں کا کنارا اس طرح ہاتھ میں پکڑ لیں گے جیسے میں نے تمہارے اس کپڑے کو پکڑا ہوا ہے اور پھر اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک کہ اللہ ان کو اور ان کے والدین کو جنت میں داخل نہ فرما دے۔(صحیح مسلم، مسند احمد)

دعموص کالے رنگ کا کیڑا ہے جو ہمیشہ پانی میں رہتا ہے اور پانی سے کبھی جدا نہیں ہوتا مراد یہ کہ یہ بچے جنت کا لازمی حصہ ہیں اس سے وہ کسی صورت جدا نہیں ہو سکتے۔

ایک اور صحابی اشعث رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے بیٹے کی جدائی کا صدمہ سہہ چکے ہیں۔علی رضی اللہ عنہ ان سے تعزیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں''اشعث تمہارا بیٹا تمہیں خوش تو کرتا تھا مگر وہ ایک امتحان تھا۔اب اس نے تمہیں غمگین کیا تو اس میں ثواب اور رحمت ہے اگر تم رنج کرتے ہو تو اس سے تمہارا تعلق اور رشتہ اسی بات کا متقاضی ہے لیکن اگر صبر کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بہتر قائم مقام ہوگا۔ہاں اگر صبر کرو گے تو بھی تقدیر تم پر جاری ہوگی مگر اجر ملے گا۔اگر جزع فزع کرتے ہو تو بھی تقدیر الٰہی تم پر جاری ہو کر رہے گی مگر تم گنہگار ہو گے۔

(کنز العمال)

یہ بلندیِ درجات اور معافیِ معاصی کا حصول کوئی آسان کام نہیں، اس کے لیے صبر کا پہاڑ بننا پڑتا ہے۔

قرونِ وسطیٰ میں اس صبر کی ایک مثال منفوسہ بنت زید ابو الفوارس بھی ہیں، ان کے بہت سے بچے وفات پا گئے جب بھی کوئی بچہ وفات پاتا تو اس کا سر گود میں رکھ کر فرماتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تیرا مجھ سے پہلے چلے جانا اس سے بہتر ہے کہ مجھ سے پیچھے رہتا اور تو آگے جا کر مجھے بخشوا دے گا''۔(بہشتی زیور)

اور اس مومنانہ صبر واستقامت کی ایک اور مثال: ابوذر رضی اللہ عنہ کے تمام بچے بچپن میں داغِ مفارقت دے گئے۔ کسی کہنے والے نے اس غم کا احساس دلایا، آپ کا کوئی بچہ بھی زندہ نہیں۔ جواب میں فرمایا ''تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو ان بچوں کو دارِ فنا میں لے لیتا ہے اور انہیں دارِ بقا میں، ذخیرہ کر دیتا ہے''۔(کنز العمال)

﴿''ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ''﴾

یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا کرتا ہے مگر ہے کوئی ہم میں سے ایسا صبر وشکر کر کے اجرِ عظیم کی خواہش رکھنے والا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بنت الاسلام کا ادبی زاویہ نگاہ

بہترین ادیب وہی ہے جو معاشرے کے ہر طبقے کا نمائندہ ہو جس کی آنکھ ہر فرد کے مسائل دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ جس کا دل ہر سطح کے افراد کے احساسات محسوس کرتا ہو اور اس کا دماغ ہر طرح کے افراد کے متعلق سوچتا ہو، ایک مخصوص طبقے کا نمائندہ ادب کبھی بھی بہترین یا آفاقی ادب نہیں کہلا سکتا۔

ادیب کو دعوتِ تحریر دینے والے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ معیشت ہے۔ دنیا کا نظام چلانے کے لیے قاسم رزق نے معاشرے کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا ہے، چنانچہ افراد کی ایک کثیر تعداد ایسی ہے، جس کا جسم اور جان میں بمشکل تعلق قائم ہے۔ کئی کئی دن فاقے سے گزر جاتے ہیں۔ انہیں تن ڈھانپنے کو معقول کپڑے اور سر چھپانے کے لیے چھت بھی میسر نہیں۔ دوسری طرف ایک گروہ ایسا بھی ہے جو منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوتا ہے اور عمر بھر چاندی کے پالنوں میں جھولتا رہتا ہے۔

معاشی مسئلہ ہمیشہ سے باعث نزاع رہا ہے۔ شیطان نے انسان کی اس کمزور رگ ''پیٹ'' سے فائدہ اٹھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس نے دین حنیف کے منصفانہ معاشی نظام کی بجائے انسان کو خود ساختہ معاشی نظاموں کی بھول بھلیوں میں الجھانے کی کوشش کی۔ پچھلی صدی میں کارل مارکس کے نظریات نے اس گمراہی کو بامِ عروج تک پہنچا دیا۔ اس کے فلسفے پر مبنی نیا مکتب فکر وجود میں آیا' نئے معاشرے تعمیر ہوئے' نئے ادارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھلے' نئے ممالک کی بنیاد رکھی گئی۔ ان سب کا نعرہ یہی تھا ''بھوک اور غربت مٹاؤ' معاشی بنیاد پر امتیازات کا خاتمہ کرو، روٹی، کپڑا اور مکان''۔ یہ سوچ دینے والوں نے یہ نعرہ کچھ اس طور سے دیا کہ روٹی کپڑا اور مکان ہی انسانی زندگی کا تمام تر مقصد اور محور قرار پائے جانے لگے۔ ان کے حصول کے لیے حیوانوں کی طرح ہر جائز و ناجائز ذریعے کو استعمال کرنا روا سمجھ لیا گیا۔

اس میں مذہب سے بغاوت کے زہر کی گولیاں، مذہب کو افیون کہہ کر کھلائی گئیں۔ شکم کو ابھارنے اور روح کو مٹانے کے تمام اسباب کیے گئے۔ مذہب سے بغاوت کے نام پر اخلاق کی قیود و حدود سے آزادی کا اعلان کیا جانے لگا۔ چنانچہ شراب پانی کی طرح پی جانے لگی۔ زر اور زمین کی طرح ''زن'' کو بھی اشتراکیت کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ فحاشی عیب نہیں رہی بلکہ فخر سمجھی گئی۔ مخالفین کو امیروں کے ساتھی، بورژوا اور رجعت پسندی کا طعنہ دیا جانے لگا۔

اس مخصوص طرزِ فکر کے زیر سایہ جن ادیبوں کی کھیپ پروان چڑھی ان کی تحریروں کا پھر ایک ہی موضوع تھا۔ غربت اور افلاس کی امراء کے خلاف بغاوت اور سرکشی، اس میں مذہب کے خلاف بغاوت کا زہر، غریبوں کے احساسِ غربت کی آگ۔

ان اشتراکیوں نے غریبوں کے لیے خود مالی قربانیاں دیں۔ ان کی تحریروں سے غریبوں کے مسائل کم ہوئے یا نہ ہوئے البتہ اتنا ضرور ہوا کہ ان کی تحریروں نے معاشرے میں ایک آگ لگا دی۔ غریبوں میں امیروں سے نفرت بڑھ گئی۔ تمام مسائل کا حل اشتراکیت کی گود قرار پائی اور مذہب کی حیثیت (نعوذ باللہ) چند بوسیدہ قوانین کی سمجھی جانے لگی۔ الحاد کے اس سیلاب نے کثیر تعداد کو اپنی لپیٹ میں لے لیا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اشتراکی یا مارکسی فلسفے کے برعکس اسلام کا نظریہ معیشت، غربت یا امارت کسی کے خلاف بھی جارحانہ رجحانات نہیں رکھتا۔ کہ اسلام مسائل پیدا کرنے یا ان مسائل کو پیش کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں چھوڑ دینے کا قائل نہیں۔ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے وہ دونوں کے درمیان ایسے خوشگوار تعلقات پیدا کر دیتا ہے کہ نہ تو غربت میں افلاس باقی رہتا ہے اور نہ امارت کی امیرانہ آن بان قائم رہتی ہے۔ غریب مروجہ معنی میں غریب نہیں رہتا اور امیر مروجہ معنوں میں امیر نہیں رہتا۔

اسلام نے تو مفلس اور امارت کا اصطلاحی مفہوم ہی بدل دیا ہے۔ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے ارشاد ملاحظہ ہوں، فرمایا:

''لیس الغنی عن کثرۃ العرض ولکن الغنی غنی النفس''

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الغنی غنی النفس، رقم الحدیث: ۶۴۴۶۔ مسلم کتاب الزکاۃ، باب لیس الغنی عن کثرۃ العرض رقم الحدیث: ۱۰۵۱)

''مال داری ساز وسامان کی کثرت کا نام نہیں بلکہ اصل مالداری نفس کی مال داری ہے''۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا! ''ہم میں سے مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم ہوں نہ سامان''۔

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت والے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا، پس ان تمام (مظلومین) کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں قبل اس کے کہ اس کے ذمے دوسروں کے حقوق ادا ہوں تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الظلم، رقم الحدیث: ۶۵۷۱)

ہمارے ہاں جن معنوں میں غریب کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ایسے غریب کو اسلام اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غربت اور مظلومیت کے احساس کو برانگیختہ کرنے کی بجائے، معاشرے کے ہر فرد کو بھوک کا مزہ چکھانے کے لیے سال بھر میں تیس دن صبح تا شام بھوکے رہنے کا تربیتی کورس، روزے فرض کر دیئے۔ اپنے مال میں سے غرباء کا حصہ صدقۃ الفطر اور مختلف گناہوں کے کفارے کے طور پر خیرات دینا فرض کر دیا۔ ان احکام پر عمل سے خلافتِ راشدہ جیسا مثالی معاشرہ معرضِ وجود میں آتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے زکوٰۃ لیے پھرتے اور لینے والا مستحق کوئی نہیں تھا۔ تاہم معاشی مساوات کے اس عمل میں ہمیں امارت و غربت کے درمیان احساسِ برتری اور احساسِ کمتری کی کوئی خلیج اور نفرت کی کوئی دیوار نظر نہیں آتی۔ غریبوں کی بھلائی ان کی غربت کو مسلسل اچھالنے کی بجائے حل کرنے میں مضمر ہے۔

اشتراکی ادیبوں کے مقابلے میں مسلمان ادیبوں نے بھی اپنی کم تعداد کے باوجود ایک مضبوط محاذ قائم کیا، چنانچہ نذیر بوا (مائل خیر آبادی) اور فضل الٰہی (م نسیم) جیسے شاہکار کردار وجود میں آئے۔ جن کے ذریعے غریبوں کو پیٹ کا بندہ نہیں اللہ کا بندہ دکھایا گیا۔ انہیں اعلیٰ انسانی، اخلاقی اور ایمانی اقدار کا پابند دکھایا گیا۔ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کا تعلق بھی اسی ادبی محاذ کے ہراول دستے سے ہے۔ انہوں نے اپنی تحریروں میں اس طبقے کے مسائل کو بطور خاص مدنظر رکھا اور اپنے افسانوں کے ذریعے بتایا کہ غربت ہونے کے باوجود اپنے ایمان اور اسلام کا تحفظ کیسے کیا جاتا ہے۔

ان کے افسانے ''زینب کالی'' کی زینب ایک بدصورت مہاجر غریب عورت ہے جس سے تمام محلے والے نفرت کرتے ہیں۔ اسے اَن دیکھے اور اَن کیے گناہوں کا مجرم ٹھہراتے ہیں۔ اس محلے میں طاعون کی ایسی وبا پھیلتی ہے کہ کئی گھرانے اس کی نذر ہو جاتے ہیں بعض گھروں میں والدین تو سدھار جاتے ہیں اور ان کے بچے بے سہارا پیچھے رہ جاتے ہیں۔ زینب ایسے تمام بچوں کو جذبہ خیر کے تحت گھر لے آتی ہے، انہیں ماں کا پیار دیتی ہے۔ کچھ ہی عرصے کے بعد طاعون دوبارہ حملہ آور ہوتا ہے جس میں زینب کالی بھی الوداع ہو جاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے دم مرگ بے شمار یتیم بچے اس کے سراور پائے کی طرف بیٹھے رو رہے ہوتے ہیں۔ گویا اس کا انجام نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق بہترین گھرانہ ہے جس میں یتیم پرورش پاتے ہوں۔ ایک بہترین مسلمان خاتون کے روپ میں ہوتا ہے۔ اسے اپنی غربت کے باوجود اپنے رازق پر بھروسہ ہے کہ ان بچوں کو کھلانے والی وہ نہیں، ان کا خالق ہے، انہیں گھر لانے سے میری غربت میں اضافہ نہیں ہوگا بلکہ انہیں ان کی اپنی قسمت کا مل کر رہے گا۔ خودغرضی اور نفسانیت کے اس دور میں زینب کالی کا کردار ایک مسلمان اور متوکل عورت کا تابندہ کردار ہے۔

''طالعہ پچھواڑے والی'' بھی ایک شاہکار افسانہ ہے جس کا مرکزی کردار ایک نائی کی بیوی ہے۔ نائی کی شکل وصورت اور آواز اچھی ہے لہٰذا وہ دوسرے کاموں کے ساتھ شادی بیاہ پر ناچتا اور گاتا بھی ہے۔ شادی کے بعد یہ بات علم میں آنے پر طالعہ اس کی سختی سے مخالفت کرتی ہے۔ اپنے طبقے کی دوسری عورتوں کی طرح بالکل اَن پڑھ ہے لیکن دین اور عزت، بے عزتی کے بارے میں اپنے مخصوص نظریات پر سختی سے کاربند..... خاوند مخالفت کرنے پر خوب مارتا پیٹتا ہے۔ لوگ طالعہ سے ہمدردی کرتے ہیں تو جواب دیتی ہے۔

''عزت کا معاملہ اور ہے اس نے تو غیرت کو دھوکہ دیا ہے'' میں عزت دار ماں باپ کی بیٹی ہوں، یہ ذلت کیسے گوارا کرلوں کہ میرا خاوند زخموں اور ڈومنوں کے کام کرے۔ روایتی تعلیم سے بے بہرہ ہونے کے باوجود طالعہ خاوند اور سسرال والوں کے حقوق سے نہ صرف پوری طرح واقف ہے، انہیں نبھاتی بھی پوری تندہی سے ہے۔ خاوند کی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہی گانا بجانا ہے مگر طالعہ کو بھوکے رہ لینا تو منظور ہے، گانے بجانے کی حرام کمائی قبول کرنا منظور نہیں۔ خاوند تنگ آ کر طلاق دینے کی سوچتا ہے مگر طالعہ کی وفاشعاری، سسر کی خدمت سب نظروں کے سامنے گھومنے لگتی ہے۔

غرض یہ کہ طالعہ کئی بار مار پیٹ، گالیاں، طعنے اور کوسنے کے باوجود اپنے عزم میں کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لغزش نہیں آنے دیتی اور خاوند سے یہ کام چھڑوا کر دم لیتی ہے۔

''پائیں باغ'' ایک متوسط طبقے کی خاتون کی کہانی ہے جو امراء کی تقلید کرنا چاہتی ہے۔ یہ افسانہ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پائیداری کے سبق پر مشتمل ہے۔

''وہ غم اور ہوتے ہیں'' ایسے ہی کنبے کی کہانی ہے، جہاں اخراجات اور ذمہ داریاں زیادہ جب کہ آمدن کم، ایسے میں ایک سمجھدار خاتونِ خانہ کو سسرالی کنبے، مہنگائی اور خاوند کی تنک مزاجی سے بحسن وخوبی نبٹتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

''بدقسمت یا خوش قسمت'' کی مرکزی کردار ایک یتیم لڑکی ہے۔ جو بھائی اور بھابھی کے رحم وکرم پر ہے۔ انہوں نے اسے پڑھا لکھا کر ملازمت پر لگا دیا ہے۔ تنخواہ بھابھی کے پاس جاتی ہے اور اسے مہینے کا محدود جیب خرچ مل جاتا ہے۔ گھریلو کاموں کی ذمہ داری بھی اس پر ہے وہ اپنے آپ کو بدقسمت سمجھتے ہوئے ہر وقت محرومیوں کا شکار رہتی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کا ذوقِ مطالعہ

اسلام میں علم کی اہمیت کسی بھی صاحبِ نظر مسلمان سے مخفی نہیں۔ اولین وحیِ الٰہی علم ہی کی تاکید کا ایک مظہر ہے۔ قرآن مجید میں اَفَلَا تَعْلَمُوْنَ ، اَفَلَا یَعْلَمُوْنَ اور علم ہی کی شاخوں پر مبنی اَفَلَا تَدَبَّرُوْنَ ، اَفَلَا تَشْعُرُوْنَ وغیرہ کے ارشادات بھی علم کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ایک قول ہے: ''علم مہد سے لحد تک حاصل کرتے رہو''۔ گویا حصولِ علم کے لیے کسی عمر یا وقت کی پابندی نہیں۔ مرتے دم تک جہاں سے، جیسے بھی جو بھی علمِ نافع حاصل ہو سکے اسے حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرضِ عین ہے۔ کیونکہ یہ بھی ارشادِ نبوی ﷺ ہی ہے کہ "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ" علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ابنِ ماجہ، المقدمہ)

تحصیلِ علم کے بے شمار ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ کتابیں بھی ہے۔ موجودہ دور میں تو پریس کی وجہ سے کتابوں کی اہمیت میں پہلے کی نسبت کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ اچھی کتابوں کا مطالعہ انسانی ذہن کو سنوارنے اور بری کتابوں کا مطالعہ انسانی ذہن کو بگاڑنے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ یوں تو مطالعے کی اہمیت معاشرے کے ہر فرد کے لیے یکساں ہے لیکن اہلِ قلم حضرات کے لیے تو مطالعہ کو جسم میں روح کی حیثیت کی مانند قرار دیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

مطالعہ ذہنی نشوونما کرتا ہے، دماغ کی گرہیں کھولتا ہے، سوچ کو نئی راہیں سجھاتا ہے۔ خیالات میں وسعت پیدا کرتا ہے۔ تحریر میں نکھار پیدا کرتا ہے اور اندازِ بیان میں شگفتگی کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن پیدا کرتا ہے۔ مطالعے کے ذریعے اہلِ قلم ان ملکوں، تہذیبوں اور رجحانات کی سیر کر سکتے ہیں۔ جن تک پہنچنا ان کے لیے حالات اور وسائل کی مجبوریوں کی وجہ سے ممکن نہیں ہو سکتا اور یوں اس ادب کا آفاقیت کی حدود کو چھونا ممکن ہو جاتا ہے۔ چونکہ ادیب کی ذمہ داری صرف اس کی اپنی ذات تک محدود نہیں ہوتی بلکہ اس کے قلم کی نوک پر قوموں کی زندگی کے رخ پھیر دینے کا انحصار ہوتا ہے، لہٰذا اس کے خیالات کا صراطِ مستقیم پر گامزن ہونا اشد ضروری ہے۔ اس مرحلے پر نبی اکرم ﷺ کی دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا (اے اللہ میں تجھ سے علم نافع کا سوال کرتا ہوں) ہمارے لیے بیساکھی کا کام دیتی ہے۔

موجودہ دور کی مسلمان خواتین اہل قلم میں سے محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کا نام خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ان کو اگر اس صدی کی کثیر التصانیف خاتون کہا جائے تو یقیناً غلط نہ ہو گا۔ ان کی مطبوعہ کتب کی تعداد ۷۰ سے متجاوز ہے۔ ماہنامہ ''بتول'' میں ''روشنی''، ''چراغ رہگذر'' اور ''تاریخ کے جھروکے سے'' کے مستقل سلسلے اس کے علاوہ ہیں۔ ان کی تصانیف کا جائزہ لینے سے اس بات کا شدت سے احساس ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ معیار کے تقاضے بخوبی پورے کرتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا تخلیق کردہ ادب مکمل طور پر علماً نافعاً کے دائرے میں گھومتا ہوا نظر آتا ہے۔

ان کی تصانیف کا ایک نمایاں پہلو زندگی کے گوناگوں موضوعات پر لکھنا ہے۔ ان کی تصانیف میں ہمیں ''غم نہ کر'' جیسی شاہکار اور بالکل منفرد موضوع پر لکھی ہوئی تصنیف بھی ملتی ہے۔ اور ''آخرت'' جیسے عقائد سے تعلق رکھنے والے موضوع پر تصنیف بھی۔ ''داعی کے اوصاف'' ایک داعی کے لیے بہترین توشۂ حیات ہے جب کہ سلسلہ ''اخلاقِ اسلامی'' معاشرتی میدان میں رہنمائی کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں اپنی تصنیفات کو منصوبہ بندی کے ساتھ ہر ایسے موضوع پر ترتیب دینے کی کوشش کی جسے معاشرے کی ضرورت سمجھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے ناول ''ذرا نم ہو تو یہ مٹی'' اور ''سہارا'' اس کے بہترین غماز ہیں۔ افسانوں کے مجموعے ''چراغِ اشک'' اور ''وہ غم اور ہوتے ہیں'' کا ہر افسانہ ہمیں معاشرے کے ایک نئے کرب سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ اصلاحِ احوال کی صورت بھی دکھاتا ہے۔ بچوں کے لیے بھی انہوں نے نظم و نثر، دونوں میں لکھا اور خوب لکھا۔

یقیناً ایسے گوناگوں موضوعات پر لکھنا کسی طرح بھی وسیع مطالعے اور مشاہدے کے بغیر ممکن نہ تھا۔ آپا جی بنت الاسلام مرحومہ ایک ایسے اہلِ علم خاندان سے تعلق رکھتی تھیں جو "خیر الجلیس فی الزمان" کی سچائی پر یقین رکھتا تھا۔ لہٰذا مطالعے کا شوق یقیناً انہیں وراثت میں ملا ہوا ذوق بھی تھا اور لکھنے کے حوالے سے ایک اہم ضرورت کا احساس بھی جو اللہ نے انہیں ''نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو'' کے حکم کی صورت میں دیا تھا۔

محترمہ خالہ جان سعیدہ احسن صاحبہ بتایا کرتی ہیں کہ ان کے والد صاحب مرحوم کی بہت بڑی ذاتی لائبریری تھی۔ یقیناً محترمہ بنت الاسلام صاحبہ نے سب سے پہلے اسی سے استفادہ کیا ہوگا۔ یہ ان کا بچپن سے مطالعے ہی کا شوق تھا کہ ان کے ابا جی جب بھی اپنی ملازمت کے سلسلے میں دوسرے شہروں میں جاتے تو وہ دوسرے بچوں کی طرح دیگر اشیاء منگوانے کی بجائے کتابیں منگوایا کرتیں۔

مطالعہ کرنے کو تو ہر کوئی کرتا ہے لیکن ہر ایک کا مطالعہ کرنے کے متعلق اپنا اپنا ذوق ہوتا ہے۔ بعض لوگ وقت گزاری یا تفریح کے لیے کسی ہلکی پھلکی چیز کا مطالعہ کرنا پسند کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کا مطالعے کے ذریعے مختلف چیزوں کے متعلق معلومات حاصل کرنا مقصد ہوتا ہے۔ بعض لوگ اچھے مطالعے کے ذریعے اپنے کردار کو سنوارنا چاہتے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مطالعہ انسان کو بگاڑنے اور سنوارنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یقیناً اس امر کا انحصار مطالعہ کرنے والے کے ذوق پر ہوتا ہے۔

یوں تو مطالعہ کرنے والا ہر شخص زندگی میں بے شمار کتابیں مختلف ذرائع سے پڑھتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے مطالعہ کا حلقہ لائبریریوں اور احباب کے کتب خانوں تک بھی وسیع ہوسکتا ہے اور ہوتا ہے لیکن کسی شخص کی ذاتی لائبریری اس کے ذوقِ مطالعہ کی بہترین غماز ہوتی ہے۔

محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کا مطالعہ بھی یقیناً بہت وسیع تھا۔ یہ مطالعہ انہوں نے مختلف ذرائع سے کیا ہوگا لیکن آیئے! ان کی ذاتی لائبریری کے آئینے میں ان کے ذوقِ مطالعہ میں جھانکنے کی کوشش کریں، ممکن ہے اس سے مطالعہ کرنے والوں کے لیے مطالعہ کے کرنے کے کچھ قواعد وضوابط یا مشعلِ راہ اصول وضع ہوسکیں۔ ان کا ذاتی کتب خانہ کتابوں کی خاصی بڑی تعداد پر مشتمل ہے۔ ان کے ذوقِ مطالعہ کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

قرآن مجید، حدیث اور سنت کے ساتھ خصوصی شغف:

قرآن مجید ہر مسلمان کی زندگی کے روحانی سفر کے لیے زادِ راہ ہے۔ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ اس حقیقت سے بخوبی باخبر تھیں۔ وہ خود بھی لوگوں میں قرآن وحدیث کا شعور پیدا کرنے کا جذبہ رکھتی تھیں جس کا مظہر قرآن مجید کو سمجھانے کے لیے ''انوار القرآن'' اور حدیث کی سلسلہ وار کتابیں ہیں۔ مزید برآں سیرت اور احکامِ سیرت سے واقفیت کو عام کرنے کے لیے ''اسوۂ حسنہ'' ان کی صدارتی ایوارڈ یافتہ تصنیف موجود ہے۔

ان کے ذاتی کتب خانے میں تفاسیر میں سے ''تفہیم القرآن''، ''تفسیر عثمانی'' اور قرآن مجید کے موضوع پر ''علوم القرآن'' اور ''تاریخ التفسیر'' اہم ہیں۔ اس کے علاوہ سیرت کے موضوع پر کتب میں ''سیرت النبیؐ'' از شبلی نعمانی، ''رحمۃ للعالمینؐ'' از سلیمان منصور پوری، ''محبوبِ خدا'' از چوہدری افضل حق، خطبات مدراس'' از سید سلیمان ندوی، اسوۂ حسنہؐ، النبیؐ الخاتم از مناظر احسن گیلانی وغیرہ موجود ہیں۔

حدیث دین اسلام کے دوسرے اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کے ساتھ حدیث کا علم حاصل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کی لائبریری میں ''تدوینِ حدیث، تاریخ حدیث، علوم الحدیث، حفاظتِ احادیث کے مجموعے کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ''کتاب الصلوٰۃ''، ''کتاب الصیام'' وغیرہ مصنفہ اقبال کیلانی، نیز آئینہ پرویزیت از عبدالرحمٰن کیلانی موجود ہیں۔

قوانینِ اسلامی پر گہری نظر:

محترمہ بنت الاسلام صاحبہ بیک وقت تبلیغ بالقلم اور تبلیغ باللسان کا فریضہ تدریس وتصنیف کے ذریعے انجام دے رہی تھیں۔ ایک مبلغ کو اپنے متعلقہ موضوع پر مکمل معلومات ہونا اشد ضروری ہے اگر مبلغِ اسلام کی قوانینِ اسلامی پر گہری نظر نہ ہوگی تو وہ دوسروں کو کیسے مطمئن کر سکے گا۔

محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کی لائبریری میں ہمیں اسلامی قانونِ معاشرت، اسلامی قانونِ معاشیات، اسلامی قانونِ سیاسیات گویا ہر اہم موضوع پر کتب نظر آتی ہیں۔ جن میں ''آدابِ معاشرت اور حل الاشتباہات'' از اشرف علی تھانوی، اسلام اور جدید مسائل تصنیف مولانا مفتی محمد شفیع، خطباتِ بہاولپور، از ڈاکٹر حمید اللہ، غیر سودی بنکاری از نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظامِ حکومت از حامد الانصاری، خلافت وجمہوریت از عبدالرحمٰن کیلانی، سود از مولانا مودودی، زندگی کا سلیقہ، ہم کیسے رہیں، گھریلو جھگڑے، خانہ آبادی تصنیفات ڈاکٹر ابن فرید، ضبطِ ولادت از مولانا مودودی، نکاح کے متعلق ایک اصلاحی تحریک از ڈاکٹر اسرار احمد، اسلام میں زراعت، اسلامی نظامِ حیات از پروفیسر خورشید احمد، دینِ اسلام از چوہدری افضل حق، معرکہِ دین و سیاست از نعیم صدیقی، الجہاد اور اسلام از مولانا مودودی، تنقیحات مولانا مودودی، جہاد اسلامی اور ترکی دورِ جدید میں از خلیل احمد حامدی وغیرہ شامل ہیں۔

مذاہبِ عالم سے واقفیت:

مبلغ کے لیے دیگر مذاہب سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کا بحیثیت مبلغِ دین مختلف مذاہب پر وسیع مطالعہ تھا۔ ان کی لائبریری میں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موضوع پر موجود کتب میں قادیانی مسئلہ از مولانا مودودی، مذہب اور تجدید مذہب از عبدالحمید صدیقی، اسلامی مذاہب از ابوزہرہ مصری، اگر اب بھی نہ جاگے تو از شمس نوید عثمانی وغیرہ سر فہرست ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف مذاہب باطلہ مثلاً عیسائیت، یہودیت منکرین حدیث، اشتراکیت، وغیرہ کا لٹریچر بھی موجود ہے۔

تاریخ دعوت وعزیمت:

مسلمان دعوت وعزیمت کے حوالہ سے دیگر تمام اہل مذاہب سے منفرد مقام رکھتے ہیں۔ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کے کتب خانے میں اس موضوع پر سرفہرست کتاب ''تاریخ اشاعت اسلام'' از اسماعیل پانی پتی ہے، اس موضوع پر ایسی جامع کتاب غالباً یہی ہے۔ اس کے علاوہ مولانا ابوالحسن علی ندوی کی تمام کتابوں کے سیٹ کے علاوہ تاریخ دعوت و عزیمت، مصر کے فرزاندانِ توحید تختہ دار پر، روداد قفس از زینب الغزالی، منصب نبوی اور اس کے عالی مقام حاملین از ابوالحسن علی ندوی وغیرہ بھی اس ذخیرہ کتب میں شامل ہیں۔

عقائد اسلامیہ:

عقائد کی درستگی پر اعمال کی قبولیت کا دارومدار ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کے لیے صحیح اسلامی عقائد سے واقفیت رکھنا اور اپنے عقیدے کو غیر اسلامی عقائد کی آمیزش سے پاک رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کے کتب خانے میں ''کتاب التوحید از محمد بن عبدالوھاب، قرۃ عیون الموحدین، ورد المصفی المختار از محمد بن عبدالوھاب، تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم از شاہ اسماعیل شہید، غنیۃ الطالبین از عبدالقادر جیلانی موجود ہیں۔

حیثیت نسواں:

مختلف مذاہب میں حیثیت نسواں کا مسئلہ اختلافی رہا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے لہٰذا اس نے عورت کو اس کا اصل مقام دے کر تمام عالم نسوانیت پر اپنے اس احسان خاص کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ اسلام میں عورت کی حیثیت واضح ہو جانے کے باوجود بعض کج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فطرت لوگ خواہ مخواہ حیثیتِ نسواں کو متنازعہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ لامحالہ اس طرز عمل سے خواتین ہی سب سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ خواتین کی مُدَّرِسہ تھیں۔ انہیں بار ہا مختلف قسم کے سوالوں کا سامنا کرنا پڑتا ہوگا۔ جن کے جواب وہ اپنی خاص فہم و ذکاء کی صلاحیت اور توفیقِ الہیہ کے ساتھ ساتھ اپنے وسیع مطالعہ اور مشاہدے کی بنا پر دیتی ہوں گی۔ ان کے کتب خانے میں اس موضوع پر کتب میں ’’ تین عورتیں تین تہذیبیں‘‘ از سید اسعد گیلانی، اسلام میں حیثیتِ نسواں از مظہر صدیقی، پردہ از امین احسن اصلاحی، پردہ از مولنا مودودی، قرآن اور پردہ از امتیاز علی تاج، اسلام میں عورت کا مقام، از امین احسن اصلاحی، شرعی پردہ از قاری طیب صاحب، احکام ستر و حجاب از مولنٰا عبدالرحمٰن کیلانی وغیرہ شامل ہیں۔

تعصب سے گریز:

تعصب انسانی کردار کے لیے آکاس بیل کی سی خصوصیت رکھتا ہے۔ تعصب سے پاک مطالعہ ہی انسانی کردار کو نکھارنے کا سبب بن سکتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ اپنے مخصوص مسلک یا جماعت کے دائرے سے نکل کر مطالعہ کرنا پسند نہیں کرتے۔ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کے کتب خانے میں تعصب کا ذرا سا بھی شائبہ محسوس نہیں ہوتا۔ ان کے کتب خانے میں مفتی محمد شفیع، ابوالحسن علی ندوی، منظور نعمانی، غلام احمد حریری، ابوزہرہ، یوسف بنوری، محمد بن عبدالوہاب، مولنٰا مودودی، عبدالرحمٰن کیلانی، سید سلیمان ندوی، غرض ہر اچھے مصنف کی بلاتفریق مسلک کتابیں موجود ہیں۔

تحریکِ اسلامی سے مکمل واقفیت:

اسلام ہر چیز کو مکمل طور پر سوچ سمجھ کر اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ اپنی زندگی میں اگرچہ کبھی بھی تحریک کی باقاعدہ رکن نہیں رہیں لیکن فکری و عملی طور پر ہمیشہ اس کی حمایت کرتی رہیں۔ ان کے کتب خانے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تحریک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو خوب اچھی طرح سمجھ کر اختیار کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بانی جماعت اسلامی کی ہر اہم کتاب ان کے کتب خانے میں زینت افروز ہے۔

عربی زبان وادب سے دلچسپی:

محترمہ بنت الاسلام صاحبہ اس حقیقت سے بخوبی واقف تھیں کہ عربی زبان سے واقفیت ہر مسلمان کی روحانی زندگی کے لیے اشد ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر مواقع پر عربی زبان کی تحصیل کی ترغیب دیتی رہتیں۔ انہوں نے اپنے کالج میں معلمات اور طالبات کی جب کہ گھر میں گھریلو خواتین کی ہفتہ وار عربی کلاسز کا اہتمام کر رکھا تھا۔ ان کے کتب خانے میں عربی انشاء کی کتب کے علاوہ کامل الکیلانی، ابوالحسن علی ندوی اور واضح رشید ندوی کی بچوں کے لیے لکھی گئی عربی تصنیفات نظر آتی ہیں۔

ادب برائے ضیاع وقت سے اجتناب:

انسان اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کا اللہ کے حضور جواب دہ ہے، اس حقیقت کا احساس محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کو بخوبی تھا، وہ وقت کی بچت کر کے مطالعے کے لیے ضرور وقت نکال لیتیں۔ ان کے کتب خانے میں ہمیں ایک بھی ایسی کتاب نظر نہیں آتی جو اپنے قاری کو اللہ رب العالمین کی یاد سے بے نیاز کر دے۔ اس کے ساتھ ہی جملہ معترضہ کے طور پر پراس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتی ہوں کہ ان کا اپنا تخلیق کردہ کوئی بھی تصنیفی شہ پارہ کسی نہ کسی اہم دینی یا اخلاقی مقصد سے خالی نظر نہیں آتا۔ وہ اس حقیقت کو حرز جاں بنائے ہوئے تھیں جس کا ذکر ایک عرب شاعر نے اپنے درج ذیل شعر میں ادب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کیا ہے۔

بلوح الخط فی القرطاس دهرا　　وكاتبه رميم في التراب

''کاغذ پر لکھی ہوئی تحریر ہمیشہ ہمیشہ باقی رہتی ہے جب کہ اس کا لکھنے والا مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے''۔

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے کہ ہمیشہ رہنے والی چیز کے متعلق احتیاط برتنا عارضی اثرات کی حامل چیز کی نسبت زیادہ ضروری ہوتا ہے۔

ٹھوس تحقیقی مزاج کی کتب سے شغف:

محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کا کتب خانہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندگی کے اصل مقصد سے بخوبی واقف تھیں، وہ اسے حقیقی معنوں میں ایک امتحان گاہ سمجھتی تھیں۔ جہاں انسان سیر وتفریح کے لیے نہیں بلکہ امتحان دینے کے لیے آیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا کتب خانہ جہاں گھٹیا، سستے اور بازاری ادب سے پاک ہے، وہاں ان کے ہاں زندگی ایسے ایسے سنجیدہ موضوعات پر ٹھوس کتب موجود ہیں جنہیں پڑھنا عام طور پر لوگ دردِ سر سمجھتے ہیں۔

''اردو دائرہ معارف اسلامیہ'' دانش گاہ پنجاب کا ترتیب دیا ہوا۔ یہ اردو انسائیکلو پیڈیا محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کی لائبریری میں مکمل موجود ہے جو ان کے اعلیٰ ذوق اور وسعتِ مطالعہ کی دلیل ہے۔

حفاظتِ کتب:

محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کتب کو واقعی خیر الجلیس سمجھتی تھیں، لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی تمام کتابیں صاف ستھری ہیں، ان کے کاغذ مڑے ہوئے نہیں۔ اکثر کتب جلد کروا کر پلاسٹک کور چڑھایا گیا ہے۔

کتاب کے کونے پر نام لکھنا:

محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کی عادت تھی کہ وہ ہر کتاب کے پہلے صفحے کے بائیں کونے پر اوپر نام اور غالباً تاریخ بھی لکھ لیا کرتی تھیں۔ آپا جی سعیدہ احسن بتاتی ہیں کہ وہ اپنی رقم سے خریدی گئی کتاب پر بنت الاسلام یا اپنا نام نسیم آراء لکھتی تھیں اور جو کتاب اپنے شوہر کی رقم سے خریدتی یا حنیف صاحب ان کے شوہر خرید کر لاتے اس پر مسز حنیف لکھتی تھیں تاکہ موت کے بعد وراثت تقسیم کرتے وقت پہچان رہے اور صرف ان کی اپنی کتب ہی ان کی وراثت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے طور پر تقسیم ہوں۔

کتابوں کے حاشیے پر حوالے لکھنا:

کتاب پڑھتے ہوئے جہاں ان کو اپنے کسی زیر تصنیف موضوع کے لیے کوئی حوالہ ملتا کچی پنسل سے اس کے حاشیے پر حوالہ لکھ لیتیں مثلاً اگر ''حبِ الٰہی'' کے موضوع پر کوئی حوالہ نظر آیا تو اسے خط کشیدہ کر کے حاشیے پر گول دائرے میں حب الٰہی لکھ لیا۔

مضمون کے آخر میں یقیناً اس بات کا تذکرہ بے جا نہ ہوگا کہ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ مندرجہ ذیل ارشاد نبوی ﷺ کا عمدہ نمونہ تھیں کہ ''اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔'' دین، ائمہ مسلمین اور عامۃ المسلمین کے لیے خیر خواہی کا نام ہے۔ وہ مطالعے کی اہمیت سے خود باخبر تھیں لہٰذا اپنے متعلقین میں بھی مطالعے کا شوق پیدا کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔

اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو بچپن ہی میں رنگین حاشیوں کے ساتھ خوب صورت رسم الخط میں کہانیاں لکھ کر دیا کرتیں۔ بعد ازاں اپنے بھانجوں، بھانجیوں، بھتیجیوں اور بھتیجوں کو بھی انعام و تحائف کے طور پر کتابیں ہی دیا کرتیں۔ کالج میں انہوں نے لڑکیوں کے لیے ایک چھوٹی سی دینی کتب کی لائبریری خود قائم کر رکھی تھی۔ اس کے علاوہ جب بھی موقع ملتا، کتابیں جمع کرنے اور مطالعے کرنے کی ترغیب دینے کا فریضہ ضرور ادا کرتیں۔

(شعبان ۱۴۱۶ھ، دسمبر ۱۹۹۵ء)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

محترمہ بنت الاسلام صاحبہ اور گھر داری

گھر داری ایک ایسا فن ہے جو مکمل توجہ چاہتا ہے۔ گھر داری کے ساتھ علمی کاموں اور تبلیغ دین میں توازن رکھنا بعض اوقات بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دونوں چیزیں اپنی اپنی جگہ کامل توجہ اور یکسوئی کی محتاج ہیں۔ شاید اسی لیے جو خواتین گھر سنوارنے میں لگی رہتی ہیں۔ وہ بسا اوقات ذوق ہونے کے باوجود حسب منشا علمی یا دینی کام نہیں کر پاتیں۔ نتیجتاً ذہنی الجھن کا شکار ہو جاتی ہیں۔

محترمہ بنت الاسلام نے جس قدر علمی کام کیا، اس کی مثال پیش کرنا ناممکن ہے لیکن اس کے ساتھ انہوں نے گھر داری بھی خوب نباہی۔ ان کے گھر کے فن میں دلچسپی اور منصوبہ بندی کا غماز ان کا مضمون ''میرا پیارا رجسٹر'' ہے۔ جس میں وہ بتاتی ہیں کہ کس طرح شادی سے قبل وہ گھریلو کاموں میں بالکل کوری تھیں۔ اس مضمون کے آغاز میں انہوں نے اپنی پانچویں کی کتاب میں سے مضمون ''سگھڑ بیوی'' کا اقتباس نقل کیا ہے کہ بیوی کھانا پکا رہی ہے۔ ہنڈیا چولھے پر چڑھی ہے اور بیوی پاس بیٹھی ہے۔ پھر لکھتی ہیں مگر بیوی کو خود پاس بیٹھے رہنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ آخر جب ہنڈیا پک ہی رہی تھی تو اسے پکنے دیا ہوتا۔ بیوی اس دوران چل پھر کو کوئی اور کام کر لیتیں یا اگر پاس بیٹھنا ضروری ہی تھا تو ہاتھ میں کتاب لے کر چند صفحے پڑھ لیتی۔

ان کا تبصرہ پڑھتے ہوئے مجھے ہمیشہ یوں محسوس ہوتا جیسے انہوں نے میرے دل کی بات اچک لی۔ اس مضمون میں انہوں نے گھر داری کے ہی نہیں، گھر داری سکھانے کے بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گر سکھائے ہیں مثلاً یہ کہ ہدایات مہمل نہ دینا چاہییں یہ نہ کہنا چاہیے ''کہ تھوڑی سی مرچ ڈال دو'' لکھتی ہیں۔

''اب آپ جانیں کہ یہ تھوڑی اور زیادہ مبہم الفاظ ہیں یہ تو پکانے والے کا تجربہ ہی متعین کرتا ہے کہ کون سی چیز کتنی مقدار میں ہو تو اسے تھوڑی کہا جائے گا اور کس مقدار میں پہنچ کر وہ زیادہ ہو جائے گی۔ اب آپ ایک پاؤ سوجی میں ایک کھانے کا چمچہ چینی ڈال دیں تو وہ تھوڑی ہوگی اور ایک پاؤ گوشت میں ایک کھانے کا چمچ نمک ڈال دیں تو وہ زیادہ ہو جائے گا''۔

پوری ہدایات نہ دینے کے بعد پکانے والی سے کھانے کا ستیاناس ہو جانے پر اسے ڈانٹنا ڈپٹنا بھی معمول ہے۔ اس پر بھی لطیف انداز میں تنقید کی ہے۔ پھر ایک سمجھدار سہیلی کا تذکرہ کیا ہے جس نے نہایت خوش اسلوبی سے صحیح اندازوں کے ساتھ کچھ کھانوں کی ترکیبیں لکھوائیں۔ گن گن کر بتایا کہ اتنے جوئے لہسن ڈالنا اور اتنے گوشت اور اتنے چاولوں میں بیس یا پچیس کالی مرچیں ڈالنا، پیاز کا سائز ہاتھ سے بتایا۔ آگ کی کمی وبیشی یا کتنی چیز کتنے منٹ یا کتنے گھنٹے پکائی جائے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد جو سسرال آ کر کھانا بنایا تو انہوں نے کہا کہ پہلا بیان جس میں کھانا نہ پکا سکنے کا عذر پیش کیا گیا تھا۔ صحت پر مبنی نہیں تھا۔ گویا سکھانے کے درست انداز نے درست کھانا پکوا دیا۔ اس کے بعد رجسٹر لیا گیا۔ جس کے پہلے پچاس صفحے کھانے کی تراکیب پر مشتمل ہیں۔ لکھتی ہیں:

''کھانا پکانے میں ایک بڑی اہم شے کسی کھانے کے عناصر کا باہمی تناسب ہے۔ چنانچہ دوسرا حصہ اس کے لیے وقف ہے کہ کس کھانے میں کون سی چیز کتنی مقدار میں ڈالی جائے اس میں ترکیبیں نہیں صرف عناصر کا باہمی تناسب ہے عنوان ہے'' مختلف کھانوں کے عناصر کا باہمی تناسب''۔

ایک حصے میں موسم گرما اور موسم سرما کی سرخیوں کے تحت ان موسموں کی سبزیوں کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نام درج ہیں کیونکہ بقول مصنفہ انہیں یاد ہی نہیں رہتا تھا کہ کس موسم میں کون سی سبزی ہوتی ہے۔ کسی نے ایک گھنٹے میں پکنے والے پانچ کھانوں کی ترکیبیں بتائیں تو محترمہ بنت الاسلام صاحبہ نے ایک گھنٹہ میں پکنے والے چند کھانوں کے عنوان سے انہیں درج کرلیا۔ اور پھر تجربے کر کے ایسے چند سیٹ بنالیے۔ وقت کی اہمیت کو پیش نظر رکھنے والے، خصوصاً لکھنے پڑھنے اور تدریس کے فرائض سرانجام دینے والوں کے لیے یہ عنوان خاصی افادیت کا حامل ہے۔ کم وقت میں زیادہ کام.....۔

دعوتوں میں کتنے افراد کے لیے کتنی چیز بنالی جائے۔ یہ مسئلہ بھی راقمہ جیسے نوآموزوں کے لیے بسا اوقات بڑی گھمبیر صورت اختیار کر جاتا ہے۔ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ نے اس کا حل بھی تلاش کرلیا۔ مختلف لوگوں سے پوچھ پوچھ کر کچھ خود تجربے کر کے ''دعوتوں کے اندازے اور اخراجات'' کے عنوان کے تحت معلومات درج کرلیں۔ مثلاً اگر دس افراد ہوں تو اتنے چاولوں کا پلاؤ اور اتنے قیمے کے کباب بننے چاہئیں۔

عید کے دن پکائے جانے والے کھانوں، مہمانوں کی تواضع، عیدیاں دینے، تحائف بھیجنے میں عید کے دن بیسیوں غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ عنوان بنایا ''عیدیں'' اور ہر عید گزرنے کے بعد شام کو دن بھر کی غلطیاں لکھ لیتیں۔ اگلی چاند رات کو سونے سے قبل رجسٹر کے متعلقہ حصے کا مطالعہ کرلیا جاتا۔

اپنے متعلقین خصوصاً سسرال والوں کو خوش رکھنا بھی گھر داری کا ایک اہم پہلو ہے۔ رجسٹر کا ایک عنوان ہے ''لوگوں کے طبائع اور میلانات مع ان کے پسندیدہ اور ناپسندیدہ امور کے۔'' ہوا یوں کہ ایک دن ان کی نند کی بیٹی آئیں۔ کدو کھانے کے بعد کہنے لگی۔ یہ مجھے موافق نہیں۔ کھانے سے معدے میں درد ہو جاتا ہے۔ اس دن کے بعد مصنفہ نے خیال رکھا کہ کوئی ایسی چیز ان کی موجودگی میں پکنے نہ جائے۔ مگر ایک دن وہ کہنے لگیں کہ آخر آپ بھنڈیاں کیوں نہیں پکاتیں۔ وجہ بیان کی تو کہنے لگیں کہ ''مجھے بھنڈیوں سے درد نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ضرور پکائیں مجھے تو وہ بہت پسند ہیں۔'' بہت تعجب ہوا کہ یہ کیا بات ہوئی۔ گھیا کھانے سے تو معدے میں درد ہو اور بھنڈیاں کچھ نہ کہیں۔ لوگ تو کہتے ہیں کہ بھنڈیاں بادی ہوتی ہیں۔ اس پر یہ عنوان تجویز ہوا اور لکھا گیا کہ عزیزہ رشیدہ بیگم کو گھیا کھانے سے معدے میں درد شروع ہو جاتا ہے بھنڈیاں کھانے سے انہیں مطلق درد نہیں ہوتا۔

اس کے بعد سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا کہ عزیزہ کے ہوتے ہوئے گھیا پک جائے۔ اس حصے میں دور اور نزدیک کے رشتہ داروں کے متعلق تمام ضروری معلومات درج ہو گئیں۔ ان کی پسند اور ناپسند، رویہ، مزاج، طرز عمل۔ لکھتی ہیں کہ ''اس حصے نے مجھے سب سے زیادہ فائدہ پہنچایا کیونکہ گھر درحقیقت اینٹ روڑوں، لکڑی، پتھر اور گھر کے ساز و سامان کا نہیں بلکہ افراد کے مجموعے کا نام ہے۔ بے شک کھانا پکانا، سینا پرونا، بچوں کی تربیت، اخراجات کو آمدنی کے اندر رکھنا۔ غرض یہ کہ گھر داری کے سب ہنر بڑے ضروری ہیں مگر سب سے زیادہ ضروری گھر سے قریبی یا بعید تعلق رکھنے والے انسانوں کو سمجھنا، ان کے حقوق ادا کرنا، اور ان سے تعلق استوار رکھنا ہے۔ لہذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ ''لوگوں کی طبائع اور میلانات مع ان کے پسندیدہ اور ناپسندیدہ امور کے'' والا حصہ مہینے میں کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھا جاتا رہے۔

ایک عنوان ''اعتدال'' ہے۔ جو بقول ان کے سب حصوں کی جان ہے۔ یہ عنوان انہوں نے شادی کے پندرہ سال بعد باندھا تھا کیونکہ یہ بات سمجھ میں آئی تھی کہ گھر داری کے ہنر ہوں یا اہلِ خانہ، ہر بات میں اعتدال لازمی ہے، اس حصے میں وہ اپنی ہر بے اعتدالی لکھ کر اس کا بار بار مطالعہ کرتی رہتیں تا کہ آئندہ اس کا ارتکاب نہ ہو۔

غرض یہ کہ ''میرا پیارا رجسٹر'' گھر داری کے رہنما اصولوں کا بہترین مرقع ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر اس رجسٹر میں سے خالصتاً نجی حصہ حذف کر کے باقی کو افادہِ عام کی غرض سے چھپوا دیا جائے۔ یقیناً یہ راقمہ جیسے کئی دوسروں کے لیے فائدہ مند ہوگا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گھر داری کے نکات ان کی اپنی بیٹی ''سلوت'' کے نام خطوط میں بھی ملتے ہیں جن میں مامتا کی شفقت کا بھی بھرپور رنگ جھلکتا ہے ایک خط میں لکھتی ہیں:

''آج کل لاہور میں صنعتی نمائش لگی ہوئی ہے۔ میں تمھارے لیے ایک ٹی کوزی، چائے والی ایک چھلنی، اور بڑا سوراخوں والا چمچہ لائی ہوں۔ اس چائے دانی میں دس بارہ پیالیاں آ جائیں گی۔ سوراخوں والا چمچہ بڑا مفید ہوتا ہے۔ تیل کو ابال کر اس چمچے کو اوپر رکھ کر اگر کھلا ہوا بیسن ڈالیں تو پھلکیاں بن جاتی ہیں.....''۔

''میں نے بچے کی نگہداشت پر بڑی اچھی کتابیں فیروز سنز سے خریدی ہیں۔ جلدی کسی کے ہاتھ بھیج دوں گی۔ ان میں چھوٹی چھوٹی بہت سی اچھی باتوں کا پتا چل جاتا ہے۔ بچے کو نہلانے سے پہلے تیل سے مالش ضرور کرنی چاہیے۔ اس سے ٹانگیں مضبوط ہوتی ہیں اور پھر گرم پانی سے نہلانا چاہیے۔ اگر گھر میں کوئی چھوٹا ہیٹر ہے تو باتھ روم میں رکھ لیا کرو تا کہ ٹھنڈ نہ لگے..... میں یہاں کوفتے اور کڑھی بنانے کی ترکیب لکھ رہی ہوں۔ ویسے میں بہت اچھی کتاب ''منور جہاں کا دسترخوان'' بھی بھیج رہی ہوں۔ تمھاری باجی (خالہ) تاکید کر رہی تھیں کہ ان کتابوں میں ترکیبیں بہت زیادہ مقدار میں کھانا پکانے کی ہوتی ہیں۔ اس لیے سب اجزا آدھی مقدار میں استعمال کرنا تا کہ سنبھال سکو.....'' (صفحہ ۹۰)

گھر کی وسیع و عریض ذمہ داریوں میں سے علمی اور عملی کاموں کے لیے وقت نکالنا بھی انہیں خوب آتا تھا۔ اپنے ایک مضمون ''وقت نہیں ملتا'' میں انہوں نے ان بہنوں کی شکایات کا جائزہ لیا ہے جن کا کہنا ہے کہ پڑھنے پڑھانے، سمجھنے سمجھانے کے لیے وقت کیسے نکالیں۔ ''پکانا، ریدھنا، دھونا اور دھلانا، گھر کی جھاڑ پونچھ، سینا پرونا، بچوں کی دیکھ بھال، مہمانوں کی خدمت، غرض یہ کہ سینکڑوں قسم کے کام ہوتے ہیں لیکن محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کا کہنا ہے کہ سارا دن ہم جن کاموں میں لگی رہتی ہیں۔ وہ سب کے سب ضروری نہیں ہوتے۔ اگر ہم کوشش کریں تو ان روزانہ کاموں میں سے کافی وقت بچا سکتے ہیں۔ بچوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کپڑے سینے ہی کو لیجئے، جب کوئی ماں بچے کا کوئی کپڑا سینے بیٹھتی ہے تو وہ چاہتی ہے کہ کپڑا بڑا خوب صورت بنے تا کہ اس کا بچہ پہن کر زیادہ اچھا لگے۔ کپڑے کو خوب صورت بنانے کے لیے وہ کتنے ہی گھنٹے اس پر لگا دیتی ہے۔ حالانکہ اسی کپڑے کو اگر وہ سادا سا سی لے تو وہ بہت جلد سل جاتا ہے۔ اب اگر ماں سمجھے کہ کپڑے کو خوب صورت بنانا اتنا ضروری نہیں تھا جتنا ضروری دین کا علم حاصل کرنا ہے تو وہ کپڑا تو سادا سا سی لے اور جو وقت اس نے کپڑے کو زیادہ خوب صورت بنانے پر لگایا وہی دین کا علم حاصل کرنے پر لگائے۔ یہ بات ماں کے حق میں بھی اچھی ہوگی کہ وہ اللہ کے حکم سیکھے گی۔ اللہ کے حکموں پر چلے گی اور اپنی دنیا اور آخرت سدھارے گی۔ بچے کے حق میں اس طرح اچھی ہوگی جب اس کی ماں دیندار ہوگی تو وہ اپنے بچے کو بھی اللہ کے حکم بتائے گی اور اسے اچھی اچھی عادتیں سکھائے گی۔ خوب صورت کپڑے پہن کر آپ کا بچہ ضرور پیارا لگے گا مگر مسلمانوں کی سی عادتیں سیکھ کر وہ اس سے بھی زیادہ پیارا ہو جائے گا۔

اس طرح اگر آپ کی کوشش کریں تو آپ دوسرے کاموں میں سے بھی کافی وقت نکال سکتی ہیں۔ اگر آپ ہفتے میں دو دفعہ سہیلیوں سے ملنے جاتی ہیں تو چلیے ایک ہی دفعہ جایا کیجئے اور دوسری دفعہ جانے پر جو وقت صرف ہوتا ہے اسے دین کا علم حاصل کرنے پر صرف کیجئے۔ اگر آپ دو سالن پکاتی ہیں تو چلیے ایک ہی پکا لیا کیجئے اور دوسرا سالن پکانے پر جو وقت صرف ہوتا ہے وہ اللہ کی راہ میں صرف کیجئے! گرمیوں کے دنوں میں دوپہر کے وقت اگر آپ ڈیڑھ گھنٹہ سوتی ہیں تو چلیے ایک گھنٹہ ہی سو لیا کیجئے اور باقی آدھ گھنٹہ دین کا علم حاصل کرنے پر صرف کیجئے۔ یہ تو چند چیزیں ہیں اگر ہم کوشش کریں تو اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے کاموں میں سے کتنا ہی وقت نکل آئے گا۔ کہیں یہ نہ سمجھیں کہ میں انہیں ان کاموں کے کرنے سے منع کر رہی ہوں جنہیں عموماً سگھڑاپا شمار کیا جاتا ہے بلکہ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ ہمیں اتنی بات کی تو سمجھ ہونی چاہیے کہ ہم یہ دیکھیں کہ کون سے کام ضروری ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کون سے غیر ضروری۔ اعلیٰ درجے کی سلائی کڑھائی کرنا، بڑے بڑے پر تکلف اور مزیدار کھانے پکانا، گھر کی سجاوٹ پر کئی کئی گھنٹے لگا دینا۔ یہ اور اسی طرح کے بہت سے کام جو ہم کرتی ہیں کوئی ضروری کام نہیں ہیں۔ کپڑے ہم سادہ بھی پہن لیں تو تن تو ڈھک ہی جاتا ہے اور یہی کپڑے پہننے کا اصل مقصد ہے۔ کھانوں میں چٹپٹا پن نہ بھی ہو تو پیٹ تو بھر ہی جاتا ہے اور یہی کھانا کھانے کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ گھر اگر صاف ستھرا ہو ضرورت کی چیزیں موجود ہوں اور سجا ہوا نہ بھی ہو تو بھی وقت آرام سے گزر ہی جاتا ہے۔ اور یہی گھر بنانے کا اصل مقصد ہوتا ہے لیکن اگر ہم دین کا علم حاصل نہ کریں تو پھر ہماری زندگی اور آخرت دونوں ہی خراب ہو جاتی ہیں"۔ (فردوس کی راہ۔ حصہ اول، صفحہ ۶۴ تا ۶۶)

آیئے اب دیکھیں کہ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ نے وقت نکالنے کے لیے کیا عملی طریقے اختیار کیے۔

بتایا جاتا ہے کہ وہ کم از کم دو چار دن کے کھانے تیار کر کے فریز کر لیتیں۔ اچانک مہمان آ جائیں تو بھی آسانی ورنہ چار دن اپنے کو لکھنے پڑھنے کا وقت مل جاتا۔ کھانے میں غذائیت کا بھی خیال رکھتیں۔ زیادہ بھوننے سے منع کرتیں۔ گویا افادیت کی افادیت اور وقت کا بھی بچاؤ۔ گھر ہمیشہ صاف ستھرا رکھتیں۔ برآمدے میں ایک تخت تھا۔ دوسرے کونے میں میز اس میز پر کاغذ قلم رکھے ہوتے۔ فرصت ملتے ہی لکھنے بیٹھ جاتیں۔ نو آموز لکھنے والیوں کو بھی نصیحت کرتیں کہ بعض اوقات کام کے دوران خیالات کی لہر آتی ہے جو فراغت پر دماغ سے نکل جاتی ہے اس لیے باورچی خانے میں ایک نوٹ بک رکھ لی جائے جب خیالات آئیں تو نوٹس کی شکل میں لکھ لیے اور بعد میں تفصیلی شکل دے لی۔

عورتیں خوب صورتی کے شوق میں ہلکے رنگ خصوصاً سفید رنگ بیڈ شیٹوں وغیرہ کے لیے استعمال کرتی ہیں جنہیں جلد جلد دھونا پڑتا ہے۔ اس سے وقت کا بھی ضیاع ہوتا ہے اور صابن کا بھی۔ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ گھر میں صوفوں، پردوں اور بستروں کی چادروں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کے لیے بالعموم بسکٹی رنگ استعمال کرتیں کہ یہ میل کا جاذب ہوتا ہے۔ سردیوں میں رات کو اہل خانہ کے ساتھ باتیں کرنے کا وقت بھی ضائع نہ ہونے دیتیں۔ اس دوران خاندان بھر کے لیے سویٹر بنتی رہتیں۔

ان کے طرز عمل کا سب سے نمایاں پہلو دیگر معاملات کی طرح گھر داری کو بھی دین اور اللہ کی پسند کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔ (مشکوۃ)

لہذا سویٹر کے خانے ڈالتیں تو طاق، شلوار کے پائنچوں کی لائنیں طاق۔ یہاں تک کہ ہنڈیا میں کالی مرچ اور لونگ کے دانے بھی طاق ڈالتیں۔

واقعتاً گھر داری، وقت کی حفاظت اور عملی کام ان سب میں توازن رکھنا انتہائی نازک مرحلہ ہے۔ ایک طرف عورت گھر اور گھر والوں کے معاملے میں اللہ کے ہاں مسئول ہے۔ دوسری طرف میدان حشر میں دوسرے سوالوں کے ساتھ وقت کے استعمال کا اہم سوال ہے۔ محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کی گھریلو زندگی اس توازن اور اعتدال کا عمدہ نمونہ ہے اور ہمارے لیے مشعلِ راہ۔ بقول شاعر

روایتیں چند چلا چلے ہم تم، ان کو آگے چلائے رکھنا
چراغ ہر سو جلا چلے ہم، تم ان کو آگے جلائے رکھنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوکبِ قول وعمل

(رخشندہ کوکب)

قول وعمل میں مطابقت ایک انتہائی کمیاب صفت ہے۔تحریر وتقریر کے میدان میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھانے والے تو بے شمار ہیں لیکن اپنی ہی بات پر عمل کر کے دکھانے والے بہت کم یاب ہیں۔محترمہ رخشندہ کوکب (منور سلطانہ) پر ''بتول'' کا خاص شمارہ پڑھا تو ان کی جس صفت نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ ان کے قول وعمل میں ہم آہنگی ہے۔ ان کا چہرۂ کردار قول وعمل میں مطابقت کی صفت سے منور نظر آتا ہے۔ان کی زندگی تضاد بیانی اور تضادِ عمل سے کوسوں دور ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ انہیں '' اُمَّةً وَّسَطًا '' کا ایک رکن ہونے کے لحاظ سے اپنی گرانبار ذمہ داری '' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر '' کا پوری طرح احساس تھا۔قرآن میں اس امت کے لیے قول وعمل میں ہم آہنگی کی صفت کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔فرمان ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ. كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (الصف: ۲ ۔ ۳)

اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (البقرہ: ٤٤)

کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو؟ اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجود یکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔کیا تم میں اتنی بھی سمجھ نہیں؟

یہ حقیقت ہے کہ مبلغ کی تبلیغ میں اثر کی ضمانت اس کا عمل ہے۔محترمہ رخشندہ کوکب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحبہ خود لکھتی ہیں کہ:

''تبلیغ کے سلسلے میں سب سے پہلے اس اصول کو جان لینا چاہیے کہ آپ دنیا کو جیسا دیکھنا چاہتی ہیں ویسی خود بن جایئے۔(تعمیر حیات: ص ۴۷)

ان کی پہلی تحریر سے آخری تحریر تک پوری زندگی اس ہم آہنگی سے عبارت ہے۔اپنی اولین تحریر ''پیازی قمیض'' میں رقم طراز ہیں۔

''جو باتیں میں اپنے مضامین میں لکھنا چاہتی ہوں کیا ان پر خود بھی عمل کر رہی ہوں۔ اگر نہیں کر رہی تو میرے بیان میں خاک اثر ہوگا۔جی چاہتا تھا کہ اپنے دماغ کو ایسی سزا دوں کہ پھر بھولے سے بھی ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کر سکے''۔

اور واقعتاً انہوں نے اس غلطی کا ارتکاب عمر بھر نہیں کیا جو لکھا پوری ذمہ داری سے لکھا اور یہ سوچ کر لکھا کہ مجھے خود بھی اس پر عمل کرنا ہے۔اس کی شہادت ان کی رفیقہ خاص محترمہ ''حمیدہ بیگم'' مرحومہ نے بھی اپنے مضمون میں کی ہے،وہ لکھتی ہیں۔

''اخبار رسالوں کے ایڈیٹر بالعموم شاعر اور افسانہ نگار ہوتے ہیں اور وہ شعر و افسانہ کی دنیا میں ایسے گم رہتے ہیں کہ عمل کی دنیا میں اپنے لکھے کے بالکل برعکس چلتے ہیں۔الا ماشاء اللہ ان کا گھر ان کی بے توجہی اور لاپروائی کا عجیب و غریب کرشمہ اور ان کی زندگی انتشار اور بے ترتیبی کا نادر نمونہ نظر آتا ہے لیکن میں نے ایک ایسی ایڈیٹر بھی دیکھی اور اس کے ساتھ کام بھی کیا۔ایک دو دن نہیں سال چھ مہینے نہیں،اکٹھے چھ سال کام کیا جو اپنے رسالے کے ایک ایک لفظ کی ذمہ داری محسوس کرتی تھیں''۔

احساس ذمہ داری دین اور دنیا دونوں کے معاملے میں یکساں تھی۔محترمہ حمیدہ بیگم لکھتی ہیں:

''ایک دفعہ کھانے پر بیٹھے تو میں نے حسب معمول سالن کم کھایا،اس پر بولیں کیا ساری نصیحتیں بس دوسروں ہی کے لیے وقف ہیں''۔

''میں نے کب کس کو نصیحت کی ہے کہ سالن زیادہ کھایا کرو''میں نے جواب دیا۔

''تم نے نہیں کی تو تمھارے رسالے میں تو آ چکی ہے''۔انہوں نے کہا!

''کس نے لکھا؟ سچ اس وقت ذہن سے بالکل اتر گیا ہے''۔میں نے پوچھا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''نیر آپا کا مضمون بھول گیا''۔انہوں نے یاد دلایا۔

وہ تو ماخوذ تھا، ماخوذ سے کیا ہوتا ہے؟

''رسالے میں کوئی چیز شامل کر دینے کا مطلب ہے کہ ہمیں خود اس پر عمل کرنا چاہیے''۔انہوں نے کہا۔

اور اگر کھایا نہ جا سکے؟ ''زبردستی کھانا چاہیے''۔

''کس طرح زبردستی''؟

''روٹی کم کر دی جائے میں نے تو جس روز سے پڑھا، اس پر عمل کر رہی ہوں۔ (دونوں ہاتھوں کے اشارہ سے) اتنا ڈھیر سارا سالن پکاتی ہوں اور ایک ہی وقت میں ہم دونوں ختم کر دیتے ہیں۔''سالن زیادہ کھانا تو مفید ہوگا لیکن شرط یہ ہے کہ مصالحہ بالکل کم یا برائے نام ہو''۔اس کے بعد پھیکا سالن ہی سامنے آتا۔

ان کا کہنا تھا کہ میں کوئی کہانی لکھنی شروع کرتی ہوں اور نصیحت کے لیے برا انجام دکھا دیتی ہوں تو عمل کی دنیا میں ایسا ہی ہو جاتا ہے۔محترمہ حمیدہ بیگم نے کہا کہ ''ممکن ہے اوروں کے ساتھ یہ بات نہ ہو''۔

تو جواب دیا کہ اللہ ایک، رسول ﷺ ایک، دنیا اور آخرت کا اصول ایک تو کہے اور لکھے کا نتیجہ بھی ایک ہی ہے۔بچپن میں سکھایا گیا تھا۔''جو پڑھے دیوان، دیوانہ ہووہ، جو پڑھے افسانہ، افسانہ ہووہ''لیکن اب دکھائی دیتا ہے کہ جو لکھے''دیوان، دیوانہ ہووہ جو لکھے افسانہ، افسانہ ہووہ''حمیدہ بیگم مرحومہ نے کہا کہ پھر تو اس خطرناک کام کی طرف نہ جانا چاہیے، کہنے لگیں''اچھے دیوان اور اچھے افسانے بھی تو ہو سکتے ہیں جو لکھنے والے اور پڑھنے والے، دونوں کو ہوش میں لے آئیں۔ان کی زندگی میں نکھار اور نظم و پیدا کر دیں اور سچی بات ہے میں تو اپنے آپ کو سنانے اور ہوش میں لانے کے لیے لکھتی ہوں کہ تمھیں یہ کرنا چاہیے اور تم یہ کر رہی ہو اور اگر میرا نفس کسی طرح قابو میں نہ آئے تو میرے بہن بھائی مجھے گوڈے مار مار کر سیدھا کر دیں کہ تم اپنی زندگی سے اس تضاد کو دور کرو، اچھے افسانوں کی بڑی ضرورت ہے۔گزشتہ واقعات کو دلچسپ انداز میں پیش کرو۔اس کے بعد لوگوں نے''پکے انتظامات''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھا اور یہی اس باعمل ایڈیٹر کا آخری افسانہ ثابت ہوا۔ (بتول جون ۹، ص ۱۵)

فکرِ عقبیٰ:

محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ ہی کی نہیں، دوسری خواتین کی تحریریں بھی محترمہ رخشندہ کوکب کے فکرِ عقبیٰ کے حوالے سے رخشندہ کردار کی گواہ ہیں۔ ''پیازی قمیض'' میں محترمہ نے بتایا ہے کہ کس طرح انہیں ایک خوبصورت پیازی قمیض حاصل کرنے کی خواہش ہوئی مگر پھر دفعتاً خیال آیا کہ میرے پاس بہت سی قمیصیں ہیں، بڑھیا نہ ہوئیں تو نہ سہی مگر پھر بھی میری حرص پوری ہونے میں نہیں آتی۔ آخر مجھے ایک دن مرنا ہے اور اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے اور اپنے سارے اخراجات کی تفصیل بتانی ہے۔ پھر..... پھر..... میں خوف سے لرز اٹھی۔

دفعتاً میرے دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ میں کپڑے حاصل کر سکتی ہوں، نایاب سے نایاب شے کی مالک ہو سکتی ہوں۔ کیسے؟ اللہ کی فرماں برداری کر کے، کہاں؟ اس دنیا میں جہاں پھر کبھی موت نہیں، یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے، اس کی مثال ایک کھیتی کی سی ہے جو کچھ یہاں بوئیں گے۔ وہی اگلی دنیا میں حاصل کر لیں گے تو پھر کیوں نہ میں اپنی اس دنیا کی کھیتی میں اچھی اچھی چیزیں بوؤں تا کہ ہمیشہ رہنے والی زندگی میں سکھ اور آرام سے رہوں۔ آج میں اپنے لیے آخرت کا گھر جیسا میں تیار کرنا چاہوں کر سکتی ہوں خواہ دوزخ کا ہو یا جنت کا ہو۔ پھر میں اس زریں موقع کو کیوں ہاتھ سے جانے دوں۔ میں انشاء اللہ جنت حاصل کروں گی۔ کیسے؟ اللہ کریم کے بتائے ہوئے طریقے سے، جن روپوں کی میں قمیض بنانا چاہتی ہوں۔ وہ میں اللہ کی راہ میں صرف کروں گی''۔ (بتول جون ۹، ص ۴۴)

محترمہ سعیدہ احسن صاحبہ بتاتی ہیں کہ مرحومہ کو جو چیز اچھی لگتی وہ خرید کر کسی مستحق کو دے دیتیں اور کہتی کہ میں نے اسے ہمیشہ کے لیے اپنے لیے محفوظ کر لیا ہے۔

ایک بار محترمہ حمیدہ بیگم سے ذکر کیا کہ کانوں کی تکلیف کی وجہ سے ڈاکٹر مجھے جو چیزیں کھانے سے منع کرتے ہیں وہ بھی والدین اور بڑوں سے وصول کر کے سنبھال لیتی ہوں۔ مثلاً مجھے کیلے کھانے سے منع کیا گیا ہے جب کیلے گھر آتے ہیں، سب کو حصہ ملتا ہے، میں اپنا حصہ لے کر کمرے میں رکھ لیتی ہوں اور پڑوس کے غریب بچوں کو بلا کر کھلا دیتی ہوں۔ اسی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

طرح میرے کیلئے محفوظ ہو جاتے ہیں۔اسی طرح اور اچھی اچھی چیزیں چپکے چپکے سے غریب بچوں کو کھلا پلا دیتی ہوں۔ (بتول ص ۱۴، جون ۹)

آخرت کے متعلق اسی "حق الیقین" نے انہیں وہ عزم، ہمت اور حوصلہ عطا کیا کہ ان کی مختصر زندگی میں آنے والے بڑے بڑے صدمے اس کے سامنے ریت کا ڈھیر ثابت ہوئے۔ ذرا پریشانیوں کے متعلق ان کا طرزِ فکر ملاحظہ ہو۔ محترمہ ثریا اسماء صاحبہ کے نام خط لکھتی ہیں۔ "ایک دن آپا جی کے پاس بیٹھ کر میں رو پڑی۔ انہوں نے ایک آیت سنائی جس کا ترجمہ ہے۔ "جو انسان اللہ کی نعمتوں پر شکر کرتا ہے اللہ اس پر اپنی نعمتیں فراخ کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے اس کے لیے اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے"۔ یہ آیت اب مجھے بہت کم غمگین ہونے دیتی ہے۔ غم آتا ہی اس وقت ہے جب یہ مجھے یاد نہیں ہوتی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اگر خوشی پہنچتی ہے تو یہ اس کا انعام ہے اگر غمگین ہوتی ہوں تو یہ میری اپنی بدبختی ہے جس کے نتیجے میں دین و دنیا کے خسارے کے سوا اور کچھ نہیں۔ تکلیف و راحت اللہ کی تقسیم ہے۔ جس کے حصے میں جو کچھ آتا ہے اسے اس پر قانع ہو جانا چاہیے۔ ورنہ مطلب یہ ہوا کہ ہم اس کی تقسیم پر راضی نہیں۔ پھر یہ امتحان کہاں کا رہا، یہ تو ابلیس کی طرح کا اعتراض ہو گیا۔

(بتول مئی ۱۹۵۹ء، ص ۱۶، ۱۷)

ایک اور جگہ لکھتی ہیں "اگر میری اس تکلیف (کانوں کی) سے دین کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو میرے لیے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے"۔

محترمہ سعید قطب صاحبہ لکھتی ہیں کہ

"ایک دفعہ میں بیمار پڑ گئی۔ مایوسی کا خط انہیں لکھا۔ اس کے جواب میں مجھے لکھتی ہیں۔

"کیا آپ نے مینا کی زبانی میری صحت کا حال نہیں سنا؟ اب دو ہی طریقے ہیں یا تو سسک سسک کر جان دے دوں۔ یا ہنس ہنس کر دن پورے کر دوں۔ پہلی صورت میں دنیا بھی تنگ ہو گی اور اپنے آپ سے بھی بے زار ہو جاؤں گی اور اللہ کی ناراضگی بھی مول لینا پڑے گی اور دوسری صورت میں اطمینان و سکون سے زندگی کے دن پورے ہو جائیں گے اور سب سے بڑی دولت یعنی اللہ کریم کی خوشنودی ہمیں حاصل ہو گی کیا آپ نے اللہ کریم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا یہ فرمان نہیں سنا۔

﴿وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾

''اور اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں اپنی نعمتیں تمھارے لیے زیادہ کر دوں گا اور اگر کفر کرو گے تو جان لو کہ میرا عذاب سخت ہے''۔ (بتول، جون ۵۹ء ص ۴۰)

چھوٹے چھوٹے معاملات میں بھی اپنے لیے منتخب کردہ منزل ان کے پیشِ نظر رہتی۔ ایک مثال ملاحظہ ہو۔ محترمہ خورشید سلطانہ لکھتی ہیں کہ مجھے ان کے جذبہ دینی پر بڑا رشک آتا۔ سوچا کرتی کہ یہ کانوں سے پوری طرح سننے سے بھی معذور ہیں۔ عام صحت بھی مجھ سے اچھی نہیں۔ پھر بھی دھن ہے تو یہی کہ کیسے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک دین پہنچاؤں۔ مجھے ایک دفعہ کہنے لگیں۔

''میں راولپنڈی جانے والی ہوں، دوسرے درجہ میں سفر کیا کرتی تھی مگر اب میرا خیال ہے کہ تیسرے درجہ میں کروں گی کیونکہ اس میں عورتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ کچھ لٹریچر پڑھنے پڑھانے کو دوں گی جو نہیں پڑھ سکیں گے، ان کو پڑھ کر سنا دوں گی، اس طرح کام بھی ہو جائے گا وقت بھی ضائع نہ ہوگا''۔

میں ان کی یہ بات سن کر بے حد متاثر ہوئی کہ سخت گرمی کے دن ہیں اور انہیں اس بات کا بالکل خیال نہیں کہ سفر آرام سے گزرے گا کہ تکلیف سے، سفر میں بھی اگر کچھ خیال ہے تو یہی کہ زیادہ سے زیادہ عورتوں تک دین پہنچا دوں۔ مجھے اپنے آپ پر بہت افسوس ہوا کہ میں نہ معلوم کتنے سفر کر چکی ہوں اور کبھی بھی یہ بات نہیں سوچی۔

بے لوث خدمت:

''تعمیرِ حیات'' ان کی مرتب کردہ کتاب ہے۔ اس میں ''تحریکِ اسلامی کی کارکن خواتین سے'' کے عنوان سے ان کا اپنا بھی ایک مضمون شامل ہے۔ اس میں تبلیغ اور مبلغ کی اہمیت کے ضمن میں صحابہ کرام کی اسلام کے لیے دی جانے والی قربانیوں اور آزمائشوں کے ذکر کے بعد لکھتی ہیں:

''سب کو یاد کیجیے کہ انہوں نے کس طرح ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کر لیں مگر حق سے منہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہ موڑا۔ اگر یہ (دین کی دعوت) واقعی خشک ہوتی تو دنیا کیوں کر اس پر اس بری طرح فریفتہ ہوتی۔ دنیا میں اس سے مرغوب اور حسین شے کوئی نہیں۔ کیونکہ یہاں انسانیت کو دائمی سکھ اور حقیقی امن وراحت عطا کرتی ہے۔ انسانیت کے تمام دکھوں کا واحد علاج ہے بس اسے ذرا اچھے اور موثر طریقے سے پیش کرنے کی ضرورت ہے"۔ (تعمیر حیات، ص ۴۴)

دین کو موثر طریقے سے پیش کرنے کے لیے انہوں نے ہر کسی کی بے لوث خدمت کو اپنا وصف بنا لینے کی تلقین کی ہے، لکھتی ہیں:

"اللہ کی خوشنودی کی خاطر سب کی بے لوث خدمت اور ہمدردی کر کے دین کو پوری دنیا تک پہنچانے کا عزم کیجئے"۔ (تعمیر حیات، ص ۵۰)

یہ صفت خود ان میں بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، محترمہ حمیدہ بیگم لکھتی ہیں۔ "اور وہ تصویر تو کبھی ذہن سے محو نہیں ہوتی جب بیت المال کو مضبوط کرنے کے لیے اجرت پر کپڑے سلوانے اور بیچنے کا سلسلہ شروع کیا تھا اور اس کے ہاتھوں میں قطع کیے ہوئے فراک اور پاس غریب لڑکیوں کا جھرمٹ تھا۔ اللہ اس کی ہر نیکی قبول فرمائے۔ (بتول جون ۵۹، ص ۴)

حلقہ ادب اسلامی کی طرف سے خواتین کے پرچے کے اجراء کا خیال ذہن میں آیا تو بے سروسامانی آڑے آئی، محترمہ ام زبیر صاحبہ لکھتی ہیں:

"اچانک ذہنوں میں یہ تجویز آئی کہ کیوں نہ کمیٹی بنالی جائے، دس پندرہ، بیس جتنی جس کارکن کی استطاعت ہے ادا کریں اور پھر یہ رقم پرچہ میں لگائیں۔ لیجئے ماہنامہ "عفت" کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ کمیٹی کی رقم ملنے سے پہلے ہی کچھ مخیر خواتین تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے اپنے پاس سے قرض رقم دے دی کہ جب کمیٹی نکلے گی تو رقم واپس کر دیجئے اور اس ساری کوشش میں محترمہ رخشندہ کوکب (مرحومہ) پیش پیش تھیں"۔

محترمہ حمیدہ بیگم مرحومہ لکھتی ہیں کہ "جب ان کی عبدالرحمان صابر قرنی صاحب سے شادی ہوئی اور زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا تو لوگوں کا خیال تھا اور خود اس کی حقیقی بہنیں بھی کہتی تھیں کہ ہم دیکھ لیں گے جب تم اپنے علیحدہ گھر میں استاد عوتی کام کرسکو گی، اب تو سب کاموں سے بے تعلق صرف لکھنے پڑھنے میں گم رہتی ہو یا ملنے ملانے میں لیکن اللہ نے سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ دکھا دیا کہ دل کی لگن کیا کیا کرشمے دکھا سکتی ہے۔اس نے ایک چھوڑ چار چار کام سنبھال لیے اور پہلے سے بھی زیادہ اچھی طرح سرانجام دیئے۔اس کا گھر خواتین کی قیام گاہ تھا۔وہیں ان کے کھانے اور آرام کی ذمہ داری تھی۔اس کے پاس کتابوں کی کتابت، طباعت، اور اشاعت کا انتظام تھا،اس کے پاس آمد وخرچ کا حساب تھا اور اس کے پاس ''بتول'' کا کام تھا۔اس نے سب فرائض کو اتنی خوبی سے انجام دیا کہ اللہ ہی یاد آتا رہا''۔(بتول ۵۹،ص ۶)

دین اور دینی تبلیغ کے لیے دوسروں کی بے لوث خدمت ان کا ایک ایسا وصف ہے جس کی تعریف میں ان سے ملنے والی ہر خاتون رطب اللسان ہے۔محترمہ بنت مجتبیٰ ان کی وفات کے بعد عالمِ تصور میں ان سے مخاطب ہیں۔

''ہاں تو رخشندہ تمھارا کام دیکھ کر میں اکثر سوچتی ہوں، دین کی کتنی لگن ہے؟ کتنا شوق ہے؟ کیسی بے قراری ہے تمھارے اندر، صحت کی خرابی، کانوں کی تکلیف، خاندان والوں کا ساتھ، دنیا کی کوئی چیز بھی تمھارے کام کو بند نہیں کرتی۔کوئی چیز بھی تمھاری راہ میں حائل نہیں ہوتی۔میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے۔میں اپنا اور تمھارا موازنہ کرتی اور اپنے آپ کو تمھاری طرح کام پر اکساتی، تمھاری مثال مجھے کتنی بار بے کاری سے کام کی طرف لے گئی ہے، تم کیا جانو''۔(ص ۳۲)

مسکراہٹ:

یہ دوسرا عنوان ہے لکھتی ہیں:

''ہر وقت خوش رہیے اور دوسروں کو بھی خوش رکھیے، جب آپ کسی کو ملیں تو آپ کے چہرے سے یوں ظاہر ہو جیسے آپ کی ساری محبت وخلوص صرف اسی ایک ہستی میں سمٹ کر رہ گئی ہے..... چہرہ پر ہر وقت دلکش و پاکیزہ مسکراہٹ کھیلتی رہنی چاہیے۔کوشش کیجئے کہ یہ چہرہ کا لازمی جزو بن کر رہ جائے، دلوں کو موہ لینے میں یہ چیز خاصی مدد دیتی ہے''۔

(تعمیر حیات ۱۹۵۱،ص ۵۰)

مسکراہٹ کو چہرے کا لازمی جزو بنا لینے کی تلقین کرنا تو آسان ہے لیکن اگر دنیاداری کی نظر سے دیکھو تو یہ اس خاتون کے لیے عملاً ممکن ہے جو نوعمری میں ہی کئی بڑے بڑے صدمات کا شکار ہو چکی ہو۔کمسنی کی شادی، پھر ہنستے بستے گھر کا میکے والوں کی بدگمانی سے اجڑ جانا جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ سسرال والوں کو بھی یہ اپنی بے لوث خدمت سے اپنا اتنا گرویدہ کر چکی تھیں کہ انہوں نے اس تفریق کا باقاعدہ سوگ منایا۔ دس دن صف ماتم بچھی رہی اور مشہور کیا گیا کہ ہماری بہو مر گئی ہے۔ اس کے بعد ٹائیفائیڈ اور سماعت کا متاثر ہونا، گلے کی خرابی اور کئی اور جسمانی عوارض ،کیا ان سب کے ہوتے ہوئے مسکراہٹ چہرے پر سجائے رکھنا آسان کام ہے۔ سچ کہا ہے محترمہ حمیدہ بیگم نے کہ ''کوئی معمولی لڑکی ہوتی تو پہلے خاوند سے علیحدگی پر میکے اور سسرال والوں کو کوستی، کچھ اللہ کے خلاف شکایت کرتی کہ اس نے کان بھی نہ رہنے دیئے اور دوسری شادی پر نئے سسرال والوں کے ساتھ نبرد آزمائی سے کوئی فرصت نہ پاتی اور آخر مر ہی جاتی کہ عمر ہی اتنی تھی لیکن آخرت کے یقین نے مرحومہ کے سارے دکھ کو سکھ میں تبدیل کر دیا اور جو سکھ مل گئے۔ ان کو سیڑھی بنا کر وہ آسمانِ اسلام کا ایک چمکتا ہوا ستارہ بن گئی۔ وہ منور تو تھی ہی، رخشندہ نے پردہ اختیار کیا تو بھی رخشندہ ہی رہی''۔ (بتول جون ۱۹۵۹ء)

اور واقعی رخشندہ وتابندہ کردار کی حامل اس خاتون کے ملنے والوں کی متفقہ گواہی ہے کہ محترمہ کے چہرے سے مسکراہٹ کبھی الگ نہیں دیکھی گئی۔ ایک خاتون لکھتی ہیں:

''وہ بہت شگفتہ اور ہنس مکھ تھیں اور بات بات پر ہنستی مگر میں کیا کروں؟ مجھ کو ایسا ہی معلوم ہوتا کہ وہ کس قدر رنجیدہ ہوں گی''۔ (بتول جون ۱۹۵۹ء، ص ۲۷)

محترمہ خورشید سلطانہ صاحبہ لکھتی ہیں۔ ''میں سب دینی بہنوں میں ان سے ہی زیادہ متاثر ہوئی اور انہی سے بہت زیادہ بے تکلف۔ میں حیران تھی کہ جب اور جس وقت بھی گئی ان کو متبسم ہی پایا کبھی بھی مجھے یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ میں ناوقت آئی ہوں''۔

(بتول جون ۱۹۵۹ء، ص ۳۶)

گفتگو:

اس عنوان کے تحت رقمطراز ہیں:

''باتیں کرنا بھی ایک فن ہے یہ فن بھی کوشش سے حاصل ہوتا ہے، اس میں حتی الامکان مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ گفتگو انتہائی شیریں اور چاشنی میں ڈوبی ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو۔اس قدر کہ سننے والے اس سے بڑھ کر اور کسی چیز میں لطف ہی محسوس نہ کریں"۔

(تعمیر حیات، ص۵۰)

یہ سلیقہ خود انہیں بھی خوب حاصل تھا۔محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ کی کہانی "عید کا تحفہ" پڑھی تو اس کی مدد سے کمال حکمت کے ساتھ اپنے خاندان میں مدتِ مدید سے چلی آنے والی ایک رنجش ختم کر ڈالی۔صلح کی خوشی میں ایک دعوت بھی منعقد ہوئی۔ذرا قائل کرنے کا انداز ملاحظہ ہو،خود بتاتی ہیں:

"میں نے کہانی پڑھی،اس میں مندرج حدیث ابا جان کو دکھا کر کہا کہ از روئے اسلام جب تین دن سے زیادہ قطع تعلق کی گنجائش نہیں تو آپ سب کیا کر رہے ہیں۔ابا جان نے فرمایا کہ اپنی ماں سے بات کرو،میرے دل میں تو کسی کے خلاف کوئی رنجش نہیں۔پھر میں نے ابا جان کو سمجھایا کہ یہ مسلمان ہیں اور آنحضور ﷺ کے ساتھ محبت اور عقیدت کے بہت لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں لیکن حال یہ ہے کہ آپ ﷺ کے کسی فرمان کو عملاً قبول نہیں کرتے۔اس پر وہ بھی نرم پڑھ گئیں اور میں نے دو طرفہ رشتہ داروں کو ان کے ایمان اور اسلام کے واسطے دے دے کر صلح پر آمادہ کر لیا اور ایک شاندار دعوت ہوئی۔اس میں سب لوگ شریک ہوئے اور وہ آگ ٹھنڈی ہوئی جس کو شیطان نے ایک مدت سے گرم کر رکھا تھا"۔ (بتول، جون ۱۹۵۹ء، ص۱۳)

خاطر و مدارات اور مہمان نوازی:

اس عنوان کے تحت لکھتی ہیں:

"اس طرف بھی پوری پوری توجہ دینی چاہیے،کوئی ملنے آئے تو اس کی حسبِ استطاعت خاطر و مدارت کرنی چاہیے کھانے کے وقت مہمان کو کھانا پیش کیا جائے خواہ وہ معمولی کیوں نہ ہو۔اور باقی وقت میں سردیوں میں چائے اور گرمیوں میں ٹھنڈے پانی سے مہمان کی خاطر ہو جائے تو اچھا ہی ہے رسول اللہ ﷺ نے مہمان نوازی پر زور دیا ہے۔انہیں یہ چیز بے حد پسند تھی..... یوں تو مہمان کی عزت اور خاطر مدارات ہر مسلمان پر فرض ہے مگر تبلیغ کرنے والی بہنوں کو تو کبھی بھی اس سے غفلت نہیں کرنی چاہیے۔یہ شے بھی دلوں کو مسخر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں خاصی مدد دیتی ہے۔ اللہ کے دین کی خاطر مہمانوں کی خاطر مدارات میں اگر کس وقت بھوکا بھی رہنا پڑے تب بھی کیا ہے۔ یہ کوئی ان لوگوں کے مقابلے میں اتنی بڑی قربانی تو نہیں جنہوں نے اشاعتِ اسلام کی خاطر طرح طرح کی سختیاں جھیل کر جانیں بھی قربان کر دی ہوں''۔ (تعمیر حیات، ۱۹۵۶ء)

محترمہ میں یہ صفت بھی بدرجہ اتم موجود تھی۔ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ ان کی یاد میں لکھتی ہیں۔ ''حالت تو یہ ہے کہ اس کو گئے آج پورے ساٹھ دن ہو گئے اور اس کے بعد کم از کم دو سو مرتبہ کچھ کھایا ہو گا لیکن ہر کھانے پر اس کی کشمکش یاد آتی اور آنکھوں میں آنسو اور کانوں میں فقرے ابھرنے لگتے۔ اللہ کے لیے مجھے نہ ستاؤ، صرف ایک سیب، اتنا سا انگور، اچھا آدھی پیالی دودھ، صرف ایک گلاس شربت، بس ایک انڈا، محبت آمیز طعنوں اور جھگڑوں کا ایک لامتناہی سلسلہ جس کے بغیر کوئی کھانا نہ کھایا جاتا تھا''۔ (بتول ۱۹۵۹ء، ص ۴)

محترمہ غوثیہ صاحبہ پہلی بار ان کے گھر گئیں تو ان کی اس صفت نے ان کا دل بھی موہ لیا۔ لکھتی ہیں:

''ان کی خاطر داری اور دلی خواہش نے مجھ کو شام تک وہیں روکے رکھا۔ دن بھر کھلانے پلانے، شربت چائے ہی میں مصروف رہیں اور چند گھنٹہ کیا، منٹ بھی آرام نہ کیا۔''

محترمہ منیر بانو صاحبہ رقمطراز ہیں ''جب اس کا اپنا گھر بن گیا تو وہاں جا کر قیام کرنے میں مجھے ذرا بھی تکلف نہ ہوتا۔ ایسی مہمان نواز اور خدمت گزار تھی کہ کیا کہیے۔ اس کے اخلاق کے اس پہلو نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا تھا گھر میں مہمان کو دیکھا تو اس کی خاطر تواضع اور راحت پہنچانے کی فکر میں کھو جاتی، میں اس کی کیفیت دیکھ کر شرمندہ ہو جاتی۔ پھر اگلی دفعہ اس کے گھر پہنچتی۔ پردیس میں گھر کا چین مجھے وہیں ملتا۔ کھلاتے کھلاتے ناک میں دم کر دیتی۔ کبھی حکم ملتا جا کر غسل کر لیجیے۔ کبھی یہ کہ بستر تیار ہو گیا اب کچھ آرام بھی کر لیجیے۔ اس سے خاطر داریاں کرا کرا بڑا لطف آتا۔ وہ اسی قسم کے انتظامات میں سرگردہ اور سرگرم رہتی، میں اور حمیدہ بیگم بڑی شان اور ٹھاٹ سے بیٹھے اپنی خدمت کراتے رہتے اور داد دیتے رہتے۔ سردی ہوتی تو ہمیں محوِ گفتگو دیکھ کر گھٹنوں پر کمبل ڈال جاتی۔ دوسرے چکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں پھر اسے سنوار جاتی یا رضائی نکال لاتی اور نرم گرم بستر میں زبردستی اٹھا کر بٹھا دیا۔ اسے بات چیت میں حصہ اور لطف نہ لے سکنے کا ضرور دکھ ہوتا ہوگا۔ اس کا احساس ہمیں کچھ دیر کے لیے اور اذیت میں مبتلا کر دیتا۔ ہمارے لب خاموش ہو جاتے، جیسے ہم خود غرض اور مجرم ہیں پھر جانے کس طرح دوبارہ گفتگو کا سلسلہ چھڑ جاتا۔

تحفے تحائف:

لکھتی ہیں "یہ سلسلہ بھی از حد مفید ہے۔ بشرطیکہ وہ بے غرض ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کو تقویت پہنچانے کے لیے دیئے جائیں۔ اگر دل میں معمولی سا بھی معاوضہ کا خیال ہو اور دوسری طرف سے اس سے کم یا کچھ نہ ملا تو بس دل ٹوٹنے میں دیر نہیں اور اللہ کے ہاں بھی اجر کے مستحق نہ رہے۔ ہر کام بے غرض کرنے کی کوشش کیجئے۔ اس سے دل برے نہ ہوں گے تو انشاء اللہ کامیابی آپ کے قدم چومتی چلی جائے گی۔" (تعمیر حیات ۱۹۵۶ء)

محترمہ رخشندہ کوکب صاحبہ اس معاملے میں بھی کسی سے پیچھے نہ تھیں۔ تحائف دیتیں اور خوب دیتیں، ایک انداز ملاحظہ ہو۔ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ لکھتی ہیں کہ ایک دن مجھے کہنے لگیں۔

کتاب ہدیہ: میں تم نے جو حدیث درج کی ہے وہ صحیح ہے۔

"ہاں صحیح ہے"

"ہدیہ دینا ثواب ہے۔"

"اس میں کیا شک ہے۔"

"اور ہدیہ قبول کرنا گناہ ہے؟"

"اگر گناہ ہوتا تو کوئی دینے والا دے ہی کیسے سکتا تھا"؟

"پھر رد کرنا تو گناہ ہے نا"!

اتنے میں انہوں نے اپنے برقعہ میں سے ایک بنڈل نکالا، اس میں کپڑے کے تین نفیس ٹکڑے تھے۔ ایک شلوار، ایک قمیض اور ایک دوپٹہ، یہ ہدیہ تمھیں لینا پڑے گا۔ میری پوزیشن بہت عجیب ہوگئی اور میں حد درجہ پریشان ہوئی کہ اب کیوں تو کیا کہوں اور کروں تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا کروں؟ میرے ان کے تعلقات ابھی اتنے گہرے کہاں تھے کہ یہ نوبت آتی۔

میں نے کہا ''دیکھیے آپ ابھی والدین کے گھر ہیں، بڑے بڑے تحفے دینے آپ کے لیے ٹھیک نہیں، ان پر بوجھ ہے جب آپ اپنے گھر چلی جائیں گی تو پھر لے لوں گی جو کچھ بھی آپ دیا کریں گی لیکن انہوں نے مجھے چپ کرا دیا کہ دیکھو سب بہنوں کے کپڑے بنتے ہیں۔ میری دوسری بہنیں بہت جلد خراب کر لیتی ہیں۔ ضائع کر دیتی ہیں، میں سنبھال کر رکھتی ہوں اور میرے پاس ابھی بہت سے اچھے اچھے کپڑے باقی ہوتے ہیں کہ نئے کپڑے بننے کی باری آ جاتی ہے۔ پھر میں نئے کپڑوں میں سے جس جس کو چاہوں، تحفہ دے لیا کرتی ہوں۔ ماں باپ سے اپنا حصہ ضرور لے لیتی ہوں لیکن نہ والدین پر بوجھ ہوتا ہے، نہ مجھے کوئی دقت پیش آتی ہے میں اچھے کپڑے خود بھی پہن لیتی ہوں اور دوسروں کو بھی دے لیتی ہوں۔ الغرض انہوں نے مجھے ایسا گھیرا کہ مجھے ہار ماننی پڑی''۔ (بتول، جون ۵۹، ص ۱۳، ۱۴)

یہاں یہ پہلو بھی ذہن میں رہے کہ اس طریقے کے پس منظر میں بھی ان کا وہ احساس ہی تھا۔ جس کا تذکرہ انہوں نے ''پیازی قمیض'' میں کیا ہے کہ آخر مجھے ایک دن مرنا ہے اور اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے اور اپنے سارے اخراجات کی تفصیل بتانی ہے پھر .....پھر..... میں خوف سے لرز اٹھی۔ (بتول جون ۱۹۵۹ء)

دنیا نہیں دین:

''پکے انتظامات'' میں انہوں نے شادی بیاہ کے معاملے میں دین کی بجائے دنیا ملحوظ رکھنے کا انجام بتایا ہے۔ خود ان کی اپنی دوسری شادی میں صرف دین ہی کو ملحوظ رکھا گیا۔ لکھتی ہیں ''میری شادی بالکل سادگی سے انجام پائی، میرے والدین نے شادی کے وقت ان کی سروس پوزیشن نہیں دیکھی، صرف ان کی دینی و اخلاقی حالت اچھی دیکھ کر ان کے مقابلے میں بڑے بڑے لوگوں کو ٹھکرا دیا۔ (بتول جون ۱۹۵۹، ص ۱۷)

سلام:

اس عنوان کے تحت لکھتی ہیں ''سلام بھی مہر و محبت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ شاید اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''سلام کرو جسے جانتے ہو اور سلام کرو اسے جسے نہ جانتے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہو"۔(تعمیر حیات ص ۵۳)

محترمہ رخشندہ کوکب صاحبہ سلام کا خصوصی اہتمام کرتیں۔ ملاقات کے علاوہ غائبانہ طور پر بھی سلام کا ہدیہ پہنچائیں۔ محترمہ نزہت طاہر قریشی صاحبہ جن کی مرحومہ سے ملاقاتیں بہت کم رہیں وہ بھی لکھتی ہیں کہ "اتنی ملنسار تھیں کہ کم ہی ایسا کسی کو دیکھا، وہ خود آگے بڑھتیں اور مجھ سے بالمشافہ گفتگو کیا کرتیں سب کا حال پوچھتیں سب کو سلام کہتیں"۔(بتول مئی ۱۹۵۹، ص ۱۳)

عیادت:

مرحومہ رقمطراز ہیں:

اس کا بھی خاص طور پر انتظام ہونا چاہیے اکثر بہنیں معمولی سمجھ کر اس سے لاپرواہی کرتی ہیں۔ شاید وہ یہ بھول جاتی ہیں کہ بیماری کی حالت میں بیمار کا دل کسی قدر نازک ہوتا ہے۔

(تعمیر حیات، ص ۵۶)

اس کے بعد عیادت کے بارے میں مذکور فضائل کا ذکر کیا ہے۔ محترمہ رخشندہ کوکب صاحبہ اس صفت پر بھی پوری اترتی تھیں۔ عیادت کے لیے خود جا سکتیں تو خود جاتیں، بصورت دیگر خط کے ذریعے باقاعدگی سے عیادت کرتیں۔ محترمہ ثریا اسماء صاحبہ لکھتی ہیں کہ

"ایک بار اتفاق سے مجھے بھی ان کی طرح گلے کی خرابی رہنے لگی۔ جس سے میں خاصی بیمار ہوگئی۔ ان دنوں انہوں نے بالکل حقیقی بہنوں کی طرح خطوط سے میری رہنمائی کی اپنے تجربات لکھے، طرح طرح کے علاج بتائے۔ پرہیز پر زور دیا۔ زیادہ پڑھنے لکھنے سے منع کیا۔ یہاں تک کہ اگر طبیعت ٹھیک نہ ہو تو مجھے خط کا جواب بھی نہ لکھنا جو انہیں کسی صورت میں بھی گوارا نہ ہوا کرتا"۔(بتول، مئی ۵۹، ص ۱۶)

محترمہ ثریا صاحبہ کے نام خطوط میں انہوں نے کہیں اپنی بیماری کی مثال دے کر انہیں تسلی دی ہے۔ کہیں قرآن مجید کی آیات کے حوالے سے صبر کی اہمیت کو واضح کیا ہے اور کہیں کسی انتہائی زیادہ نازک حالت کے مریض کا تذکرہ کر کے شکر کا احساس اجاگر کیا ہے۔

محترمہ سعیدہ، قطب صاحبہ بھی ایک بار بیمار پڑ گئیں تو انہیں خطوط لکھ کر تسلی دی، اس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھتی ہیں۔ ''ہمیں چاہیے جب بھی کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں اور تکلیفوں، دونوں کو شمار کریں۔ انشاء اللہ ہر حال میں نعمتیں زیادہ ہوں گی۔ اس سے صبر آ جائے گا۔ صبر کے لیے اللہ کی بتائی ہوئی دعا بھی کرنا چاہیے۔ میں نے ایک بار کہیں پڑھا تھا۔ کہ اگر قدرت نے تمھیں کسی شے سے محروم کر دیا ہے تو تم اپنی دوسری چیزوں کو اتنا کارآمد بناؤ کہ اس کی محرومی کا احساس نہ تم کو رہے، نہ دوسروں کو، روپیہ سے روپیہ پیدا کرنا تو سب کو آتا ہے۔ لطف تو یہ ہے کہ اگر تم اس سے محروم ہو تو پیدا کر کے دکھاؤ، بس اس مثال سے دوسرے معاملات کو بھی قیاس کر لیجیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ اپنے کسی بندے پر مہربانی کرنا چاہتا ہے تو اسے تکلیفوں میں مبتلا کر دیتا ہے ذرا سوچیے یہ کتنی بڑی خوشخبری ہے ہمیں صرف یہی حدیث یاد رہے تو شاید رنج و غم کبھی بھول کر بھی ہمارے پاس نہ پھٹکے''۔ (بتول، جون ۵۹، ص ۳۰)

''تحریک اسلامی کی خواتین سے'' مضمون کے آخر میں لکھتی ہیں کہ 'اب آخر میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ قربِ الٰہی کی ان کوششوں کے ساتھ ساتھ دوسری صورتیں بھی اختیار کی جائیں''۔

اس کے بعد نماز، دعا اذکار کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ بندگانِ الٰہی کی گواہی ہے کہ اللہ کی اس بندی نے قربِ الٰہی حاصل کرنے کی دوسری کوششوں کے ساتھ نماز، دعا اور اذکار میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ان کی رفیقہ خاص حمیدہ بیگم مرحومہ نے یونہی تو نہیں لکھا کہ ''کسی کو جائے نماز پر دیکھتی ہوں تو اس کا خشوع و خضوع کسی اور دنیا میں کھینچ کر لے جاتا ہے''۔

(بتول، جون ۵۹، ص ۴)

محترمہ بنت مجتبیٰ مینا صاحبہ کے درج ذیل تاثرات، محترمہ رخشندہ کوکب صاحبہ کی زندگی پر ایک بھرپور جامع مختصر اور پر مغز تبصرہ ہیں کہ

''اور آپا جی اتنی دیر تصور میں کرتے رہنے کے بعد چونکتی ہوں تو پھر یہی سوچتی ہوں کہ رخشندہ کے بارے میں کیا لکھوں، بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کو دیکھا سمجھا جا سکتا ہے، بیان کرنا مشکل ہوتا ہے۔ رخشندہ کی زندگی تو دیکھنے اور سمجھنے اور سمجھ کر کچھ حاصل کرنے کی چیز تھی اس کا بیان تو مشکل ہے''؟ (بتول، جون ۵۹، ص ۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملازمت اور خواتین

''کیا کروں بہن اپنے پوتے کی وجہ سے مجبور ہوں۔ کہیں آ جا بھی نہیں سکتی، آخر کس طرح اسے نوکروں کے حوالے کر دوں، نوکر پال تو سکتے ہیں تربیت تو نہیں کر سکتے۔'' یہ کہہ کر ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے رقیہ پھوپھو خاموش ہو گئیں۔ پھوپھو جان رقیہ میرے ابو کی رشتے کی بہن ہیں، کراچی میں اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ رہتی ہیں، تیرہ چودہ سال بعد ملنے کے لیے آئیں اور اب اپنے بیٹے اور بہو کا قصہ سنا رہی تھیں۔

پھوپھو جان کا بیٹا اور بہو دونوں ایک اہم محکمے میں کام کرتے ہیں۔ ان کا ایک ہی بیٹا ہے جس کو انہوں نے نوکروں کے سپرد کر رکھا ہے لیکن دادی کو کسی طرح بھی پوتا نوکروں کے حوالے کر دینا منظور نہیں۔ اس کے برعکس اس کے والدین بیٹے کے اتنے ہی حقوق سمجھتے ہیں کہ وہ اس بچے کو بہترین کھانا کھلا دیں، اچھے سے اچھے کپڑے پہنا دیں اور شریف سا نوکر یا نوکرانی جو اس کو پھول کی طرح رکھے، دے دیں۔ ان کے خیال میں یہ سب اولاد کو دے دیا جائے تو بڑی بات ہے، لہٰذا وہ دفتر سے گھر آنے پر بچوں کو پیار کر کے اپنے اپنے کمرے میں چلے جاتے ہیں، اس طرح انہوں نے اپنا فرض ادا کر لیا۔

پھوپھو جان تو ابھی اپنے بیٹے بہو اور پوتے کی باتیں سنا رہی تھیں لیکن میری چشم تصور نے دادی کی جگہ نوکر کو رکھ کر دیکھنا چاہا تو اس کے بھیانک انجام سے میری روح کانپ گئی، میرے دل اور دماغ نے کہا کہ نانی اور دادیوں کو بچے کے ساتھ قلبی تعلق ہوتا ہے، اس لیے ان کا بچے کو جسمانی تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت دینا فطری بات ہے۔ لیکن نوکروں میں یہ تعلق کہ ناپید ہے، لہٰذا اس سے نت نئے مفاسد کا جنم لینا لازمی امر ہے۔ بچہ اپنے ماحول کا بڑوں سے زیادہ اثر قبول کرتا ہے۔ اس لیے وہ نوکروں کا اثر بھی اسی طرح قبول

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرے گا جس طرح اپنے والدین اور دوسرے ساتھ رہنے والے لوگوں کا۔ نوکر جس قسم کی اخلاقی عادات کا مالک ہوگا بچہ اسی کے مزاج اور عادتوں کا اثر قبول کرے گا۔ ضروری نہیں کہ ہر نوکر برا ہی ہو، لازماً ان میں اچھے بھی ہوتے ہیں لیکن بحیثیت مجموعی اچھا ہونے کے باوجود ان میں سنگین قسم کی خرابیاں بھی ہو سکتی ہیں، ایک بات تو ضرور ہے کہ نوکر عام طور پر اَن پڑھ ہوتے ہیں۔ اکثر اَن پڑھ حضرات غلطیاں زیادہ کرتے ہیں۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ بچہ جس سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہو اسی سے وہ سب سے زیادہ اثر قبول کرتا ہے۔ اور زیادہ پیار اسی سے ہوتا ہے جو سب سے زیادہ ساتھ رہتا ہے۔ عظیم شاعر علامہ اقبال کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کی تربیت کے لیے ایک جرمن خاتون کو منتخب کیا، اس خاتون نے علامہ رحمہ اللہ کے بیٹے جاوید پر مغربیت کی جو چھاپ لگائی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ وہ اسلام کو بھی مغرب کے رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اسے وہ جدید دور کا ترقی یافتہ یا ہم آہنگ ترقی اسلام کا نام دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جاوید اقبال نہیں بلکہ وہ جرمن خاتون بولتی ہے جس کی گود میں انہوں نے پرورش پائی۔

بہرحال بچے نوکروں کے سپرد کرنے سے اور کن کن مفاسد کا شکار ہوتے ہیں ان کو ہر صاحب عقل انسان جان سکتا ہے۔ ملازمت کرنے والی خواتین بچے نوکروں کے پاس نہ چھوڑنے کی صورت میں ان کی نانیوں، دادیوں کے پاس چھوڑتی ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ ایک ایسی عورت جو اپنی جوانی میں اپنے بچوں کی ذمہ داریوں سے بطریق احسن فارغ ہو چکی ہے۔ اب ایسے بچوں کی ذمہ داری کیوں اٹھائے جس کی پرورش اس کے فرائض میں شامل نہیں اور اگر وہ بالفرض ایسا کر بھی لیتی ہے تو کم از کم اولاد ہی کو سوچنا چاہیے کہ کیا والدین اتنی محنت اور ایثار اس لیے کرتے ہیں کہ وہ بڑے ہو کر بجائے انہیں آرام و آسائش دینے کے ان کو تکلیف پہنچانے کا سبب بنیں اور بجائے اس کے کہ ان کی خدمت کریں ان سے خدمت کروائیں۔ ابھی تک تو میں نے صرف نانیوں اور دادیوں ہی کو اپنی ملازمت کرنے والی بیٹیوں اور بہوؤں کے بچے سنبھالتے دیکھا تھا لیکن ابھی کل ہی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ایک دادا صاحب کا بھی تذکرہ سن لیا جو اپنے پوتے کو سنبھالتے ہیں اور بہو صاحبہ ملازمت کرتی ہیں۔

موصوف کی بیگم عرصہ ہوا وفات پا چکی ہیں۔اس وقت بچے ابھی چھوٹے تھے۔انہوں نے بچوں کی خاطر دوسری شادی نہ کی۔بیٹے کی شادی کی تو بہو نے ملازمت کر لی اور اپنے چھوٹے بچے کو سنبھالنے کے لیے سسر صاحب کے حوالے کر دیا۔بچہ سنبھالنا اور بچہ بھی ایسا جو ابھی شیر خوار ہو کتنا مشکل ہوتا ہے،اس سے تمام عورتیں بخوبی واقف ہیں۔اسلام نے ہر ایک کی فطرت کے مطابق علیحدہ علیحدہ اس کے دائرہ کار کی وضاحت کی ہے۔مردوں کا دائرہ کار سورہ نساء کی آیت نمبر ۳۴ کے مطابق (جس میں مردوں کا عورتوں پر قوام ہونے کا سبب ان کو عورتوں کی معاشی کفالت کا ذمہ دار ہونا بتایا گیا ہے) باہر کا کام ہے اور عورتوں کا سورۃ احزاب کی آیت ۳۳ ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ کے مطابق گھر کے اندر۔بالفرض اگر عورت کی ملازمت کو صحیح مانا بھی جائے تو بھی اسے مشروط تو لازماً ماننا پڑے گا۔دراصل اسلام میں فرض،اور نفل علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔فرضوں کی ادائیگی کے بغیر نفل کی ادائیگی ہمارے اعمالنامے میں کسی نیکی کے اضافے کا سبب نہیں بن سکتی۔

حدیث میں عورت کا پہلا فرض اس کا گھر بتایا گیا ہے۔عورت کو گھر کی راعی اور بچوں کو اس کی رعیت قرار دیا گیا ہے۔اس ذمہ داری کی اہمیت کا اندازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے لگایا جا سکتا ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”اگر دجلہ کے کنارے رات کو کوئی کتا بھی بھوکا سو جائے تو قیامت کے دن بحیثیت راعی میں اس کے بارے میں جواب دہ ہوں گا“۔

بہر حال پتہ یہ چلا کہ عورت کے لیے بچوں کی پرورش پہلے فرض کی حیثیت رکھتی ہے اور باقی چیزیں نوافل کی۔

عورت کی ملازمت سے جنم لینے والے مفاسد میں سے سب سے بڑا فساد غالباً اس کے بچوں اور خاوند کی حق تلفی کی صورت میں ہی جنم لیتا ہے۔ایک مشہور دیندار سماجی

www.kitabosunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

Worker کا کہنا ہے کہ میں باہر کا کام کر کے جب گھر واپس آتی ہوں تو کام کی زیادتی کی وجہ سے سخت تھکی ہوئی ہوتی ہوں، تھکاوٹ کی حالت میں چڑچڑا پن پیدا ہونا ایک فطری امر ہے، اس طرح میرے چڑچڑے پن کا اثر بچوں پر اور بچوں کے ذریعے خاوند پر پڑتا ہے، نتیجتاً انجام لڑائی پر ہوتا ہے اور پھر..... کشیدگی کئی روز جاری رہتی ہے۔

اسی طرح ایک نہایت دیندار خاتون جو سارا دن درس و تدریس میں مشغول رہتی ہیں، ان کے بچوں کو دیکھنے سے کسی طور پر بھی یہ تاثر نہیں ملتا کہ یہ اس عظیم ماں کی اولاد ہیں جو گھر گھر جا کر لوگوں کی اصلاح اور اخلاقی تربیت کے لیے دن رات ایک کر رہی ہیں۔ ان کی اپنی کوشش تو ٹھیک ہے لیکن ان کے بچوں کو دیکھ کر کون یہ توقع کر سکتا ہے کہ یہ بچے اپنی والدہ کی طرح ''شمع سے شمع جلاتے رہیں گے'' کے مصداق بنیں گے۔

عورت ملازمت عموماً دو وجہ سے کرتی ہے، حقیقی ضرورت یا پھر زیادہ سے زیادہ سامانِ تعیش کے حصول کے لیے نوکری کرنا، تو یہ میرے خیال میں شوقِ فضول کے سوا کچھ نہیں۔ ایک خاتون کو دیکھا گیا کہ ان کے میاں سعودی عرب میں ملازم ہیں اور وہ پاکستان میں ملازمت کرتی ہیں اور اس کے پیچھے سوائے شوق یا پھر زیادہ سے زیادہ سامانِ تعیش کے حصول کی خواہش کے اور کوئی چیز بھی کارفرما نہیں۔ سامانِ تعیش جسے ہم نے ضروریاتِ زندگی کا نام دے رکھا ہے تو یہ اپنی خواہشات بڑھانے اور گھٹانے پر موقوف ہے، بقول غالب ؎

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت ارماں مرے نکلے لیکن پھر بھی کم نکلے

ملازمت کے متعلق اکثر دیندار حلقوں کا خیال یہ بھی ہے کہ کیا ہم ان تمام اداروں کو بے دین لوگوں کے لیے خالی چھوڑ دیں۔ یہ خیال بنیادی طور پر ہے ہی غلط! ضروری نہیں کہ آپ بے دین لوگوں کے ماحول میں رہ کر اپنے ایمان کو مضبوط رکھ سکیں۔ بے دین ماحول میں رہنے کا عام طور پر دو طرح کا اثر ہوتا ہے یا تو انسان ماحول سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے زیادہ پرہیزگاری اختیار کر لیتا ہے یا پھر ''چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی'' کا مصداق بن جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وقت مجھے محترمہ بنت الاسلام صاحبہ کا ایک مضمون "ماحول کا اثر" یاد آ رہا ہے۔ اس میں غالباً انہوں نے ایک کالج میں پڑھنے والی لڑکی کی مثال دی تھی کہ ہوسٹل میں جانے کے بعد پہلے پہل تو وہ رقص کو بہت برا سمجھتی رہی اور اس کو دیکھنے سے اجتناب برتتی رہی، اس کی سہلیاں برابر اس کے کانوں میں ڈالتی رہیں کہ آخر رقص میں ہاتھ پاؤں ہی تو ہلائے جاتے ہیں، اس میں بھلا کیا قباحت ہو سکتی ہے؟ سہیلیوں کے بار بار مجبور کرنے پر پہلے تو اس نے شدید نفرت کے ساتھ رقص دیکھنا شروع کیا۔ آہستہ آہستہ نفرت میں کمی آئی اور آخر کار بالکل ہی ختم ہو گئی اور اس نے خود بھی رقص کرنا شروع کر دیا۔"

انہی نفسیاتی عوامل کے سبب نبی کریم ﷺ نے عورت کو باہر نکلنے سے بلا واسطہ اور ملازمت کرنے سے بالواسطہ روکا، بہر حال اس مسئلے کا ایک حل یوں بھی نکل سکتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں اکثر خواتین پچاس پچپن برس کی عمر میں گھر بار سے فارغ ہو چکی ہوتی ہیں۔ وہ یہ فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے سکتی ہیں۔ اس عمر میں انسان رشد کو پہنچ چکا ہوتا ہے۔

اس کے نظریات و اعتقادات اتنے پختہ ہو چکے ہوتے ہیں کہ بجائے کسی اثر کو قبول کرنے کے اپنا اثر ڈالنے کا گمان غالب ہوتا ہے۔

(۱۶ اکتوبر ۲۰۰۱ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

''نقوش پر نقش'' مریم جمیلہ کے ان خطوط اور انشائیوں پر مشتمل ہے جو اس نے اپنے اس [illegible] تحریری وصیت [illegible] میں لکھے۔ [illegible] ان سب کو یکجا کیا گیا ہے۔ جن تحریروں کے آخر میں اس نے تاریخ تحریر دی تھی وہ سب ساتھ آخر میں درج کر دی گئی ہے۔

اس مجموعے میں چند تحریریں ایسی ہیں جنھیں مصنفہ نے نامکمل چھوڑ دیا تھا یا انہیں آخری شکل نہیں دی تھی کیونکہ وہ ابتدائی دور میں لکھے ہوئے تھے۔ ان تحریروں کو نظرانداز کرنا مناسب نہ تھا کیونکہ ان میں اصلاح کا پہلو بہر حال شامل ہے۔ ممکن ہے قارئین کو یہ تحریریں قرأت اور اسلوب کے لحاظ سے کچھ کمی محسوس ہوں۔ والدہ محترمہ نے کہیں کہیں نوک پلک درست کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ تحریریں مندرجہ ذیل ہیں:

- یہ ہماری دینداری؟
- ملامت۔
- دین اور دنیا ساتھ ساتھ۔
- بیچارا ایک سائنس دان۔
- انسان کی تقسیم۔
- سائنس اور انسان۔
- بچے بڑوں سے کیوں بچ گئیں۔
- ایک تحریری فریاد۔
- آپ کیا کہیں۔
- عورتوں کی حیات۔
- قتل اور عقل۔
- والدین، اولاد پر صبر واجب۔
- ملازمت اور شوہر؟
- سرکاری تعلقات اور اسلام کی تحریروں کے آئینے میں۔

اس مجموعے میں اس کی ابتدائی تحریروں میں سے ''عقل کی زبان'' اور ''آخری تحریر'' ''مشوروں کی برسات ہے'' جو منظر کی [illegible] کی پیدائش پر مشورے'' کے نام سے ماہنامہ ''حقیقت'' اور ''اردو ڈائجسٹ'' میں چھپ چکی ہے۔

چونکہ اس مجموعے میں مصنفہ کی ابتدائی دور سے لے کر آخری دور تک کی تحریریں شامل ہیں اس لیے اسلوب تحریر کے لحاظ سے ان میں فرق فطری بات ہے۔

اس مجموعے کی ترتیب و تسوید میں خالہ جان فرزانہ رحیم ([illegible]) کے ارشادات اور تعاون مشوروں کا تعاون ساتھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور مصنفہ کے لیے اس کی تحریروں کو صدقہ جاریہ کی صورت قبول کرے۔ آمین!

[illegible]